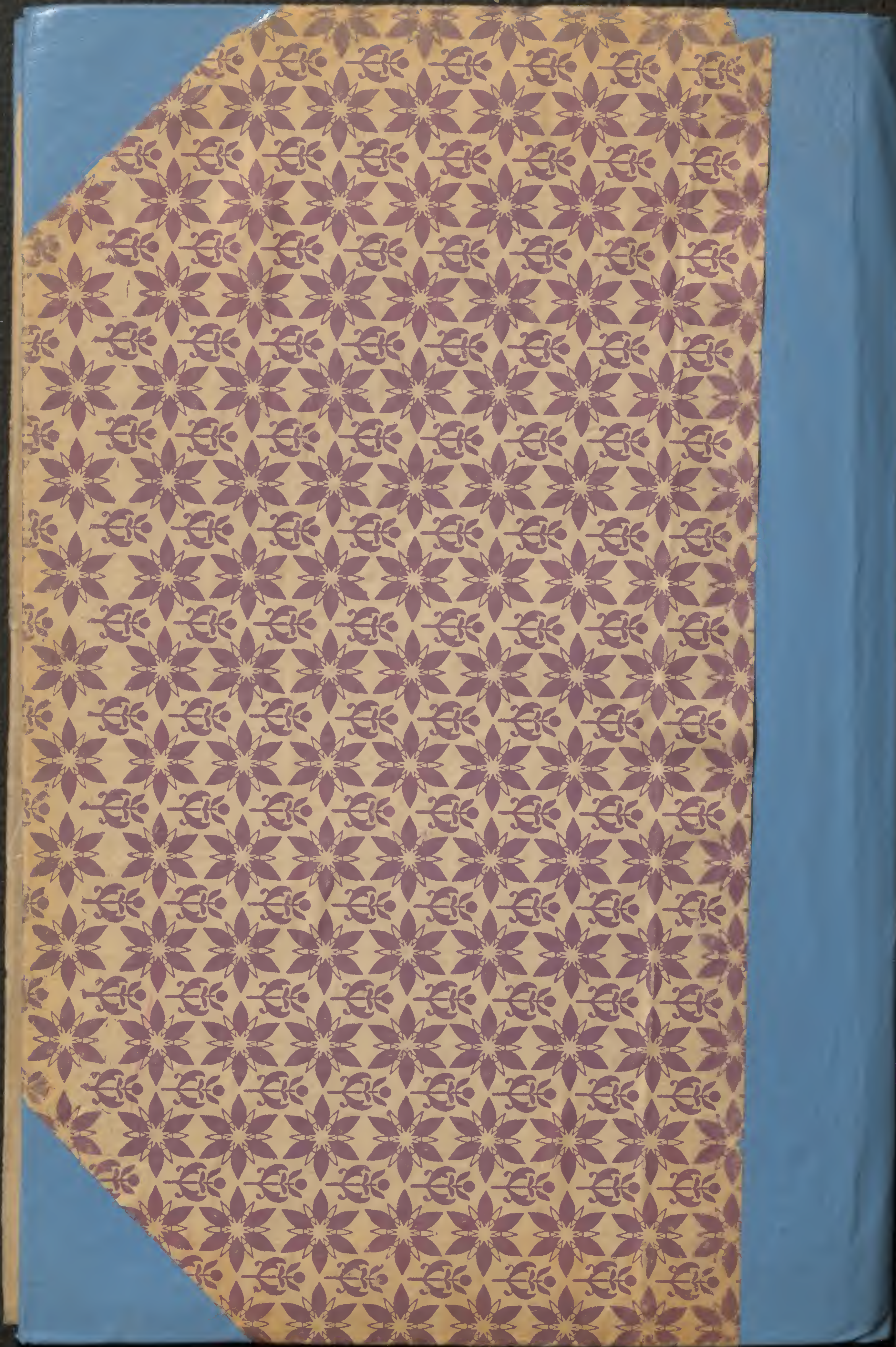
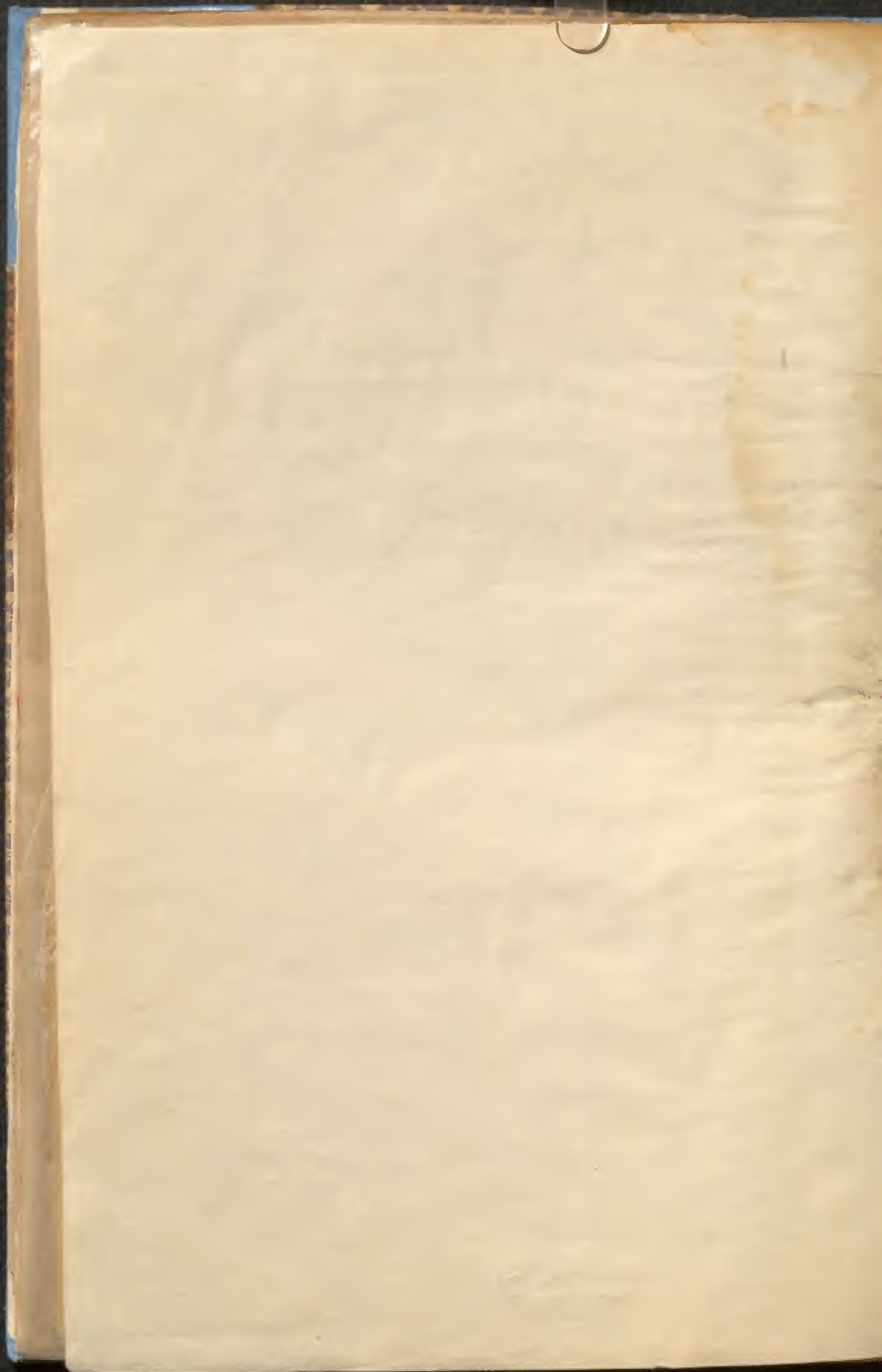




ناسخ ... کا فصیح ... زبان ... میں

... مشہور مرزا رجب علی بیگ ... سرور ...





... معروف میرزا ...

... مطبع ... میں طبع ... مشہور ... جہان ...





بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد حضرت رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ

...وعات ایزد جہان آفرین اور مخلوقات خلاق زمان و زمین ادراک حاطۂ وہم و قیاس...
...مقربان ملاء اعلی اسی مقام پر قاصر ہین کن کے کنایہ مین کونین کو پیدا کیا قدرت...
...ن نے اٹھارہ ہزار عالم کو ہویدا کیا جمعیت کثرت کا ظہور جتایا ملائکہ کو اپنا کلام پاک سنایا
...مقرب بارگاہ بنایا اضداد عناصر کو اتفاق ہوا نفخت فیہ من روحی بعض کو شاق ہوا آدم
ابو البشر کو گمنامی کتم عدم سے وسعت آباد ہستی دکھایا اس مشت کا عجز یہ پسند فرمایا کہ سزاوار رحمت ہوا
فرشتونکو رشک آیا خاکی نژاد فرمان بردار قدسیونکا مسجود ہوا معلم الملکوت غرور کردار بادۂ نخوت کا مبہوت
لعنت نصیب مردود ہوا نثار اس رافت و رحمت کے جب آدم زاد خاکی بنیاد کو ادائے مراتب حمد و سپاس
مین سراسیمہ و عاجز پایا تلازم ذخار بخشش نے دفعتاً جوش کیا زبان قدرت سے آپ اپنی حمد فرمائی بندہ
درماندہ کو اس بارگران سے سبکدوش کیا اصلاح کار عالم کیواسطے انبیاے عالیمقدار بادشاہان والاتبار کی
ضرورت ہوئی نبیون کے ہاتھ مین چراغ ہدایت و شریعت شہریارون کے قبضۂ قدرت مین صمصام
انتظام و عدالت عنایت ہوئی خلاصہ یہ کہ وہ خلاق آفاق بالاتفاق پرستندگی کے سزاوار ہی بندے کا بندگی کردا...

میمنت نعت جناب خاتم النبوۃ علیہ الصلوۃ والتحیۃ

اور نعت ستودہ صفات حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین مجال ا...

محال ہی جسکی شان مین یہ کلام ایزد بیہمال ہی اِنّ اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما مخفی نرہے کہ جناب فیض مآب فلک انتساب مسند آرائے بزم فضل و افضال طغرائے منشور عزت وجلال صبح عید سعادت وفیروزی مصباح کاشانۂ حشمت وبہروزی رونق افزائے دفاتر انجمن طرازندہ دیہیم علوم ہر فن صدر نشین ایوان، دولت واقبال آبروے بزم شوکت و اجلال زبدۂ نتائج عناصر واجرام عمدہ منشاء خلقت انام دیباجۂ نسخہ رافت وقدردانی عنوان صحیفۂ نوازش و مہربانی دریادل فیاض روزگار حاتم سخا نیسان نثار مہر سپہر جود وکرم عطارد تحریر خورشید حشم عقدہ کشائے مشکلات عاجزان برارندۂ حاجات درماندگان جناب مستطاب منشی نولکشور صاحب دام اللّٰہ شوکتہم کہ صانع نادرنگار ونقشبند اعجوبہ کار نے اپنی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ سے ذات سرچشمہ تفضلات مین عجب جوہر ذاتی وکمالات صفاتی عنایت فرمائی ہین کہ زبان خامہ تحریر سے قاصر ہی اقبال دست بستہ ہر لحظہ غلامی مین حاضر ہی

نظم
بر دولست وصف وثنائش ز حیز تحریر ✢ بدہر نیست کس اورا عوض سہیم ونظیر ✢ سحاب جود وسخاہست و بحر لطف وکرم ✢ کہ ذات اوشدہ ملجائے ہر غریب و امیر ✢ زبان دہر ہمہ خلق ہست لطف و انعامش ✢ آسمان مروت بسان مہر منیر ✢ شریف گوہر درج شرافت والطاف ✢ کہ بر سپہر سخا ہست ماہ پر تنویر ✢ بدیع جوہر اعراض فضل شد ذاتش ✢ رئیس ابن رئیس و امیر ابن امیر ✢ شود ز جنبش لبہاش زیست بیکاران ✢ ہمین سزد کہ بعیسے اگر کند تقریر ✢ بہر کجا کند ابر نوال او بارش ✢ شوند ہمسر اہل دول غریب و فقیر ✢ ز جوش بحر سخا و عطا و ہمت او ✢ شدہ است حاتم طے غرق لجۂ تشویر ✢ چو نام نامی منشی نولکشور شدہ ✢ چرا نہ شاد شوند از درش غریب وامیر ✢ توئی کہ بر در تو ہر عاجزان حاصل ✢ مراد و عزت و دولت ہزار ہا توقیر ✢ چہ شرح حلم وسخا و مروت وجودت ✢ کہ روشن ست بآفاق مثل ماہ منیر ✢ چو سالما شدہ مداح تو مناسب ہست ✢ کنی ز لطف برائے گذارہ اش تدبیر ✢ بنظر فیض عام و رفاہ کافہ انام دفتر علم وہنر کو وہ رونق دی کہ زمانہ ماسلف سے آجتک کبھی نہین ہوئی تھی اور وہ وہ نسخہ نادرہ روزگار اعجوبہ کار اور کتب دیان وابدان غیر مروجہ ہر زبان بصرف زر خطیر چھپوائین کہ بجز نام عنقا صفت معدوم تھین یا ہر شخص کے دیکھنے مین آئین ہفت اقلیم مین علوم دینی ودنیوی کو رواج ہوا اسی عیسی دم کی ہمت عالی کے بدولت مرض جہالت ہندوستان کا علاج ہوا بمقتضاے علو ہمتی وعالی حوصلگی ابتداے معرکہ جنگ روم وروس سے بلا تعصب روزانہ اخبار چھپایا جاتا ہی ہر شہر وقریہ مین تاریخی حال ناظرین کے دیکھنے مین آتا ہی ہزارہا

اہل ہنر کامل صدہا محتاج جاہل اسی وسیلہ سے فیض پاتے ہین آسودہ حال ہوکر بفارغ البال ترقی اقبال مناتے ہین کارپرداز ترقیخواہ برگزیدۂ زمان مطیع فرمان ہین دلسوزی و جانفشانی مین حاضر و غائب یکسان ہین علی الخصوص مجمع حسن اخلاق فرخندہ سیرت حمیدہ خصال لالہ بشیشر دیال صاحب مہتمم در دفتر مطبع کانپور خلق و مروت مین مشہور مرد معقول شریف ہنرپرور کارگذار محاسب لاجواب امین خوش کردار ہین اور جناب خواجہ صاحب افصح الفصحا ابلغ البلغا شاعر شیرین مقال نازک خیال سرامد معاصران وحید زمان ہمای اوج سخنوری یادگار خاقانی و انوری تاریخ گوئی مین یکتا مستند الشعرا خواجہ محمد مرتضیٰ علی خانصاحب بہادر متخلص بہ بقا زبدۂ نبایر نواب خواجہ ابوالحسن خان بہادر سابق صوبہ دار با اختیار کشور کشمیر و نبیرۂ عشائر نواب خواجہ سعد اللہ خان بہادر شاہجہان صاحبقران کے وزیر جنکا عدیل زمانہ مین دشوار ہی نزاکت سخن قدمون پر نثار ہے

سبب تالیف لطیف

جناب منشی صاحب ممدوح کو بسبب قدردانی و جوہر شناسی حضرت ولی نعمی والد ماجد مرحوم و مغفور مرزا رجب علیبیگ سرور مصنف فسانہ عجائب کے ساتھ کمال محبت و عنایت بلکہ بہر حال منظور نظر رعایت تھی وہ بھی تا بقید حیات مرہون سپاس ممنون احسان بیقیاس تہے چنانچہ بنظر اتحاد قدیمانہ و نوازش کریمانہ منشی صاحب موصوف کو مرکوز خاطر عاطر ہی کہ جس قدر کلام مرزا ے مرحوم کا ہاتھ آئے چھپوا دیجیے تا کہ یادگار رہے ضائع نجائے چند نوازش نامجات جو بنام کمترین فرزند افتخار بخش بنیاز ہوئے تھے اور اکثر مختلف حلیہ تحریر سے سرافراز ہوئے تھے حسب فرمان واالاس ہیچمدان کج مج زبان خوشہ چین ارباب انکسار احمد علی خاکسار نے انکی ترتیب وار ایک جا کیا اور انشای سرور نام رکھا امید واثق رجا صادق ہی کہ مقبول خاطر انام ہو بخیر انجام ہو +

آغاز مکاتیب اعجاز طراز عرضداشت

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ عرصہ ہوا کہ خانہ زادنے نسخہ فسانہ عجائب پیشکش کیا تھا گو ہدیۂ مور ناتوان پیش سلیمان زمان اور نذر گدا آگے سلطان جہان کے حقیقت نہین رکھتی مگر نگاہ پرورش شاہنشاہ زمان مثل خورشید درخشان گل و خار پر یکسان ہوتی ہی اس امید پر ہمہ تن چشم و گوش عتبہ بوسی کا رہا لیکن ناسازی بخت نے محروم رکھا اب جمعیت پریشانی اور سامان بیسامانی

سے گھبرا کر عرض رسا ہون کہ اگر سلک کفش بردارون اور زمرۂ جان نثارون مین آبرو پاؤن تو سر خاک
قتادہ سے کمر خمیدۂ فلک پیر چھواؤن بقدر لیاقت خانہ زاد کو جو کچھ فرمان بندگان دارا دربان ہوگا بجا اور یہی
اوسکی فخر و سعادت جان کر جان تک دریغ نہین الٰہی کوس جود و سخا و غلغلۂ کشورستانی و شہرۂ جہانبانی
بلند آوازہ و گلشن سلطنت شاداب و تر و تازہ باد * الٰہی در جہان باشی باقبال * جوان بخت و جوان دولت جوان سال *

عرضی مہاراجہ صاحب خداوند نعمت فیاض زمان غریب پرور غربا نواز حاتم دوران زاد حشمتہم

الحمد للہ کہ فلک کجرفتار سیدھا ہو کر بر سر بناء ہوا گو تمنا دیر مین بر آئی مگر درست بر آئی ہمچشمون کی نظر مین
ممتاز ہوا پروردگار عالم حاکمونکا حاکم کرے اس ذرہ نوازی سے مضطر کی چارہ سازی سے سر حکومت
پر جلوہ افروز رکھے شب شب برات دن عید ساتون روز جلسۂ نوروز رکھے یہ جو اس ہیچکارہ کی قدر دانی اور
عزت افزائی فرمائی ہی جو جو رئیس نامدار گذرے اور امیر اولوالعزم باوقار ہین یہ حرکت سب سے
ہوتی آئی ہی سے سلیمان باہمہ حشمت نظر میداشت بامورے * ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کلام خلاق
جن و انسان ہی شبہہ و شک کی جا نہین کسنے اسکو پڑھا لکھا دیکھا نہین فیض عام خاص اسیکا
نام ہی دانا کے واسطے دام ہی بس طبعون کے لیے شیوۂ بادام ہی اللہ جانتا ہی طول مدت کا بہت
ملال تھا گمان خفقان بڑھتا تھا کیا کیا احتمال تھا شکر کا مقام ہی کہ انجام بخیر ہوا ایام گذاری کا وسوسہ
منجر بخیر ہوا کارساز عالم نے حضور کو حاجت روا ہمکو حاجتمند کیا ہی کھلم کھلا ہی کہ ہماری حاجت کو دست
ملازمان والا مین بند کیا ہی کھانے کا لطف فاقے سے ملتا ہی سایہ کا مزا دھوپ کی تڑاقی سے ملتا ہی
صحت کی قدر بیماری سے ہوتی ہی امارت کی دھوم غریب کی کاربراری سے ہوتی ہی ہم تشنہ لب
آپ بحر جود و نوال ہین لازم و ملزوم بہر حال ہین محتاجین بود کو نابود جانتے ہین اور صاحب دولت
و حشمت انکی مدد کرنے مین نمود جانتے ہین بیت جہ فرخ فریدون فرشتہ نبود * ز مشک و ز عنبر سرشتہ
نبود * اسواسطے کہ جوادی کی صفت نیر تابان سے زیادہ درخشان ہوتی ہی مثل برق غرب و شرق مین
چمکتی لپکتی ہی حاسد بخت کی آنکھ جھپکتی ہی خیر تقریر کو بھی طول ہوا سخن سازون مین مشمول ہوا خلاصہ یہ
کہ شقہ کو کھولا تہیدستی کے باعث نقد جان سے تولا ہر فقرہ رنگین غازۂ شاہد معانی تھا خدا گواہ ہی
مطلب ہتین آئینہ جمال خوش بیانی تھا واہ واہ ہی بحر ناپیدا کنار کوزے مین بند ہی کس طول کا اختصار
کیا ہی حبذا انشی دل پسند ہی کار کیا ہی اگر ملا ظہوری کا ظہور ہوتا بر رنگ طفل دبستان معترف بقصور ہوتا

تحریر پشیمانہ تقریر مدبرانہ کس قدر مطلب خیز ہی نامۂ نامی شقۂ گرامی توقیر کی دست آویز ہی فیضی زندہ ہوتا
تو فیض پاتا ابوالفضل باین فضل وکمال آنکھون سے لگاتا قتیل کے ڈھنگ کا گو زمانہ زخمی ہی وہ بھی اس
نہر فصاحت وبلاغت سے اپنے لب تشنہ سیراب کرتا طاہر وحید بھی یکتا سمجھکر سلاست کا دم بھرتا تنگ نگاہ
مضمون کا حاصل ذہن مین نہ آیا سبحان اللہ بغور غواصی کرکے گوہر مدعا نکال لایا مطلب سمجھا بسم اللہ
ترقیخواہ کو منظور ہی ایک جملہ مطلب میرا ہی اوسکا عرض کرنا ضرور ہی حسب ارشاد دیار ودیار چھوڑتا ہون یہانکی
بود وباش سے مُنہ موڑتا ہون یہ ملحوظ خاطر ملازمان رہے کہ پھر بندے کی تخیلہ مین عزم سفر نہو ترقیخواہ گوشۂ
عافیت مین بسر کرے دربدر نہو فقط زبان ہلانے مین کام ہوتا ہی رم خوردہ رام ہوتا ہی خداوند نعمت
سمجھین بدام ہاتھ آیا بندہ جانے قدردان پایا بڑی نیکنامی ہی اگر خلق خدا کی زبان پر یہ کلمہ مشہور رہے
کہ حضور کی قدردانی سے حزین کے پہلو مین سرور رہے اہل وعیال کو بھی ہمراہ لاؤنگا حب وطن کو
دل سے بھلاؤنگا گردش تقدیر سے عجب سامان ہوگیا لکھنؤ ویران ہوگیا گل کی جگہہ خار ہی ادبجھنا
ناگوار ہی اگر پامالی کی حقیقت اظہار کرون انجام نہو تا زیست تحریر تمام نہو عرضی نواب نامدار
حاتم شعار وزیر اعظم دستور معظم عالی ہمت والاشان فیاض زمان دام حشمتہم محرومی ملازمت باریابی
کی حسرت جو وقوع مین آئی ہی سراسر فلک کی کجی نصیب کی نارسائی سے ہے مگر جب در دولت پر حاضر ہوا
داروغہ صاحب نے کبھی کہا اس وقت فرصت نہین گاہ یہ کہ موقع نہین مصلحت نہین میر عابد علی
صاحب نے مکرر کہا اونہون نے بھی یہی سُنا القصہ حضور کلکتہ کو تشریف فرما ہوئے جو یہان رہے
گرفتار بلا ہوئے نہ رائے ماندن نہ پائے رفتن ناچار رہی رہے تو کیا رہے زیست سے بیزار رہے
تیرہ مہینے سے صفائی ہی تنخواہ کی صورت نظر نہین آئی ہی زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی
جان زیست سے تنگ ہی رونق مُنہ پر نہین رحم فرمایئے تو وہی رنگ ہی آجتک بہ سبب مکروہات
عرض حال نہین دیر ہونیکا ملال نہین کیا اب اگرچہ حکم ہوجائے تو یہان سے جان چھڑا کے
وہان تک پہنچ جاؤن کشمکش سے نجات پاکے جان بچاؤن شہر خالی بے وارث ووالی ہے
یہان کے رہنے مین دل مین درد ذہن کند رنگ زرد ہی ٭ عرضی دادرس مظلومان
غریب پرور شرفا نواز حاتم ہمت والا منزلت دام حشمتہ ٭ شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہای تو ٭ شقۂ خاص
مرحمت اختصاص چھٹی جمادی الاول کا لکھا عین انتظار سراپا انتشار مین مطلب خیز گہر ریز ہوا پروردگار عالم

اسس غریب نوازی مضطرون کی چارہ سازی سے سلامت باعزوکرامت رکھے اور حسب استدعاے
ترقیخواہان باحسن عنوان کامیاب کرے ذخیرہ اندوز مطالب بہرہ یاب ثواب کرے اس زمانہ مین کہ
ہر شخص اپنے اپنے حال مین بتلا ہے نزول حوادث وبلاہی خداوندنعمت فی الحقیقت حاجت روائی
نیک کام ہی جوانمردون کا اسی مین نام ہی ملاحظہ فرمایے امداد حسین خان مرگئے کسیکا کام نہ نکلا جمع
کرکے دھر گئے مفت براوسکے مزے اوڑائین گے اونکے نامۂ اعمال مین لکھے جائینگے لازم اسکا
لٹاناتھا جوکچھ تھا ساتھ لیجاتا تھا مال وہی خوب ہی جوساتھ جاے نہ کہ اوسکے مآل مین ایذا اوٹھائے
خوش آمدی بہت ہوتے ہین ناصح دلسوز آمین نہین ملتا راست گوخیرخواہ کہین نہین ملتا خداوندنعمت
ہم اپنے محسن کو دعاے خیر کرتے ہن سبکو سناتے ہین الہی آفتاب دولت تابان رہے عرضی
غریب پرور حاتم ہمت سکندرصولت فیاض زمان دارادربان وام اقبالہ پروردگار عالم نے اس دار
ناپایدار مین کوئی شے بیکار خلق نہین کی اکثر لازم وملزوم ہین سب کو معلوم ہین بہت توام جیسے شادی
اور غم اور کتنی چیزین وہ ہین ضد جنکی تمیز کا ہی صحت یا بیماری دولت یا ناداری طول اسکا بیجا ہی دانشمند پر
ہویدا ہی تقریر زائد کی طول سے سامع ملول ہوتا ہی کلام بیمحل فضول ہوتا ہی الحاصل امیران نامدار رئیسان
والااتبار فقط محتاجونکی حاجت براری کو خلق مین خلق ہوئے ہین قدردانی امیر کو چاہیے جانفشانی غربا کو
علی الخصوص ذات ستودہ صفات کہ امیدگاہ سرگشتگان کوے ناکامی اور نام نامی ہر شخص کا مددگار اور
حامی ہی اس ہیچکارہ کو بھی دامن دولت ہاتھ آیا ہی طالع رسا نے بصد گردش یہان تک پہونچایا ہے
امیدوار ہون کسی خدمت پر مامور ہوکر بقیۂ زندگانی دعاے دولت ابد مدت مین بسر کرون شام
ناکامی کو صبح سعادت کی سحر کرون عدم لیاقت دامنگیر ہی ترقیخواہ پابزنجیر ہی مگر غریب پروری اور بیکس نوازی
حضور کی عقدہ کشا ہی بہرحال اوسیکا بھروسا ہی الہی بتصدق ایہ اطہار یہ امیر نامدار شب وروز مسند
کامرانی پر جلوہ فروز رہے اور ساتون دن مدنظر جلسہ نوروز رہے عرضی غریب پرور فیاض زمان
حاتم ہمت فریدون فر دام اقبالہ خداوندنعمت بیکاری کو اتنا عرصہ گذرا کہ حساب اوسکا یاد نرہا خلاصہ
یہ ہی اب نوبت بجان کارد باستخوان ہی چھوٹے چھوٹے بال بچے فاقون سے مرتے ہین مگر دعاے
ترقی دولت سرکار راتدن کرتے ہین چھ مہینے سے در دولت پر پڑا ہون دائرۂ افلاس مین گھرا ہون
خدا عالم ودانا ہی جس بیحیائی سے اپنا پیٹ پالتا ہون مصیبت کے دن ٹالتا ہون ایسا جینا مرنے سے

بدتر ہی کہ مدت ہوئی لڑکے بالون کے حال سے فدوی بیخبر ہی اس قطعہ پر یہ قطعہ حسب حال ہی ؎ بین
آن بے حمیت را کہ ہرگز * نخواہد دید روے نیک بختی * تن آسانی گزیند خویشتن را * زن و فرزند
بگذارد بسختی * عزیز اقربا کو مُنہ دکھانیکے قابل نہین وطن جانیکے قابل نہین یہی خیال آتا ہے
کہ بیابان مرگی اختیار کرو عیال و اطفال چھوڑو ترک شہر و دیار کرو للہ حال زار پر رحم فرمایے حسب علاقے
مین مرضی ہو بھیجدیجیے اس غریق بحر فاقہ کشی کو روٹی کے گھاٹ لگا لیے اجر غریب نوازی کا بیکسونکی
چارہ سازی کا خدا دیگا چھوٹا بڑا دزات دعا دیگا الہی آفتاب دولت و حشمت افق اقبال سے تابان رہے
عرضی خداوند نعمت شہسوار میدان جود و سخا یکہ تاز عرصہ بخشش و عطا دام اقبالہ فدوی بیکس و
ناچار بلاے گردش ابلق لیل و نہار سے افلاس مین گرفتار تھا بے یار و مددگار تھا حضور نے غریب پروری
غربا نوازی محتاجونکی چارہ سازی کی راہ سے اصطبل خاص کی خدمت عنایت کی ہمچشمون مین آبرو
ہوئی اس کہنہ لنگ پر رعایت کی فدوی جان و دل سے سرگرم کاروبار رہا باین لاغری رات دن
جانفشانی کو تیار رہا گو توقیر مین سائیسون سے برتر ہون سر حساب تنخواہ مین برابر ہون ہر ایک سائیس
لید تھاپ کے کنڈے تھاپتا ہی بچونکو پالتا ہی اور عیسی جان ایسا پلید ہے کہ سر کنڈے جلاکے دن
ٹالتا ہی دلنے کا ایک دانا دو ربنیون کے نزدیک حرام ہی جو نادان دنی چور حرام خور ہین یہ اونکا کام ہی
بہت دنون زبان کو لگام دی نہ کھولا بجز دعاے دولت کچھ نہ بولا مفلسی نے اب مقمہ لیا ہے
تہید ستی نے کاوا دیا ہی زندگانی سے تنگ ہون ناچار جامے سے باہر ہو کے فلک سے بر سر جنگ
ہون کہ روز تازی مصیبت سر پڑتا ہی تر کی تمام ہوئی جاتی ہی وہ انگھڑ چالین نکالتا ہی حضور والا
شہسوار معرکہ جود و سخا ہین محتاجونکے حاجت روا ہین فدوی عیالدار ہی زیر بار ہے کوئی ایسی صورت
ہو تا زیست در دولت چھوڑ کے در غیر پر نجاؤن اور جفاے چرخ سے نجات پاؤن الہی ابلق
لیل و نہار زیر ران اور سمند سبز فام مطیع فرمان خادمان رہے

عرضداشت

بموقف عرض باریافتگان آستان ملک سِتان حضرت ظلسبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ سلطنتہ گل کی روش
چاک گریبان غنچہ صفت دلتنگ نے کی طرح نالان حضرت کے قدمبون سے دور بدبخت غمگین سر در
عرض رساہی ؎ آسمان زفت زمین ممسک و دوران ناساز * مدداے آہ کہ از سینہ بر آرم آواز *
؎ لکھنؤ مین جب نہووے تاجدار لکھنؤ * کیون نہ پامالِ خزان ہو سب بہار لکھنؤ * اے سلیمان

چھانتی ہین خاک پریان راتدن ٭ ساتھ حضرت کے گیا عز و وقار لکھنو ٭ حضرت کے قدمون سے
چھٹ گئے بستی مین اوجڑے لٹ گئے تقدیر برگشتہ ہوئی تمام رات اپنے دنون کو روتے ہین ایسے
سانحہ دنیا مین کم ہوتے ہین قبلۂ عالم کی برکت سے شہر غیرت گلزار تھا گلی کوچہ رشک باغ سراپا بہار تھا
اب سنسان ہُو کا مکان ہوگیا ایسا بسا بسایا نگر ویران ہوگیا وہ قصر و ایوان خجلت دہ جنان قیصر سے
جسکے دربان تھے زیر آسمان بروے زمین اس جھمکڑے کے اور کہان تھے کیونکر سینے مین سانس
برچھی کا کام نکرے جب اونمین خوگیر کی بھرتی بھری وہ نہر جسکے دید کی سمندر کو لہر ہو دفعتہ یہ قہر ہو
کس طرح حیرانی نہو جب اوسمین بوند بھر پانی نہو غضب کا مقام ہی ساون جاے بھادون آئے بھری
برسات مین وہ سر پر خاک اوڑاے خدا کسیکو بے وارث و والی نکرے مالک سے مکان کو
خالی نکرے فرح بخش سخت دلتنگ ہی بے مکین مکان کا عجب رنگ ہی جن کمرون کے دیکھنے کا
پریونکو خار تھا اوس گلزار مین بلبل کو ادب سے چہکنا دشوار تھا طالع اوسکا شوم ہوا ہما نے منہ
پھیرا نحوست نے گھیرا مسکن زاغ و بوم ہوا طاقون مین تو تے کانسون پر کوتے منڈیرون پر
مینا برجون مین ابابیل چھت پر چیلین ہین ویرانے پن کی دلیلین ہین جھاڑو نیر جھاڑو بھری
کوڑے کے مانند چھاڑ ڈالا فرش بیکار سمجھ کے پھاڑ ڈالا پہلے تو راہ صاف کی ہموار بلند و پست ہوا
اس حال مین جاے ضرورون کا بند و بست ہوا حلال خورونکو حرام زادے پکڑ لیگئے گھر گھر ڈنڈا بس
بند ہوئے لوگ غلیظ قسمین کھا کے حاجتمند ہوئے زبردست کے قبض و تصرف مین گھرے سرد ست
غریب غربا پیٹ پکڑے پھرے بلوچ پورے کی گڑھیا نجاست کی عملت مین گھری ہی قصابون کے
گلے پر چھری پھری ہی غیر حاضری کی وجہ لکھنی ضرور ہی خدا جانتا ہی بندہ مجبور ہے جو وظیفہ سرکار
سے پاتا تھا وہ سب خرچ ہو جاتا تھا تہیدستی مین ندامت کے سوا اور کیا ہوتا ہی مفلسی کا پیچ برا ہوتا ہی
حضور روشن ضمیر ہین سب کا حال آئینہ ہی چھپا کیا ہے اے پروردگار مالک آسمان و زمین
احکم الحاکمین جبتک دورہ سپہر زنگاری رہے میرے سلطان عالم سکندر حشم کا سکہ شرق سے
غرب تک جاری رہے عرضی غریب کے پالنے والے رنج کے ٹالنے والے سلامت فدوی
نے جلوس کی تاریخ کہکے گذرانی اوسکے جلدو مین پچاس روپیہ ہر مہینے خزانہ سے پاتا تھا کبھی
جو کسی کتاب کے ترجمے کا ارشاد ہوا بجا لاتا تھا چنانچہ شمشیر خانی کو اردو مین لکھ کے سرور سلطانی

تمام لکھا ہی اور بہت اردو مین لکھا ہی الغرض بوڑھاپے کے دن نکمے ہوتے ہین گھر مین بیٹھا تمام دن
کرتا تھا پیری کی صبح کو شام کرتا تھا بارہ سے ستھہ ہجری مین یہ سر رشتہ بہم پہونچا اب بارہ سے تہتر ہجری
ہین اس سال مین محرم اور صفر تک وصول ہی ربیع الاول سے باقی ہی زیادہ عرض کرنا فضول ہی
مصرع کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند ؎ آفتاب دولت واقبال تابان اور درخشان رہے
یکم اپریل سنہ ۱۸۵۶ع ۲۴ رجب سنہ ۱۲۷۲ ہجری عرضی سرفراز عالم سزاوار سریر سلطنت رئیس
رفیق پرور رونق ریاست فریدون فر مدار مملکت مہر منور حافظ حقیقی حامی رہے تمنا ہے بلازمت
مین اگر دفتر لکھون اشارا ہی دست و قلم کا کیا یارا ہی لہذا اسی فقرے پر تمام کیا بعجز سلام کیا خداوند نعمت
شقہ والا کھولا دیکھا کا لکھا معہ ہندوی مرسلہ محرم کی دوسری تاریخ یہان آیا تیر خاک قتادہ آسمان پر
پہونچا یا لیکن اوس وقت یہ حال تھا کہ دیکھنے والونکو رنج و ملال تھا غشی سے آنکھہ کھولنی محال
تھی اور بات کرنیکی تو کیا مجال تھی اتنا ہوا کہ اوسکو لیا آنکھون مین آنسو بھر آئے سرہانے رکھدیا
چھٹی تاریخ اتنا سمجھا کہ یہ شقہ بنارس سے آیا ہی مہاراج بہادر نے بھجوایا ہی اوسکے پڑھنے کا عزم
ہر چند رہا الا عارضہ نے اجازت ندی کھولنے مین بند رہا وحشت انتہا کی تھی دماغ مین خلل ہوا تھا
اسواسطے مسہل پر عمل ہوا تھا خلاصہ یہ ہی بارہوین تاریخ اوسکو کھولا پڑھا اپنے حال پر سخت تاسف ہوا
ملال بڑھا حکیم صاحب نے وہ رقعہ وصول کیا آجتک وہ امانت دار ہین ہم فقط پڑھنے کے گنہگار ہین
ابتدا مین سب کو یقین کامل تھا یاس کا مرتبہ حاصل تھا لیکن حیات مستعار باقی تھی حضور کے
قدمبوس ہونیکی مشتاق تھی کہ جان تو بچ گئی وہ گھڑی ٹل گئی مگر کوئی پہچانتا نہ تھا ایسی صورت
بدل گئی اس عارضہ مین عشق جوانی کی نشانی نظر آتی تھی محبت کی کیفیت پائی جاتی تھی پوست
اور استخوان باقی تھا بستر پر نستان باقی تھا ہڈیان پسلیان گھل کے اندر سے گنی جاتی تھین
جسم پھول تھا رگین گل تر کی رگون کو شرماتی تھین اس طرح کی طبیعت علیل ہوئی محرم تمام ہوا
مگر صحت کی یہ سبیل ہوئی دسوین گیارھوین صفر کو عارضہ کا سفر ہوا فی الجملہ اوس ضعف و ناطاقتی
سے مفر ہوا اونیسوین کو نذر کی شیر برنج دو تین پیسے بھر خادم نے کھائی صبح نکس ہوا تب اور
کھانسی نے گھیر اصحت نے منہ پھیرا پھر خرابی نے صورت دکھائی یہ سبب ایسا ہوا کئی دن نیند
نہ آئی آخر کار ناچار حکیم صاحب نے کہا ماء الجبن کی تجویز ہی صرف پر خیال نکرو جان بہت عزیز ہی

خدا جانے کیا کیا ہوا بہر کیف سامان اوسکا مہیا ہوا ساتوین ربیع الاول سے اوسکا لگا لگا ہے
دیکھا چاہیے مرضی خدا کیا ہی لیکن عنایت ایزدی سے طبیعت بحال ہی اتنی شکایت ہی کہ ضعف بدرجہ
کمال ہی اگر پروردگار عالم کو ہماری زیست اور سرخروئی منظور ہی طاقت بہت جلد عنایت کریگا بنارس
کتنی دور ہی اپنی غیر حاضری کی وجہ سے ملال اور یارون کی چشمک کا خیال آٹھہ پہر رہتا ہی مگر فقیر کو
حضور کی پرورش پر تکیہ ہی یہ سہارا مد نظر رہتا ہی اگر زندہ ہون اور فی الجملہ توانائی جسم مین آئی تو بندہ آ
ہوتا ہی ورنہ بشر مین کیا ہی مرجانیکو ایسا ہی کچھہ بہانہ ہوتا ہی ایسا ہوا ہی کہ اب لکھنے پڑھنے کو ہماری نہین
کوئی عارضہ نہین بیماری نہین امیدوار ہون کہ غریب پروری کی راہ سے جواب اسکا جلد عنایت ہو
کہ اوسکے آنے سے جسم مین جان آئے دل وجگر کو طاقت ہو لکھنؤ کی خرابی بدستور ہی پوشیدہ نہین جو
لکھون دُور دُور مشہور ہی پروردگار عالم ہردم حامی اور مددگار رہے فلک محکوم زمانہ تابعدار رہے رنج و
ملال سے ذات خجستہ صفات بری رہے نیر اقبال کے مہر منیر سے زیادہ جلوہ گری رہے ٭
عرضی بغرض جناب فیض انتساب صدر نشین ایوان اقبال طغرائے منشور عزت وجلال دام حشمتہم جان نثار
نو برس عالم بیکاری مین مثل جرس نالان نے سروسامان مبتلائے بلائے روزگار رہا قافلے آگے کے
قافلے منزل مقصود کو سیدھے پہونچے مگر یہ گم کردہ راہ کامرانی سرگشتہ وادی ادبار رہا عجب گردش سے فلک
کج رفتار و نیرنگ ساز لیل و نہار پھرتا تھا کہ یہ شامت زدہ شام وپگاہ بیجرم و گناہ حلقۂ غم دائرہ الم مین بسان
نقطہ پرکار ہر بار گھرتا تھا نہ سامان سفر ہوتا تھا نہ اطمینان حضر ہوتا تھا جس کوچہ مین گام فرسائی سے بیکاری
کو ٹالتا تھا پامردی سے جو رہائی کی راہ بصد اکراہ نکالتا تھا اوس مرحلہ مین اوبھے کے منہ کی کھاتا تھا
گتھی نہ سلجھتی تھی اولجھن بڑھتی تھی بلکہ اس پیچ مین یہ بل پڑتا تھا کہ دم گھبراتا تھا وہ جو کرایہ کا مختصر سا نحوس
گھر تھا وحشت سرا ڈھی دیوارین ٹوٹا ہر ایک در تھا معمار قدرت بھی جسے دیکھہ کے ششدر تھا
مسکن گزینونکو دہن اژدر تھا صحن کا طول سخت نامعقول جتنے گز ہی کا عرض گو گاڑھے پسینا کا
پیسا ایک کل کے لگا یا ہو پرکا واک طرز مشرق ردیہ بدبین کی ار نیر وہان اسیر سرج بید زمین مین ہر
طرح کے رخنے جابجا چھید رہنے والونکو تمام دن فاقہ مستی یا آفتاب پرستی چار پہر سر پر دھوپ کا
سایا عجب بد ساعت کا بنا یا دیوارون مین دراڑین چھت کی دہنی کوئی چھت نمین سب مین
اڑواڑین ایک گمنی تو دوسری ٹوٹی درون کی کہگل پھول پھول کے چھوٹی حشرات الارض کا

گھر سانپ بچھو کا ہر وقت ڈر ایک کوٹھری تنگ دوسرا تاریک دالان یہ رشک گلخن وہ غیرت زندان
چھتین انتہا کی بوسیدہ پٹاؤ کے تختے جیسے نرم کبادہ ابتدا کی خمیدہ خشکی مین گرنے پر آمادہ سرنگون
چھپر کا سائبان حویلی کی وہ شوکت اسکی یہ شان پھوس سڑا تنکا تنکا ثابت نہین گلا بانس کی ہر گرہ خالی
پور پور مین گھن بندھن کھلے بان کے بدلے عجیب آن بان سے جالے رجالے کی طرح پیٹے
مکڑیون کی اودھیڑ بُن وہ جو ایک آدہ سڑی گلی تھوتی تھی سرکنڈے سے نصف کم سرکی سے البتہ
دونی تھی سر شام سے کڑیان گرتین خوف سے بچونکی جانین دھڑکتین شبکی وار سائبان مین تمام گھر
چار پہر چھنی ہوئی دھوپ کھاتا تھا جان کے خوف سے ڈر کے اندر کوئی نہ جاتا تھا دنکو دیوارون پر چیلین
منڈیرون پر کوے غل مچاتے تھے راتکو سر شام سے الّو چلاتے تھے دروازون مین بازو نہ چوکھٹ
ٹوٹین پٹے بازی ہر دم کی کھٹ پٹ زنجیر پا بزنجیر گنڈی گھسکے کھنڈی ہوگئی قفل کے طالع سو گئے کنجی
کھو گئی نہ زنجیر کو کنڈی تک کوئی لایا نہ قفل نے کنڈیکا سوراخ پایا دیدہ منتظر کی صورت دروازہ وا رہتا
وزرات بکشادہ پیشانی کھلا رہتا آنے جانے مین عقل بھنستی تھی خلق خدا دیکھکر ہنستی تھی بازو سے با
چوکھٹ سے ہاتھا گڑتا تھا آمد رفت مین ٹکر کھاکے منہ بگڑتا جھکتے جھکتے کمر مین بل آیا کچھ دن نہین گذرے
کہ کُبڑ نکل آیا اور گرمی کے موسم مین دوپہر کو وہ گھر بھاڑ سے بدتر ہوتا جسکو وہین بھیجا بھیجا اوسکا پکتا تھا
چھت سے بلبلاکے کبھی بچھو گر پڑا کبھی کنکھجورا ٹپکتا تھا جب تڑاقے کی لون چلتی تھی بانس کی چربی
پگھلتی تھی تبی ہر ایک شمع کی صورت جلتی تھی اندھیرا گھر روشن ہوجاتا حویلی مین فانوس کا جوبن ہوجاتا
کبھی گرمی مین تفنّاً غیر فصل کے بونٹ جو خریدے یا کچے چنے منگائے دالان مین جاکے گھبراکے
بھولے سے جو کھولے بونٹ کے ہولے چنے بھاڑ کے بُھنے پائے ہونٹ لب سوفار سے زیادہ
خشک رہتے تھے دنکو ادٹکا لیس کبادہ چرخ سے تیر شہاب پے در پے چلتے تھے گو سہم کر بچے
چلاکے مچلتے تھے گوشۂ عافیت سے رخ باہر نہ کرتے تھے کرایہ دینے کا مقدور نہ تھا جنگل مین جل جانا
منظور نہ تھا مجبور چند سوختہ جگر باسوز و گداز جلتے تھے وگرنہ وہان قدم رکھتے سمندر کے پر جلتے تھے
گرم فقرہ تو یہ ہی کہ حرارت مین فقط چولھے جلتے تھے باورچیخانہ کی جگھہ سرد رہتی تھی برتنون مین اناج
خاک نہ تھا آندھی کے احسان سے گرد رہتی تھی گو فلک جفا پسند اس گرمی کے گزند مین بھپارا دیدے
کی ہنکوتا تھا لیکن یہ آنکھہ کب جلنے والی تھی صائم النہار و قائم النار پاتا تھا یہ لگی ہوئی بجھکے برسات

اگر آتی تو حال زار پر ابر زار زار روتا ایذا اور تکلیف کا سامان ہر آن کچھ زیادہ ہوتا کوٹھری یا دالان یا چھپر نظر آتا گھٹا کے کہتا ہون انگنائی سے بدتر نظر آتا ہمسایہ کے جور سے ہر دم فلک پر نالے چلتے تھے بدل اونچے گھرون کے چار پہر اس جھونپڑے پر پر نالے چلتے تھے برسات بھر ہل چل اہل محلہ سے ردو رہتی کوٹھری کیچڑ دالان مین دل دَل رہتی اور انگنائی مین تو لٹس ہونے سے رنگ نرالا تھا اسباب بہا بہا پھرتا گھر کا ہیکو تہا کا ندوکا نالا تھا ہر ایک بدحواس تن پر انشار کا لباس وہی جو لھے جو گرمی مین جلتے تھے فار التنور کا عالم نظر آتا طوفان ابلتے تھے ان پریشانیوں مین برسات اگر بہ جاتی تو جاڑے کا خوف ہوتا کہ گھر او جاڑے گا اب اس سے پالا پڑیگا حیثیت بگاڑے گا سردی کی آمد سے کانپتے تھے روئی کے تصور سے جسم ڈھلنتے تھے جہان جہان سے پانی ٹپکتا تھا فلک جرسگال کو تو آزار دینے کا لپکا تھا وہانسے برف گرتی چارپائی ہاتھون ہاتھ چارون کونے دوڑتی پھرتی دن تو دوڑ دھوپ مین کٹ جاتا رات کو تھک کے گھر مین جب ہم جاتے تنگ حویلی جیسے برف کی قفلی دیوار کا لونا شورے کا کام کرتا جس کو نمین دبک کے بیٹھے جم جاتے کوٹھر یکو نمونہ کرہ زمہریر کا پاتے دالان مین مزا کشمیر کا اوڑاتے خلاصہ یہ کہ ؏ گرما بگذشت و این دل زار ہمان * سرما بگذشت و این دل زار ہمان ✤ القصہ تمام گرم و سرد عالم ✤ بر ما بگذشت و این دل زار ہمان ✤ خدا جانے کس عصر کا وہ مکان بنا تھا بنا کی تاریخ کسی مورخ کو یاد نہ تھی بستی ویران پرانی وحشت کی نشانی آباد نہ تھی انتہا کی جستجو کو بکوکر کے اتنا پتا لگایا تھا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ مین جب طوفان آیا تھا ہنوز پانی کی جا بجا علامت اور نشانی تھی خشک نہونے پایا تھا اوسی ہلڑ مین بغیر نیسال کسی بے اٹکل نے دل دل کے لوندون سے نشیب مین یہ گھر بنایا تھا الحاصل کچھ کیڑے تو گرمی کی دوا دوش مین جلے کچھ برسات کی جھڑاکون مین بھیک کے سڑے گلے گلی کی جاڑے مین کشمکش گردون دوار سے گردش لیل و نہار سے لتے ہوکے تار تار ہوگئے شکر ستار مطلق کیا کہ ذہن کی آلایش گئی دست جنون سے گریبان دریکی فرمایش گئی گٹھری بقچے کے کھولنے باندھنے سے سبکبار ہوگئے جھٹ پٹ بکشادہ پیشانی اپنے قوت بازو سے دروازہ کھولدیا گھوڑا بیچکے سونے لگے چور او چکے خالے پھر کے محجوب ہونے لگے مثل کا مصرعہ بھی پڑھ دون مصرعہ دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون ✤ ان خرابیون کے بعد چرخ کج نہاد دیدہ ہا ہوا دیدۂ دولت پر لا یا

مطلب بھر پایا روٹی کا سہارا ہوا اپنے روزگار ہمارا ہوا تقدیر کا علاقہ جدا ہو اوسمین کسکا اجارا ہے
مگر ٹھیک کا ناق پارا ہی اس اودھر بن مین اگر تانڈا ہاتھہ آئے تو کپڑون کی کد جائے عُریان تنی کا تانڈا الد
جائے بادشاہ اور وزیر کی دعای ترقی اقبال مین فقیر کی دنرات گذرتی ہی للہ الحمد بہر کیف سرور
مین سرور کی اوقات گذرتی ہی خدا نخواستہ تنخواہ کے ملنے مین جن دنون تامل ہو جاتا ہی تو وہی
سامان گذشتہ از سر نو بالکل ہو جاتا ہی غور کا ہنگام ہی انصاف کا مقام ہی اضافہ کی طلب مین حسب مطلوب
نہین جس کام مین آبرو ریزی ہو اوسکی ہوس خوب نہین اس قناعت پر اگر فلک سفلہ پرور ستائے
تو اس ظالم کے جور سے کس طرح سے کہان نکل جائے ہے چالون سے چرخ کے یہ مرا عزم ہی سر گرو
اوس زمین پہ جا رہون جہان آسمان نہو مثہ اس جفا کو کیونکر نہ کہون کب تک چھپ رہون الگیسوین
ذیحجہ کو دوڑ دھوپ سے کس کس بہروپ سے قبض بہم پہونچائی گیارھوین جمادی الثانی تک بہت
دروازون کی خاک اوڑائی اتنے دنون دوڑا کے خوب ساتھکا کے دیا تو سر دست جواب دیا خالی
پھرنے پر اماده مستعد نہوا پیچ و تاب دیا حضور والا قدردان ادنی اور اعلی ہین اس وجہ سے عرض
حال ہی کس و ناکس سے التجا کا سخت ملال ہی کسی سخی داتا کے ذمہ تنخواہ کا اہتمام ہو کہ شکایت
بخت کی کہانیکا قصہ تمام ہو زیادہ حد ادب اقبال کی دھوم ہو زمانہ محکوم ہو رقعہ
مخدوم مکرم مصدر عنایت و الطاف مجمع اوصاف دام اشفاقکم بعد گذارش سلام نیازمند عاطر از ہون
بدولت طالع شوم ملازمت سے محروم ہون مگر مستحق عنایت امیدوار رعایت بہر کیف کہ آپ کے
بزرگونکا خادم ہون بندہ زادہ ملازمت کا آمادہ حاضر ہوتا ہی پارۂ نان بتوجہ سرکار میسر آئے ناکام
نہ بیجائے یہ وہ کام ہی جسکا بخیر انجام ہی حاجت براری جوانمردون کا کام ہی اس عنایت و احسان کا
ذکر بہت دنون صفحۂ روزگار پر یادگار رہیگا دیہ نیولا نیازمند حسب فرمایش مہاراج بہادر حدائق العشاق
کا ترجمہ کرتا ہی اور اپنا حال کچھہ اوسمین لکھونگا یہ لکھنا بھی ضرور ہی راقم کو منظور ہی اور یہ شخص بھی اطاعت
اور فرمان داری شرط خدمتگذاری بہر کیف بجالائے گا بار عنایت سے سر نہ اوٹھائے گا کیفیت
اسکی بعد ملازمت جناب پر ظاہر ہوگی فقیر کی تحریر سے سخن سازی معلوم ہوگی یہ پرچہ بہت جلدی
اور عارضہ طبیعت مین حال ردی کہ اصلا ہوش و حواس پاس نتھے حوالہ حرمان و یاس سے
لکھا ہی اسکے بعد عرصہ مفصل ادا سے شکرین جو ارسال ہوگا اوس سے ظاہر حال ہوگا زیادہ بجز تمنا

کیا لکھون عرضۂ فتادہ دور سرور عفی عنہ رقعہ مشفق و محسن نیازمندان مظہر عنایت و احسان سید
علی حسین صاحب دام الطافہ بعد از سلام اور اشتیاق ملاقات کہ جسکی انتہا نہین مطلب طراز بصد
سوز و گداز ہون بعد مدت مہربانی نامہ تمہارا آیا اوس نے روز سیاہ دیکھایا اوس بلبل کے اوڑجانے
سے گلزار جہان نظر مین خزان ہی مگر بجز صبر کے چارہ کہان ہی اللہ تمکو بھی عنایت کرے اور نعم البدل
اسکا دے دوسرا خط جو ملفوف تمہارے خط مین اونکو جانتا پہچانتا نہین مگر عجب ستودہ خصال شخص
باکمال ہین کہ اجنبی کے حال پر اس قدر عنایت فرمائی ہی کہ بے اختیار یہ بات جی مین آئی ہی کہ اگر آبرو
کے ساتھہ طلب کرین کیا مضائقہ ہی فوراً چلا جاؤن اور اندنون اپنا حال کیا لکھون کہ دشمن کو خوشی
اور دوست کو غم ہو ناحق رنج و الم ہو آپ اونکو لکھیے کہ مین اندنون نیرنگی زمانہ سے تنگ آیا ہون گردش
فلک سے سخت گھبرا گیا ہون مگر پانچ سو روپیہ کا بالفعل قرضدار ہون اس وجہ سے ناچار ہون اگر
مہاراج شیودان سنگہ بہادر کو اس ہیچکارہ کی طلب منظور ہی دست بستہ حاضر سرور ہی الور کتنی دور ہے
آبرو کا امیدوار ہون کہ آٹھہ برس سے جنکا ملازم ہون وہ بہت ناز اوٹھاتے ہین آبرو بڑھاتے ہین
اس طرح سے بلوائیے کہ سر دربار اونسے عرض کرون کہ رئیس جوہر شناس ایسے ہوتے ہین اور قدردان
بے دیکھے بھالے اس عزت سے بلاتے ہین یہ عرض کرکے بر سر راہ ہون حاضر بارگاہ ہون بعد
ملازمت جیسا موقع ہوگا عمل مین آئیگا میرا حاضر ہونا ناگوار نہ ہوگا لطف دکھائیگا اور جو کچھہ لکھا ہے ع تصنیف
را مصنف نیکو کند بیان * وہ سن لینے کی داستان ہی یقین کامل ہی کہ خداوند نعمت بہت خوش ہون لطف
حاصل ہو یہ ہیچ ملازمان حضور مین داخل ہوا اگر تم بھی چلے چلو تو زیادہ کیفیت ہو بیک کرشمہ دو کار ہو سوز مین
ساز ہو جو کچھہ دن زندگی کے باقی ہین قدردان کے زیر قدم گذر جائین حرمت کے ساتھہ رہین مر جائین
اور تم جو مناسب سمجھو لکھہ کے جلد روانہ کردو مین موجود ہون غلہ یہان بہت گران ہی خدا نخواستہ برا
سامان ہی فقیر ستمہ کے خرچ کا حال تم پر روشن ہی جسدن سے ہم تمسے جدا ہوئے کس کس رنج مین مبتلا
ہوئے پہلا یہ ستم ہوا کہ مرزا حسین بیگ صاحب مرگئے فرقت کا پہاڑ سر پر ڈھہ گئے اوسدن سے
آج تک زیر باری ہی قرضداری ہی وہ تو یہ ہوا کہ پٹیالے کے راجہ آئے تھے کڑے کی جوڑی مرصع
عنایت کی اوسکو بیچ کر سب کا قرض ادا کیا پھر فلک نے گرفتار بلا کیا مجبور ہون اون عنایت فرما کا پتہ
و نشان نہین جانتا ورنہ اس احسان بے پایان کا شکریہ لکھہ بھیجتا جسدن سے یہ خط دیکھا ہی شوق

دست و گریبان ہی اوسی طرف کشان ہی دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ میان حسین بخش مرزا غلام رسول کے مکان مین
اوترے ہین اونسے ملاقات کرنا اور کہنا تم جسدن سے کلکتہ گئے ایک خط بھی نہ بھیجا اسکا سبب
معلوم نہ ہوا اور ٹپکے کا حال نہ کھلا کہ کہین دے ٹپکا یا نہین فقط رقعہ شفیق و مہربان عنایت
فرمائے مخلصان مجمع خوبیہائے بیکران دام لطفہم بعد از سلام نیاز مظہر مدعا ہون بخدا آپ کی وہ عنایت
بدرجہ کمال چلتے چلتے ملاقات کا حال جب خیال کرتا ہون تو کہتا ہون کہ یہ جلسہ صحبت احباب تھا یا
خیال و خواب تھا آنکھ جو کھلی تنہا ہم تھے افسوس سے دست و گریبان حیرت سے بہم تھے ایسی
ملاقات بھی کم ہوئی ہی بعینہ رخ گل شاداب کی شبنم ہوئی ہی آپ اودھر تشریف لیگئے اوجھل ہوگئے ہر بار
بصد شوق سر شوریدہ دھنتا تھا کہتا تھا یا الٰہی یہ کیا تھا جو دیکھا سنتا تھا بعد آپ کے کچھ دن
کانپور مین اوقات بسر کی پھر بنارس روانہ ہوا صعوبت سفر کو بہانہ ہوا بنارس پہونچا راجہ صاحب سے
ملاقات ہوئی دفعتاً عجب واردات پیش آئی کہ خبر ویرانی و بربادی لکھنو کو بکو مشہور ہوئی شیشۂ دل سنگ حوادث سے
چور ہوا وہان کا قیام کسی طرح نہ منظور رہا ہرچند مہاراج بہادر نے بڑی عنایت کی کفالت کی راہ سے بہت
کچھ رعایت کی مگر دل و دماغ نہ رہا غم سے فراغ نہ رہا بہرکیف افتان و خیزان اشک ریزان لکھنو مین آیا
ایک عالم کو تہلکۂ عظیم مین مبتلا پایا شہر مین سناٹا چھوٹا بڑا آفت مین مبتلا ہر گلی کوچہ مین انگریزی بندوبست
اپنے اپنے حال مین ہر ایک مست یکایک حاکم شہر عازم لندن ہوا اس گرمی مین غریب الوطن ہوا
کیا اس دنیائے دنی کا اعتبار بجز فاعتبروا یا اولی الابصار یا تو وہ صحنخانے جو کیوڑے کے عطر سے چھڑکے
جاتے تھے یا وہ جنگل لونکے شعلے نظر آتے تھے یا وہ گلدستے پھولونکے جابجا ڈھیر یا خار صحرا لو کے
پیاسے جلے ہوئے بے برگ و بار پیش نظر زمانۂ ناہنجار گردون سفلہ شعار کبھی پریون کے جھنڈ دکھاتا ہی گاہ سوکھے
ٹھنٹھ دکھاتا ہی گاہ مد نظر وہ نہرین ہوتی ہین جسمین ہزارہا طرح کا فوارہ چلتا ہی سمندر کی لہرین ہوتی ہین
کبھی کوسون پانی نہین ملتا ہی لطف زندگانی نہین ملتا ہی غضب کی جا ہی مقام حیرت کا ہی جو شہریار پروردۂ
ناز و نعم ہو وہ اس طرح حامل رنج و الم ہو وہ دخانی جہاز کی سواری دیکھیے ہوائی آتشباری دیکھیے تڑاکے
کی لون چلتی ہو کھوپڑی چٹکتی ہو چھت جلتی ہو جب جھونکا ہوا کا چلتا ہو سرطان فلک جلتا ہو کیکڑا
دریا مین ابلتا ہو پانی جہاز اپنا پائے دو قدم چلے اور اٹک جائے تیر کے گوادون کی چر امید ادھوا
بھٹی اور جہاز کا عالم یکسان ہی ہر کروٹ مین کھٹمل کاٹ کھاتے ہوا نہ پسے مچھر ستاتے ہون گھاؤن پر مردے سستی ہوتے ہون

رقعہ قبلۂ بندہ تسلیم بجا لاتا ہون جو کام نیا کرتا ہون اوسکی داد پاتا ہون آپ کی بدولت شہر تک رسائی ہی مینے ہر کارونسے رسم بڑھائی کی
گو ہم پایہ نہین کم ہون مگر قدم بقدم ہون آپ سا قدردان مجسا بیر و جانفشان اگر فلک تفرقہ پرداز اپنی عادت بدلے دو ایک جا
ہو جائین عجیب لطف ہو بڑے بڑے تماشے نظر آئین گردن کے درد کا آپ حال پوچھتے ہین اس کا سر
کھلتا نہین کیا ہی عجب گلوگیر عارضہ ہو گیا ہی آپ کے فرمانے سے تکیہ فقیر نے دھوپ مین رکھا تکیہ کا
تو اہوا انعلاف جلا فائدہ متصور ہوا خلاف جلا عجب طرح کا اختلاف زمانے مین ہی بیشتر جھکانے مین
جو حاصل تھا بیشتر اوس سے اوٹھانے مین ہی گردن ہی اور ہر دم نیا تیل ہی فائدہ بخیر مگر کھیل ہے
گردن ناپی تو نہین مگر روز ملی جاتی ہی اتنی چھیڑ چلی جاتی ہی آپ نے گرمی کا حال لکھا تھا دہانے سے
دل سرد ہوا یہان کی حرارت سے وہ برد ہوا اگر فی الجملہ یہان کا تذکرہ ہو زبان مین چھالے پڑین
بات کرنے کے لالے پڑین سوا نیزہ پر آفتاب ہی جو جانور اوڑا کباب ہی دن کو بے مہری سے آفتاب
جلاتا ہی رات کو تارے انگارے ہین چاند پر سورج کا شبہہ ہو جاتا ہی جو بشر ہی پانی کا جانور ہی پروانو کے
ہوش جلتے ہین شمع کی صورت خاموش جلتے ہین ہوا اس طرح سے شرربار ہی جو گھر ہی کرہ نار ہی
تو تی حق اللہ بھولی زبان پر پانی پانی ہی ایسی حرارت کی طغیانی ہی طرہ یہ ہی کہ ماہ صیام ہی دن کو کھانا
پانی حرام ہی اللہ کی عنایت سے کیا بعید ہی جو اندنون جیتے رہے تو ماہ آیندہ عید ہی میر کرم علی صاحب
کو سلام اور یہ پیام پہونچے مرزا صاحب کی محبت خط لکھواتی ہی وگرنہ آج کل دوات بھٹی ہی قلم کی
زبان جلی جاتی ہی والسلام خط تمام ہوا ۱۲ رمضان ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۹ مئی سنہ حال

رقعہ قبلہ بندہ بندگی تین[۳] مہینے کے بعد عنایت نامہ آیا اور قسمت کا لکھا یہ نظر آیا کہ تو اگر
لکھتا تو جواب آتا انصاف فرمائیے دو خط گھاتے ہین گئے تیسرے[۳] کا جواب آیا حساب بھر پایا
اینہم غنیمت ست اگر آپ دو مہینے کے بعد بھی یاد فرمائین تو شکایت کی حکایت کیون زبان پر
لائین خدا اسکا عالم ہی ہمکو آپ سے دعواے نیازمندی ہی سخن سازی نہین فقرہ بازی نہین
خط نہین آتا ہی تو دم گھبراتا ہی چندے سے فلک جفا پسند درپے آزار ہی مقدمہ وہ ہی تحریر جسکی
سراسر بیکار ہی گل تاراج رفت و خار بماند اظہار اسکا موقوف بملاقات ہی مطلب کی یہ بات ہی
کہ نصیب اعدا امزاج کی بدمزگی کا حال بھنیون کی ایذا کا ملال تیرہ[۱۳] منضج کا ہونا مسہل کی خبر سن کر
طبیعت پریشان ہوئی مسہل سے زیادہ مصیبت دنیا مین اور نہین اسکا بھگوتا بنا نا پینا کیا ستم و جور

نہین جوانی کا قصہ بوڑھاپے مین فیصلہ ہوتا ہی سچ تو یہ ہی کہ اندنون اور کیا ہوتا ہے شافی مطلق جلد آپکو
صحت کامل عطا کرے یہ دور فتادہ دعا کے سوا اور کیا کرے خط کے مقدمہ مین محبت کی راہ سے
جو آپ نے ڈرایا نیازمند فرمان بجالایا آیندہ ایسا کام نہوگا مورد الزام نہوگا تھوڑا سا حال علاءالدین خان
صاحب کا سنیے پینڈو خان کی سرا سے قریب تشریف فرما ہین یکہ و تنہا ہین مصاحب الدولہ مشہور
ہین ایک جہان آگاہ ہی کہ نائب سے اونکو بہت رسم و راہ ہے وہ بے سگے تھے بیان کیا کہ باپ دادا
انکے جاگیردار ہین ملازمت کے امیدوار ہین نوابصاحب نے بارہ[12] پارچہ کا خلعت عنایت کرکے
رخصت کیا اوس دن سے آنا نہ جانا ہی بات کا بتنگڑ بناتا ہے نواب ضیاءالدین احمد خانصاحب
نے سرفرازنامہ مین لکھا تھا کہ انکا بادشاہ تک گذر ہوا رزیڈنٹ سے رسم و راہ ہی حاضرباشی شام
و پگاہ ہی عنایت کی نگاہ ہے یہ نری شوکت دکھانا ہی ورنہ فسانا ہے یقین ہی کہ بادشاہ کی صورت
بھی نہ دیکھی ہوگی وہ ہندو مسلمان کے قصہ مین باہر آتے نہین صورت دکھاتے نہین مولوی
امیر علی ساکن قصبہ امیٹھی عازم جہاد ہوا چاہتے ہین بہت سے گھر برباد ہوا چاہتے ہین بادشاہ
منع کرتے ہین اونکو اصرار ہی فوج شاہی کمربستہ تیار ہی کہ بہرکیف اونکو پھیرلاؤ مصلحت نہین کہ فساد
بڑھاؤ میر کرم علی صاحب سے بعد سلام یہ پیام کہیے وہ کرنیل فرنگی مع اہل و عیال لکھنؤ مین آیا تھا
بندہ زادہ کو ہمراہ لایا تھا بعد چندے وہ مرگیا لکھنؤ مین گذر گیا مفسدونکو ذریعہ ہاتھ آیا رزیڈنٹ کو اوبھارا
کہ بہت سا نقد و جنس نوٹ گھر مین چھپا رکھے ہین خانہ تلاشی ہو تو ہاتھ آئین برباد نجائین اس سبب سے
اوسکی خانہ تلاشی ہوئی الحمدللہ کہ کچھ نہ نکلا دشمنون اور گویندون کی ثابت بدمعاشی ہوئی وہ رسم پارینہ
موقوف ہی حیرت کا مقام نہین رزیڈنٹ کو اختیار ہی بادشاہ کو طاقت انتقام نہین جواب کو تامل اس
وجہ سے ہوا کہ یہان وبا کا زور شور ہے ہر شخص زندہ درگور ہی بستیان ویران محلے سنسان ہین
مبتلائے بلائے ماتم پیر و جوان ہین عیادت اور سیوم سے فرصت نپائی خط لکھنے کی نوبت نہ آئی
چندے سے رام رام ست اور کلمہ محمد کی صدا نہین معلوم ہوا کہ کوئی موا نہین ہر گلی مین حشر کا سامان
تھا جو مرگیا نوجوان تھا والسلام رقعہ مخدوم خادم نواز صدرنشین جلسہ تمکین متاز دام عنایتکم تمنائے
ملازمت مین بہت ہاتھ پاؤن مارے یہ وادی طے نہ ہوئی ہمت ہارے الحمدللہ عنایت نامہ نامی
صحیفہ گرامی اٹھوین مئی جسکو اپریل [illegible] لکھا تھا بارھوین اوسی مہینے کے یوم شنبہ تھا جو مشتاق تک

آیا بخدا اپنے عارضہ کا حال مریضہ کی بے کیفیتی کا ملال بھولا گیا اوسکو بھولا مردمک دیدۂ انتظار گا سپند
کیا خود فراموشونکو یاد کرنا غم رسیدونکو شاد کرنا آپہی کا کام ہی کیون نہو شیر بیشۂ محبت آپ کا نام ہی خدا
گواہ ہے بندہ خیریت خواہ شام و پگاہ ہی گو یہ لیاقت نہین خادمون مین شریک ہونے کی طاقت نہین
لیکن کثرت عنایت جو میرے حال پر ہی گمان مرتبہ کمال پر ہے امیدوار ہون کہ ہر دم پیش چشم حاضر و
ناظر جانکر نظر عنایت بدستور رہے دلشکنی نہ منظور رہے اوس خط رفتہ کو خط غبار سمجھنا کدورت خاطر کا
باعث ہے دل نیاز منزل صدمہ دوری سے صد پارہ تھا اوسکا نقشہ اوتارا تھا حرارت فصل سے
وہ کافور ہوا میرا کیا قصور ہوا مین تو وہی خادم بیریا جو تھا وہ ہون اور جب تک زندہ رہونگا یہی
کہونگا خدا جانتا ہی آغا صاحب کے انتقال سے خود رفتگی کا حال تھا وحشت کا احتمال تھا مگر آپ کا
ذکر خیر ہر دم رہتا تھا ہر شخص سے کہتا تھا بد یا نیک جانیے مگر حاضر و غائب ایک جانیے بقول مشہور
عارضہ نے گھر دیکھ لیا ہی مدت سے سل ٹبا ہاتھہ سے نہین چھٹا ہی کچھ دنون سے گردن کی رگ تنی ہی
درد کی شدت سے جان پر بنی ہے تین دن مین یہ خط لکھا ہی طبیعت کیا کیا رکتی ہے کمر جھک گئی
گردن نہین جھکتی ہی یہ پرچہ لکھ رہا تھا سرفرازنامہ دسوین کا لکھا قند مکرر ہوا میر کرم علی صاحب کا آنا
آپکا خط سنانا معلوم ہوا قبلہ من جب طبیعت کلفت ہوتی ہی دوستون مین جانا برا معلوم ہوتا ہی نہ کہ
دربار جو نرا بیکار بلکہ بیگار ہی عادت قدیم ہے خدا علیم ہی کہ بے بلائے کہین نہ گئے سو وان بھی
نہ جاؤن بے طلب تا نہ کرے خدا طلب ❊ انشاء اللہ تعالی اگر ماہ صیام بخیریت تمام ہوا عید کو جاؤنگا
جو حال بیش و کم گذرے گا حضور کی نظر سے بہم گذرے گا میر صاحب کو بعد سلام یہ پیام دیجیے کہ
واقعی اوس برگشتہ بخت کا حال قابل افسوس ہی کہ مطلوب سے جدا سیکڑون کوس ہی دو وہ جو صاحب
معاملہ ہین آج کل اپنے حال مین مست ہین سب کچھ بھولے ہین ایسے ایسے گل پھولے ہین خانہ کوچ
بے سامان یہان آئے ہین اسباب ہمراہ نہین کسی سے رسم و راہ نہین اوسکی تہیدستی کا اونہین بھی
ملال ہی علاج کا خیال ہی واللہ ہر بار دلی دیکھنے کا خیال ہے اگر فلک کو منظور ہے تو مثل مشہور ہے
دلی کتنی دور ہے والسلام رقعہ قبلہ بندہ معزز ممتاز مسافر نواز پروردگار آپکو صحیح و سالم رکھے رنج جدائی
کیفیت دشت پیمائی فسانہ دراز قصہ پرسوز و گداز ہی عرضۂ سابق سے حال ہویدا ہوا ہوگا مطلب پیدا
ہوا ہوگا رفع شک کو مکرر تحریر مین آیا خدا جانے کیا دل فلک پیر مین آیا آپ سے جدا کیا ملال مین

بتلا کیا ایک ہفتہ میرٹھہ مین قیام صبح کو شام کرکے کانپور مجبور روانہ ہوا طپش دل کو بہانہ ہوا راہ کی
تنہائی غیر جنس کی صحبت ہر دم عالم حیرت کہ کل کیا تھا آج کیا ہی یا شاہجہان آباد کی سیر یا وہ خانقاہ اور دیر
یا جنگل کا سناٹا ہے اس اودھیڑ بن مین گھر پہونچنے کی دھن مین کانپور نظر آیا اختلاف آب و ہوا کا
پانی جا بجا کا ناک مین دم لایا چندے وہان رہا جی نہ لگا آخر شہر جمادی الاول مین وہانسے چل نکلا تین دن مین
لکھنؤ پہونچا ابھی گھر سے تا در قدم نہ آیا تھا کسی سے ملنے نہ پایا تھا دفعتہً اس شدت سے تپ آگئی کہ حکیم صاحب
کی نبض ساقط ہوئی طبیعت گھبرا گئی مرد بہت مسہل کی صلاح ٹھہری پانچوان منضج تھا کہ جناب قبلہ و کعبہ
مرزا خانی نوازش بندہ کے اوستاد اس خراب آباد سے تشریف لے گئے عجب صدمۂ جانکاہ دے گئے
زمانہ نظر مین سیاہ ہوا الم جانکاہ ہوا ایسے شفیق کا مرنا اس ماتم مین بجز صبر کرنا گھر بار غم سے تمام ہو گئی طبیعت
درہم و برہم ہو گئی دفن کرکے جو پھرا ایسے مکروہات مین گھرا کہ آج تک پھر وہان جانا نہین ہوا البشر مجبور
سخت ناچار ہے حقیقت مین اسکا نام جبر اختیار ہی ابھی اس ملال سے رہائی طبیعت درست ہونے
پائی تھی کہ فلک جفا پسند نے دوسرا گزند پہونچایا وہ جو شربت رنج و راحت تھا اوسکو سرسام ہوا سب کو
یقین تھا کہ کام تمام ہوا یہ طول ہوا کہ چودہ ۱۴ منضج پے در پے پیے اس خیال سے مسہل نہ پیا کہ اس
حال میں اگر یہ مر جائیگا طبیعت کا رنگ بگڑ جائیگا کچھ بن نہ آئیگا القصہ جب اوسکے جینے کا سہارا ہوا
تب مسہل ہمارا ہوا پانچ مسہل ہوئے طاقت گھٹی ضعف بڑھا گڑوا کریلا نیم چڑھا کام فرسائی کی اجازت
اسکے بدولت نپائی رجب کے مہینے تک چلنے پھرنے کی نوبت نہ آئی پانچوین جمادی الثانی کی تھی
ایک دوست کو بلوا کے اپنا حال لکھوا کے خدمت عالی مین بھیجا شام و پگاہ چشم براہ رہا جواب کو جواب
ہوا طبیعت کو اور پیچ و تاب ہوا مجبور یہ عریضہ بھیجتا ہون جو وہی آتش در کاسہ ہی تحریر سے فقیر دست بردار
ہوگا قاصد پر دار و مدار ہوگا ستہ چہ شد آن وفا و عہدی کہ بمن نمودہ بودی * یا حسن بیان فقط امتحان
تھا اگر فلک ستم شعار گردش لیل و نہار مہلت دے تو اپنی خیر و عافیت لکھیے ورنہ ہمارا فاتحہ خیال رہے
اور چشم پوشی کا احتمال ہی والسلام رقعہ بلال رسیدہ دون کے غمخوار یکتائے زمانہ بہتیل روزگار
سلامت رہو کیون حضرت ہم کیا پوچھتے ہین آپ کیا فرماتے ہین مزاج کا حال چھپاتے ہین منضج کا
حال مسہل کا مآل یہ پھنسی پھوڑونکا بہت تھوڑونکا احوال تو نہ لکھا ہندو مسلمان کا بکھیڑا چھیڑا بندے کو
دونون سے سروکار نہین مہتمم اخبار نہین فقط ارشاد بجا لاتا ہون متوجہ ہو جیسے مشہور داستان سنتا ہون

ذی قعدہ کے مہینے مین مولوی غلام حسین صاحب نام اہل اسلام فیض آباد مین گئے یہ دعوی کیا
کہ ہندؤن نے اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی ہی کلمہ کی دوہائی ہے یہ خبر سنکے مسلمانون کا مجمع ہوا ناظم
سلطان پور کا نائب اعلی علی ہی اوسے کہتے ہین سخت تنقی ہے مسلمانونکو روکا کہا دو روز چپ رہو
دنگا نکرو ہم فیصلہ کر دینگے رشوت پہلے سے کھا چکا تھا زر نقد کیسہ مین آچکا تھا مسلمانون کو حیلہ
سے ٹالا جب لوگ پراگندہ ہوئے جاہل ہندو دوڑ پڑے مسلمانون کو مسجد مین گھیر لیا وہ جو شہر کے مہتمم
تھے اونھون نے اسلام سے منہ پھیر لیا گو قلیل تھے مگر کثرت سے ہندؤن کو مار کر مر گئے سات گھر کے
ستّر مسلمان تیس چالیس قران شہید ہوئے سی پارونکو ہزار پارہ کیا کام ناکارہ کیا کچھ جلائے کچھ دبائے
مہرون کی ڈانٹ بنائی حاکم ملعون شر کو خیر سمجھا بیگناہ مسلمانون کا قتل ہونا سیر سمجھا سرکار مین جو خبر
ہوئی کچھ تدبیر تعزیر مد نظر ہوئی اب مولوی امیر علی ساکن امیٹھی نے بعزم جہاد قصد فیض آباد کیا اودھ اجودھیا
اوسیکا نام ہندؤن کے تیرتھ کا مقام ہی وہان کا خاطر سننے تعمیر عالمگیری بڑی مسجد ہے اوسکی یہ وقعت
کھوئی ہی کہ اوسکے صحن مین سیتا کی رسوئی ہی کہین سنکھ پھکتا ہی بم بم کی صدا ہی کہین تکبیر کی آواز ہی تسبیح کا
کھٹکا ہی گنگا مدار کا ساتھ نیا انداز ہے وہان سے قریب ہنومان گڑھی ہی اوسکے کھودنیکی خاطر مسلمانونکو
بھیڑ پڑی ابھی تک دریاباد مین کہ دو منزل لکھنؤ سے یہ مقام ہے مولوی امیر علی
صاحب کا قیام ہی دو ہزار مسلمان کل اونکے ہمراہ ہین اور اونکو گھیرے ہوئے کئی پلٹنین ستادن
ضرب توپ گرد مہتاب سلگتا ہے اور بہت سے ملازم بادشاہ ہین سرکار سے ممانعت ہی آگے بڑھنے
نپائین ہاتھی گھوڑون پر چڑھنے نپائین اور مولوی صاحب کا یہ قول ہی خدا کی راہ مین سر نذر کیا
مرنا اختیار کیا ترک یار و دیار کیا حالا ہیچ نمیدانم ہر خرے کہ باشد من بالانم اس غضب کو غور کیجیئے سرکار
سے مسلمانون کی تدبیر ہوتی ہی ہندؤن کی سزا مین تاخیر ہوتی ہے اسکے سوا خیر آباد کے ضلع مین
کھیری قصبہ ہی عشرہ کو وہان زن و مرد لڑکے سے بوڑھے تک فرد فرد ذبح کر کے گھرون مین آگ لگائی امام باڑے
کھودے مسجد ڈھائی کربلا کی تصویر دکھائی کچھ بھاگ کر جو بچے در دولت پر دوہائی دیتے ہین تنکے چنتے ہین
کار پرداز سرکار کب سنتے ہین مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے دنیاے فانی سے جب منہ موڑا
آل باکمال اور کلام ذوالجلال کو دنیا مین چھوڑا ایک کا حاکم کوفہ و شام نے قتل عام کیا بند آب و طعام
کیا بارہ سے بارہ کے بعد ملک اودھ کے ہندؤن نے قرآن کی یہ نوبت پہنچائی مسلمان ہیں حاکم تھے اونکو غیرت نہ آئی

رشوت لی دشمنان ایمان سے ساز ہے جعلی روزہ ہی دغابازی کی نماز ہی خدانخواستہ اگر یہ ایجاد ہوگا
ناحق شہر برباد ہوگا لکھنؤ کا تبرا دور دور مشہور ہی آج کل مجلسون مین یا عیدین کو مسجدون مین جہان شیعہ
سُنی کی جماعت ہوتی ہی حاکم شام کے بدلے ناظم سلطان پور اور حاکم فیض اباد پر لعنت ہوتی ہی فقط

رقعہ جناب والا بندگی عرض کرتا ہون عنایت نامہ آیا مزاج مبارک کی صحت سے شکر شافی مطلق
کا سجدہ بجالایا لیکن میر کرم علی صاحب کی کیفیت سن کے تسکین کی تدبیر نہین بڑے دندغے کی بات
ہے کہ مرض علاج پذیر نہین میرا قول ہی کہ دس بارہ برس کا دشمن نایاب ہی اور یہ شخص پچاس برس کا
دوست لاجواب ہے دو تین آدمی گنتی کے ہزارون مین باقی ہین اور سب زیر خاک جا کے بکھیڑون
سے فرصت پا چکے ان مین دیکھین پہلے کسکی باری ہی بوجھہ سر پر ہر دم تیاری ہے غالب ہی کہ آپ
اکثر تشریف لیجاتے ہونگے دیکھہ آتے ہونگے اسکے جواب مین مرض کی کیفیت علاج کی صورت
حکیم صاحب کا نام ضرور تحریر ہو اور میرا سلام کہہ کے فرمائے کہ آپ کچھہ نہ گھبرایے پرہیز شرط ہی دوا
کیجیے شافی مطلق سے صحت کی دعا کیجیے بیماری تندرستی کا کفارہ ہی دعا کے سوا کیا چارہ ہی خدا شاہد
ہے بے پری روکتی ہی نہین اوڑ کے جاتے آپکو دیکھہ آتے دل کو سرور ہوتا قلق دور ہوتا مولوی
امیر علی صاحب کا حال اور مآل سُنیے اس سے زیادہ ماجراے جانکاہ بعد شہادت سید الشہدا دنیا
مین اور نہین سُنا ستاون ضرب توپ گرد مہتاب روشن بیچ مین ایک سو چوبیس خستہ تن کوئی یار نہ مددگار
ایک طرف فوج سلطانی ہزار در ہزار پہلے چھرّے مین بہت مرگئے باقی توپون پر سینہ سپر گئے اللہ رے
جرأت و جوانمردی تلوار کی باڑہ سے توپون کی باڑھ بند کر دی فلک کی روبہ بازی دیکھیے شیر بہادر
ایک گنوار مشہور ہے وہ بزدلا دو ہزار گنوار لیکے کمر پر آیا اودھر سے اوسنے گیدڑ بھبکی دکھا کے چھرا لگایا
مسلمان سب پریشان ہوگئے خاتمہ بالخیر ہوا ایمان ہو گئے چار سو سے زیادہ دشمنونکو مارا پھر یہ
قافلہ جنت کو سیدھا سدھارا ہرچند بہت چھپایا تھا مگر سرکٹ کے بھی آیا تھا دو دن کسیکو کھانا نہین ملا
پانی کی بوند نپائی بھوکے پیاسون نے جان لڑائی دو تین مولوی مرسلہ جو وہان پہونچے لڑائی
حقیقت مین اونھون نے فتح کی جس جمعیت پر مولوی صاحب کو بھروسا تھا وعظ سنا کے پریشان کر دی
اور دو ایک بہادر وہ تھے جنکا نام زمانے مین مشہور ہے مجھے لکھنا کیا ضرور ہی اونھون نے بزور زر
معاملہ تتر بتر کر دیا ڈھیلا پھینک کر ثواب مین داخل ہوئے لیکن بدنام ہونیکے سوا مطلب کسیکے نہ حاصل

ہوئے دوسرے دن مولوی صاحب کی نعش بے سر و سامان اوسی میدان مین گرمی دن کی دہوپ رات کی
اوس کفن پر پڑی سو اس طرح کہ ایک قریہ قریب تھا دیہاتیون نے رحم کھایا اور تو کوئی گاڑنے بھی آیا
سمع خراشی سمجھکے لکھنا موقوف کیا ورنہ ایک جز کا کل یہ قصہ تھا جس جس نے یہ خون خرابی مچائی جو جو
ساتھ چھوڑ کے چلے آئے سب نے اپنے کردار کی سزا پائی مگر اونچون کی باری ابھی نہین آئی ہی قطعہ فرد
یادم نمیکنی و زیادم نمی رسی ٭ عمرت دراز باد فراموش کار من ٭ سبحان اللہ بحمدہ ہمین بیکاری بے
سابقہ ہو روزگار جاے کسیکو خیال نہ آئے اور وہ نوکری جسمین مجرا نہ سلام ہو نہ دربار کی مقید نہ حاضر باشی
کا مقام ہو جہان جی چاہا جدھر منہ اوٹھا یا چلے گئے جی لگا رہے گھبرائے سیدھے چلے آئے کھلے
بندون اسیکو کہتے ہین وارستہ اسیکے تلاش مین رہتے ہین اس حادثہ پر آپ غمخواری نکرین زمانہ سازی
سمجھکے زبان سے بھی خاطرداری نکرین اور سنئے بندہ پرور ہم تو فقط یار شاطر ہین نہ بار خاطر اتنا تو
پوچھا ہوتا کس طرح اوقات کٹتی ہی کس شغل مین دن بسر ہوتا ہی کونسے اندیشہ مین پہاڑسی رات کٹتی ہے
خیر اگر مرہم کی تدبیر نہوتی تو نمک چھڑکنے کی تقریر نہوتی یاد ہی پانچ دن کو یہان چلے آؤ دل بہلاؤ تذکرہ
سے کچھ نجاتا بات رہجاتی نہ دن رہتے نہ رات رہجاتی اگر اسکے جواب مین فرماتے دربار سے فرصت نہین
دنیا کی افکار سے مہلت نہین تو مین کہونگا یہ نئی بات نہین حضوری دن رات نہین دنیا کے بکھیڑے مین
ایک عالم مبتلا ہے مگر کون سا کام اوٹھہ رہتا ہی نہ یہ کہونگا غفلت شعاری ہی الاسہل انکاری ہی زیست
کا مدار اس اعتبار سے ہی ؎ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ بقول جناب میر سوز صاحب بیت
پھر بہار آتی ہی تجھمین اے گلستان غم نکھا ٭ وہ چلی آتی ہی فوج عندلیبان غم نکھا ٭ گو کہ شب آخر ہوئی اے
شمع تو زاری نکر ٭ پھر وہی محفل وہی تیر اشبستان غم نکھا ٭ مصحفی زندگی ہی تو خزان کے بھی گذر
جائینگے دن ٭ فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آئیگی ٭ میر کرم علی صاحب سے کہیے آپ نے
ہمکو یاد نکیا غضب کیا پروردگار دونون صاحبون کو بصحت و سلامت رکھے بستر تہمپر سے سخت تر ہے
اسکا جو صلہ بہت بڑا ہی مشہور ہی کہ بیکر ہی جیسی افتاد پڑتی ہے جھیل جاتا ہی رفتہ رفتہ مذکور رہجاتا ہے
جھوٹ موٹ اگر یہ فرماتے ہم دوڑے چلے آتے دل بہل جاتا یہ صدمہ ٹل جاتا اسکا جواب دیجیے زمانے
کی یہ رسم و راہ ہی کہ نہین کوئی آگاہ ہی کہ نہین جسکو غم رسیدہ یا رنجیدہ خاطر پاتے ہین اوسکی تسکین کرتے ہین
تشفی کی باتین سمجھاتے ہین نہ کہ اذیت کا سامنا اور ایسا ملال ہو جسکے ذکر سے دشمن کا غیر حال ہو افسوس

لکھنؤ ساشہر اس بے کیفیتی سے لٹ جائے والی ملک جسنے خشکی کا پیڑ نہ دیکھا ہو اس فصل مین غریب
دیار ہو اپنے بیگانے سے چھٹ جاے دھوپ کا تڑاقا لوؤنکا چلنا زمین و آسمان کا جلنا ہوا آتشبار ہو
دخانی بجرہ نمونہ کرہ نار ہو آدمیون کی کثرت سے جگہہ کی قلت دریا مین پانی نہو کشتی مین روانی نہو جا بجا
ٹھیکے کھائے اٹک اٹک کے جو چلے خفقانی سر ٹپک ٹپک کر ہاتھہ ملے دم بدم ہر دم خفا ہو تو اپنی
بوٹیان نوچے دس بارہ دن کا ناخدا سے وعدہ ہو وہ بھی نہ وفا ہو جب اوس سے کہیے بجرہ کیون
نہین چلتا وہ کہے دل ہم مجبور ہے یہ کلکا ماجرا ہے ہمارا نہین قصور ہی وہ دھوکے کی ٹٹیان جو کیوڑے
سے چھڑکی جاتی تہین وہ نہرین جسمین سمندر کی لہرین آتی تہین وہ گلدستے جسمین رستے بستے تھے
پھولون کی مسہریان سجی سجائین جہان پر فرشتہ کا قدم لڑکھڑا جائے اونگنے تو لگے اگر خوف سے نیند نہ آئے
پریان آنکھین بچھائین جب بار پائین سرو قامت گلعذار خوش گلو ماہرو دست بستہ روبرو نغمہ سرا ہون
جہان کے سامان معہ ساز بندہ نواز ہر دم پیش نظر مہیا ہون یا دفعتہ سوکھا دریا ریت کے ٹیلے جابجا
اور وہ پلنگ جسپر پاؤن پھیلانے سے دل تنگ ہوا دھر مچھڑ اودھر لٹو بھنگی کی شکل بجرے کا رنگ ہو تہمر
کے کوسے ناخدا ناشناس جلا مین چراہندی بو سے بد دماغ سر پھرائین کہین بجرے کے پیندے مین
مردہ اٹکا کوئی بہتا ہو گدہ اوس پر بیٹھا ہوا اور کھاتا ہوا اوس دیکھنے والے کو جسنے مرا ہوا چوہا بھی نہ دیکھا ہو
کہو کیا خیال آئیگا کیا سمجھہ کے دل بہلائیگا جب انتہا سے عاری ہو جان سے بیزاری ہو فاعتبروا
یا اولی الابصار بیکار بیکار کہیے خدا کو یاد کر کے چپ رہے رقعہ مرزا صاحب شفیق و مہربان
مجمع مروت منبع محبت عمیم الخلق مخزن لطف بیکران سلمہ اللہ تعالی بعد سلام و نیاز گذارش مطلب
طویل بیان قصہ سوز و گداز ہے شکایت فلک جفا کردار کی حکایت اپنے حال زار کی سراسر زائد
مرگ انبوہ جشنے دارد یہ معاملہ یہان عالمگیر ہی گرفتار مصیبت ناو پیر ہی کہ نشاید و نباید سینہ جو فرقت سے
فگار تھا اوسکے واسطے مرہم زنگار تھا دل کی طاقت جگر کی قوت خاطر شکستہ کی مومیائی دافع
الم جدائی حاصل دعاے سحر سرمایہ تمناے نالہ اثر خود فراموش غیر کی زبان سے بولنے والا عقدہ
سربستہ کا کھولنے والا یعنی نامہ نامی صحیفہ گرامی گذر پذیر ہوا آرزو ہو الاعلی کا قصہ کھلا بر سر گفتگو ہوا
حال بکم و کاست معلوم ہوا خیریت سے خوش حقیقت سے مغموم ہوا دنیا جسکا نام ہی وہ رنج و الم کا
مقام ہی اسمین راحت و آرام کا ڈھونڈھنا خیال خام ہی دار المحن اسکا اصل نام ہی کام اسکا ناکامی ہی

وہی بہت بدنام ہوتا ہے جو شخص نامی ہی اگر ہزار جزو لکھون بہت کم ہی ہر پیرایہ مین رنج ہی بہر صورت
غم ہی الم ہے عرضی جو ابھی آپ نے نہین دی مصلحت یہی تھی موقع اور وقت پر اختیار ہے اوسی پر
اپنا دارومدار ہے وہ جو وہان آنے مین دغدغۂ مرگ اور بیم قضا ہی بھائی صاحب یہان کونسا قلعہ اوسکی
پناہ کا تجویز کیا ہی یہ تو حاصل زندگانی ہی کہین ہو ایک دن آنی ہے اگر اسکے لئے کوئی جگہہ مقرر ہوتی
تو بڑے آدمیون کے ہاتھہ سے کوئی وہان کھڑا ہونے نپاتا دور ہی سے حسرت مین مرجاتا لڑکے
بالے بوڑھے امیر سے فقیر تک سب جانتے ہین کہ اس سے مفر نہین دھوکے مین دنیا ہی اسکا وقت
اور جگہہ مقرر نہین اسکے بچاؤ کو کیا کیا باتین کرتے ہین کیسی کیسی گھاتین کرتے ہین سیکڑون تدبیرین
نکالتے ہین ہزارون بہانے سے ٹالتے ہین مگر جب وقت برابر ہوا دھم سے مرگئے کسی نے
نجانا کون تھے کدھر گئے کچھہ دن مقبرا رہا گنبد سے نام و نشان فاتحہ درود کا سامان رہا عزیزون
نے بہت اینٹ کا پختہ سیپ کا چونہ دیکھہ بھال کے بڑے چھان بنان سے لگایا تھا کچ کوڑی کچھہ سے
کیا کیا بگاڑ کے بنایا تھا دفعتہً فلک گردان نے چکر کھایا رگڑی ہوئی اینٹ کو ٹھوک بجا کے ڈھایا
بہت پوچھا نہ پتا ملا نہ سراغ ہاتھہ آیا جتنا چھانا کرکرایا پایا چلایا کیے کہ یارو اسمین بادشاہ گڑا تھا یا فقیر گداگر
دبا تھا زبردست جوان تھا یا بوڑھا ناتوان تھا اس سرگرانی مین برسون خاک چھانی نام نہ معلوم ہوا
نہ نشان ملا یہ وہی جا ہی خاک مین جہان جہان ملا اور جو کبھی کوّے چیل کی بچی گیدڑ بھیریے کی
چبائی کسی سبیل سے بچی سڑی گلی ہڈی ہاتھہ آئی نہ تو ہم تمیز کرسکے نہ اوسنے اپنی کہانی سنائی جو اسکو سمجھو تو
کہ حکیم نے جبر پر اپنا اختیار رکھا ہی یہ ہوشیاری دیکھو کہ غفلت پر اپنا مدار کار رکھا ہی اگر کسی نے اس
بھید کو کھولا یا پتے کی کچھہ مُنہ سے بولا تو دنیا بے مدار ہلی نہ دین گھاتے مین جان سے گیا نہ ادھر کا
ہوا نہ اودھر کا رہا دو جہان سے گیا یہان تک سمع خراشی کی اوتری ہوئی تصویر کی نقاشی کی
اس سلسلہ سے ہاتھہ اوٹھایا مطلب پر آیا مرزا فدا علیخان صاحب سے آپ کی لاعلمی بیان کی
موقوف شکایت کی داستان کی لیکن بہت رنج مین ہین نہایت تنگ ہین مگر آج تک وہی ڈھنگ
ڈھنگ ہین دریبولا شہر مین انگریزی کوٹھی لین دین کی ہوئی ہی نام اوسکا بنگ ہی وثیقے والونکو
قرض لینے کی امنگ ہی مثل مشہور ہی کہ بنیا سہل ہی ہو جون مین کسالا ہی تاریخ ادائے وعدہ ٹلے
تو دیوالا ہی حضرت نے بھی تین ہزار روپیہ وہان سے لیے ہین بارہ دری محلسرا لکھی بادشاہ مرزا

اور داروغہ صاحب کی ضمانت ہوئی جائداد اونکی بھی تحریر ہوئی بری ان کا وعدہ ہوا گھر کھونیکی تدبیر ہوئی گھوڑا آپکا بکا حساب کے
سوا کچھ ہاتھہ نہ آیا دس بارہ شاید آپکے قرض مین دیے یقطار کی دستک گئی آپ کی اگاڑی اگر بکتا تو خریدار کا مضمہ لیا جاتا
تنگ کرتے تو کچھ ہاتھہ آتا یہان کوئی بیچنے کا خوگیر تھا عقلمند ونکو نکتہ کافی ہی منظور تقدیر تھا یار و نے نہاری کھائی نقدی بنائی
جو ہمکو جانیکی سمت بتائی ہی بات اچھی ذہن مین آئی ہی لیکن سفر دور دراز ہے زاد راہ جانا محال ہی سفر اور سقر کی صورت ایک ہی
پر اب ہمتیال ہی دنرات لٹو دھیر بن رہتی ہی نکلجانیکی دھن رہتی ہی شہر مین روز تازہ فساد ہوتا ہی دھڑ ادھڑ لٹتا ہی برباد ہوتا ہی
کہین چوری کہین سرزوری حرام خوری ہی جسدن سے خاص محل مین چوری ہوئی تہلکہ بپا ہی دار و گیر کا صدا بلند ہی معاملہ
کھلتا نہین چند در چند ہی جب بڑے دن آتے ہین ایسے سانحے پیش با ہو جاتے ہین اور پھر بیش صورت ہی نواب زادی مستغیث آتے ہین چور و
بیٹے ساتھہ لاتے ہین صندل گھسنے کی فریاد ہوتی ہی اسپر طلب داد ہوتی ہی یہانکی خلقت پر عتاب خدا ہی معلوم نہین غیرت کدھر گئی حد سے
نوبت یاوہ گذر گئی وہی مثل ہی شاید غیرت چہ گفتی ست کہ پیش مردان بایدنجی گویا ہی نہ قلم کو لکھنا گوارا ہی حال روز بروز بدتر ہی جیسے بہتر ہی ان بنا ہی

رقعہ تہنیت اس سال نیا ساز و سامان ہی ہولی شب برات بہار سے دست و گریبان ہی جوش خروش کے دن آئے آثار نوروز کے د
آئے باغبان ازل نے پھر چمن نکالے کا بوٹہ پتا جوبن نکالے نسیم سحر غنچونکی گانٹھہ توڑنے لگی عبیر اور گلال گرہ سے کھولنے لگی تختۂ لالہ چراغان کا
ڈھنگ دکھاتا ہی سہر زمین فوارے پچکاری ہین پانی عجب رنگ دکھاتا ہی چشم بینا ہو تو کھلے کارخانہ قدرت کہین بند رہتا ہی گوش شنوا درکار ہی
یحی الارض بعد موتہا کا آوازہ بلند رہتا ہے کوسون تک سبز مخمل کا فرش بچھا ہی شاداب کوہ و صحرا ہی پتا پتا کان مرد کا پتا دیتا ہی شبنم کا دانہ در بہا
کا آویزا ہی کوہ مین کبک دری کا قہقہہ باغ مین بلبل کا نالا ہی صحن گلزار مین سبزی سے سرو نے سر نکالا ہی جس قلتراش مین شاخ کا دستا ہی قوت نامیہ
کے فیض سے یکقلم گلدستہ ہی برگ و بار گل و خار بلکہ شاخ چنار مین فیض ہوا کا اثر ہی عصا زاہد خشک بھی امیدوار گل و ثمر ہی امید کا اس قدر چرچا
پھیلا ہی کہ بید مجنون کو سودائے لیلا ہی جیب خامہ سے دم رفتار قطعہ قرطاس پر گل جھڑتے ہین ہم صیاد دف جو باغبان نہین اس روش پر بلبل بیٹھتے بھی ہین
یاسمین پکڑون گے گل تو نشک نے نیا شگوفہ کھلایا ہی اپنی بو باس پر عندلیب کو پھنسایا ہی بلبل نالان ہی پروانہ جل مرتا ہی جسدم سر محفل
شمع سوزان سے گلگیر گل کرتا ہی اس گلشن ایجاد مین نمونہ قدرت پروردگار ہی کہ دست و گریبان خزان و بہار ہی اگر شاخ سے
کوئی پتی مرجھا کے ٹوٹتی ہی تو برابر سے سبز کونپل پھوٹتی ہی گل کی ہنسی پر گریان شبنم ہی مہلت یہان بہت کم ہی بشر کو لازم ہی دم
فرصت غنیمت جان کے ان خیالونسے درگذرے جو امر ضروری ہو ادا کر گذرے لہذا صدر نشینان بزم طرب و سرور و انجمن آرایان جلسۂ شادی
و سور کی خدمت مین امیدوار ہون کہ از راہ دوستانہ بعید رو بہانہ رونق بخش جلسہ احباب ہون مین منت خاکسار ہوگا ایضاً ہوائے چمن دنیا آج کل
سرور افزا ہی ساکنان افلاک کو مسرت ہی مقیمان سطح خاک کو فرحت ہی عجب مزا ہی ہر سو فرد تہنیت کو بکو غلغلہ مبارکباد ہی جو ہی خرم و شادی ہی آمد
روز سعید ہی گھر گھر عید ہے نرگس ہمہ تن چشم گوش برآواز ہی در عیش و طرب باز ہی طاؤس آمادہ رقص ناز ہی زمین کے رخسارہ پر سبزہ آغاز ہی کوہ

دصحرا مین سنبل و ریاحین لالہ و نسرین کی نشو و نما ہی دامن دشت و جبال اس سال سبد گلچین ہو گیا پھولو نسے بھرا ہی گل رعنا کس زیبائی ہی شگفتہ ہو کے
سراپا گوش ہے بلبل شیدا پھولا نہین سماتا چہک رہا ہی خوف خزان گلزار جہان دونو نکو فراموش ہی نالہ نوازان
صحن گلشن حمد رب ذو المنن مین ترانہ سنج ہین وحشیان صحرا الصمد تمنا جو یاسے کنج ہین باغبان قدرت
دفینہ چمن نکالتا ہی پتا پتا جوبن نکالتا ہی مشاطہ بہار دایہ وار گیسوے سنبل مسلسل کر کے دلجمعی سے پریشانی
کھوتی ہی سر سبز ٹہنیون سے نئی نئی کونپل پھوٹتی ہے نسیم سحر چل پھر کے کیا کیا مزے لوٹتی ہی باغ کی
سرو قامتون سے لجالو شرماتا ہی بے بار ہی ندامت سے شرمسار ہی انسان کی پرچھائین سے
سمٹا جاتا ہے نرگس بیمار مشہور ہے کہ علیل ہی اسیر فرط شوق سے عصا ٹیکے بر سر سبیل ہی نازپروران
آغوش بہار پر بلّلے پن کا جوبن ہی لالہ زار ہے غیرت گلزار جوبن ہے آب جو کے قہقہہ سے نارسیدہ
پھل امرودون کے رشک شرما کے پتون مین منہ چھپاتے ہین گلون کے غنچے دامن گلچین مین
کھلکھلا کے لوٹے جاتے ہین فراش صبا گل کا دست بقچہ کبھی باندھتا ہی کبھی کھولتا ہی غنچہ مسکرا کے
پھولا ہے دلبستگی بھولا ہے اپنی گرہ مین زر گل ٹٹولتا ہی سر شاخ لالہ یاقوت کا پیالا یادگار ساغر جم ہی
جھرنون سے آبشار کا شور ہے کیفیت کا زور ہے ہر تختہ مین طائرون کا غل ہی نہرون کے متصل
سرو پا بگل لڑکھڑا کر ایک پانون سے عازم رفتار ہے فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ جلوہ دار ہے
سبزہ خط سے گلعذارون کا رخ پر نور ہرا ہوتا ہی دھوکے کھاتا ہی ٹٹی ہین داغکارون کے زخم جگر کا انگور ہرا ہوتا ہی
ایسا نمو کا جوش اس سال دیکھتے ہین کہ لکھنؤ کی گلیون مین سبز لال دیکھتے ہین فیض ہوا ہے تعجب
نہین جو طوطی تصویر سر سبز ہو چوب خامہ قلم ہو کر سبز ہو ہر کیاری مین عبیر سے زیادہ معطر خاک ہے
بسا بسایا خس و خاشاک ہے جفاے باغبان خوف خزان سے طبیعت جو رکتی ہی دعاے بقاے
بہار کیواسطے ہر شاخ باردار کس سبکی سے سجدہ کرنیکو جھکتی ہے صحن گلشن مین ناز و نیاز کا جلسہ ہے
دار بست پر سبکی تاک ہی سہ برگہ نغمہ سنجان چمن کی سواری کا یکہ کلسہ ہے قوت نامیہ کا یہ جوش ہی کہ کوہ بھی
لباس کاہی سے ہم لباس زمرد پوش ہی شبنم کو خدمت آبداری ہی گلعذارون کے چہرے سے گرد
کلفت دھونیکی تیاری ہی گل کے بناؤ پر بلبل سے بگاڑ ہی کچھ بو پائی ہے گو خبر باد ہوائی ہی آپہیر جلی کٹی کی
چھیڑ چھاڑ ہی ہر گل و خار گلشن مثل کبک دری قہقہہ زن ہی ہنسانیکو گیندے کا تختہ رشک زعفران
تیار ہی مہندی کی ٹٹی تپی ہی اسے خون پوشیدہ کا پتا ہے ملا او بلا آتا ہی پنجہ مریم کی رشک سے پنجہ مرجان کا

مثل کہربا رنگ اوڑا جاتا ہی خون بلبل گل سرخ قبا کا دامنگیر ہی گیسوی سنبل بانون کی زنجیر ہی رنج و
ملال کا نام جہان دہر سے مثل حرف غلط حک ہی غنچون کے چٹکنے کی صدا مبارکباد کی شلک سے آباد
تازہ بصد انداز گل اور ہزار نیاز سے بلبل ہی ارض و سما مین نوروز کا غل ہی بلند صدای دور باش
ہونے لگی غنچہ دہنون کو گل اشرفی کی تلاش ہونے لگی ایسی ہوا چلی کہ دفعتاً گلرخون کے بھاؤ بڑہ
گئے جوبن ٹپک پڑا دام چڑھ گئے ماہرو عنبرین مو دام زلف بردوش مرصع پوش طائر دل پھنسانے نکلے
گھات مین خوب بکھرے ہین کوئی چمک چمکا کیسی جلد ہی کے جنجال مین بھیگے بال شانون پر بکھرے
ہین کسی نے سلک گہر پرستی ملکہ رنج کی جوبن سے نیلم کو ہیرا کھلایا ہی کسی بیدرد سرخ پوش نے قتل
عالم پر بیڑا اوٹھایا ہی دھڑا دھڑی لوٹنے کو لاکھ لاکھ انداز سے لاکھا جمایا ہی دروازون پر طلائی نقرئی
بانس جڑاؤ کھٹولے کی وہ وہ ڈولی ہوتی ہی جسکو دیکھکر جی کو ڈانواں ڈولی ہوتی ہے پردون مین بنت
گوکھرو لچکا سیرون کھلا ہوا لگا ایسے مغرق کہ جب غفلت مین اوٹھین ہوشیارون کے عقل پر پڑین
جب آنکھون سے آنکھین لڑین کہارون کی کرتیان پر بہار لے بھاگنے پر طیار یہ ہنگامہ نظر سے
جو گذرا خیال آیا آج جلسہ نوروز ہے ہر بزم مین روشن شمع شب افروز ہی بیساختہ یہ فقرہ فقیر کی
زبان پر آیا یہ آواز بلند ہر دردمند کو سنایا کہ اندنون جو جو رشک بدر ہین اونکی راتین غیرت شب قدر ہین
والسلام رقعہ بجناب خانصاحب عالی منزلت والاشان قدر افزای مخلصان زاد حشمتہم بعد گزارش
سلام اور ملازمت کی تمنا کہ لا انتہا ہے عرض رسا ہون عنایت نامہ نامی صحیفہ گرامی نے بعد انقضای
زمانہ دراز ممتاز کیا پروردگار عالم باین عنایت و الطاف سلامت رکھے وہ جو جواب خط کا حال تھا
اوسکی صورت یہ ہی اگر روانہ ہوتا تو آتا و گرنہ ہرکارہ بیچارہ کیا لاتا یہ جو نویں ذیحجہ کا لکھا تھا پندرہوین کو آیا
ہرچند دو تین دن کی دیر ہوئی مگر آیا یہان سے بغور سنیے اور سچ جانیے کہ نیازمند کو آپ سے دلی
راہ ہے خدا گواہ ہی خط نہین آتا تو جی گھبراتا ہی کیا کیا خیال آتا ہے اس عرصہ دراز تک خط نہ آیا
بہت ملال رہا عجیب و غریب احتمال رہا گو آپ ہمارے حال سے بیخبر رہے لیکن ہم جویای
کیفیت مزاج بیشتر رہے جب وہ خانصاحب میان نوروز کے مکان پر ملے اور حال معلوم ہوا ملال کا
دل پر ہجوم ہوا لیکن بیقراری سے تحریر کی اور شکایت کی تقریر کی آپ کی قدردانی اور مہربانی ہمکو
گستاخ کرتی ہی اس صورت مین اگر ایک مہینے کے بعد بھی عنایت نامہ آئے تسکین ہو جائے مجبور ہین

جفاے فلک نے سر اوٹھانے ندیا بر سر امتحان آنے ندیا محتاج سے کیا ہوسکتا ہی یہی بُرا ہوتا ہی فقط
عرضداشت آہی رونق سریر سلطنت زیب دہ تاج سلطانی مشتاقون کے باعث زندگانی ہر دل عزیز
یوسف ثانی اللہ چاہ ملال سے نکالے سایۂ عاطفت ہمپر اور اس مملکت پر جلد ڈالے جس روز سے
دائرہ دولت یہان سے روانہ ہوا دل محبت منزل مین اندوہ والم کا تھانہ ہوا نہ رات کو چین نہ دنکو
آرام ہی آٹھہ پہر رونے پیٹنے سے کام ہی کوئی اتنا پوچھنے والا نہین ہنستے کیون نہین روتے
کیون ہو کیا کرتے ہو ہر دم کی آہ وزاری بیقراری اچھی نہین بُرا کرتے ہو یہ تو اندھیری ساون
بھادون کی راتین ہین اور تمام شب دل سے دلبر کی باتین ہین کبھی دیوانون کی طرح بکنا کبھی گھبراکر
ہر ایک کا مُنہ تکنا گاہ یہ شعر تر زبان پر ہے ع تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہی کوئی کہ باتین
کرون ٭ شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہی کہ جسکی سحر ہی نہین ٭ سخت جانی کا بُرا
ہو یہ مصیبتین دکھاتی ہی نہ آپ آتے ہین نہ جان جاتی ہے حضرت کی تصویر سے باتین کرتے
کرتے بیساختہ پکارنے لگے جواب نملا تو در و دیوار سے سر مارنے لگے ع شکل اپنی ہمکو دکھلاؤ
خدا کیواسطے ٭ جان جاتی ہی اجی آؤ خدا کیواسطے ٭ ع جب جدا ایسا یار جانی ہو ٭ کہیئے
کس طرح زندگانی ہو ٭ لخت جگر کھانا خون دل پینا ہے مرگ سے بدتر تنہائی کا جینا ہی دل کہتا ہی
بچھڑا جب تک نہ ملے تک ود و لگی رہے گو شمع کی صورت سر کٹ جائے مگر پروانہ کی طرح لو لگی رہی
محبت نامہ جو آیا جان تن مین آئی فصل بہار خزان رسیدہ گلشن مین آئی وہ جو ملا دل مضطر سے ملا چھاتی
سے لگایا آنکھین جو دیدار کی مشتاق تھین اونکو لکھا دکھایا اگر سوچیے تو آپ کا کیا بگڑا ہماری بنی بنائی
سلطنت ڈوبی ہی دوس کسکو دین اس بُری تقدیر کی خوبی ہے آپ سے جدا کیا اکیلی جان کو ہزار
آفت مین مبتلا کیا خدا جانے کونسی خطا ہم سے سرزد ہوئی جو فلک سفلہ خو مفارقت جو کو ہماری خرابی
کی کد ہوئی آپ جہان رہین گے لوگ بادشاہ کہین گے آٹھہ پہر پریزادون کا جھمگڑا رہیگا جہان کی
نعمت موجود سب طرح کا جلسہ رہیگا پر ہم بدنصیب دور از حبیب ہین کہ تنہائی کے عذاب مین وحشیون
کی صورت اوقات کٹتی ہے ایڑیان رگڑتے ہین جیتے ہین نہ مرتے ہین جلنے گھنے مین پہاڑ سی رات
کٹتی ہی اگر آپ کی صورت نظر آئیگی تو جان بچ جائیگی وگرنہ کہان تک ہر رات کی دڑ کے سہین بہتر
یہ ہے کہ جان دین مر رہین وہ جو دوا کا ارشاد ہوا تھا کہ نادرست مزاج ہی سو ہمارے مرض کی دوا

حضور مین ہم سے دور ہین چاند سا مکھڑا دیکھنے مین شفا ہی یہی بیمار محبت کا علاج ہے اور قمر قدر اوسکا
حال بیان کے قابل نہین کلیجہ منہ کو آتا ہے جب وہ نام لے لے کے جان دیتا ہی روتا ہی رولاتا ہے
غور کیجیے اوس بچے پروردہ ناز و نعم کو کس طرح راحت ملے چین آئے کہ جسکا ایسا چاہنے والا اس
سن مین چھوٹ جائے دن رات لندن لندن رٹتا ہی اوسکی باتون سے کلیجہ پھٹتا ہی دشمن پر بھی ایسی
مصیبت نہ پڑے نہ یہ آفت ٹوٹے کسیکا بچہ بچپنے مین باپ سے بچھوٹے ننھی سی جان ہی ہر دم اوسی
طرف دھیان ہی ٹٹر کتا ہے جو باہر سے آتا ہی بیتاب ہو کے اوسکا منہ تکتا ہی کونون مین سجدہ کرتا ہے
کہتا ہی اے میرے اللہ ابا جنیان سے ملا دے میرا مسیحا آئے مریض شفا پائے مردے کو جلا دے
نہ اوسکو دوا کی پروا نہ غذا کی خواہش ہی ہر طرح سے میری جان کو کاہش ہی اور سچ بھی ہی کیونکر وہ صحت
رنجور ہو جو اپنے مسیحا سے منزلون دور ہو جو خدا آپ کو پھیر لائیگا تو ہمارے دن پھرینگے وگرنہ چاہ کے
بدولت ہم کنوین مین گرینگے نئی نئی ایذا فراق مین سہتے ہین انکھین نہین دو پرنالے ہین دن رات
بے برسات بہتے ہین سر کو کیونکر نہ ٹکرائین گردن مین باہین ڈالنے والا نہین چھاتی ہی اور غم کی بھالے
ہین دیکھنے بھالنے والا نہین ؎ گر یون ہی رہیگی بیقراری ٭ تو ہو چکی زندگی ہماری ٭ لبون پر جان ہی
دم کوئی دم کا سینہ مین مہمان ہے یہ شعر ورد زبان ہی ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ٭ وہ جو نظم ہر شعر تر تھا زخم جگر کا نیشتر تھا اوسنے تو عجب حال ہمارا کیا
گریبان صبر و قرار تا دامن پارا پارا کیا ہر مصرعہ برجستہ پر جان پھڑکی دبی ہوئی سینہ کی آگ بھڑکی جہان
مضمون نالہ شبگیر ہی مبالغہ ناوک کا تیر ہے مگر اوسکو دیکھا سنا سر شوریدہ خوب پیٹا بہت دھنا بہت
سچا یہ کسیکا مقال ہے قدر نعمت بعد زوال ہی اب سمجھے کہ سب ملتے ہین چاہنے والا نہین ملتا
ترک سہل ہی نباہنے والا نہین ملتا ہر دم وصال نصیب تھا ہجر کی لذت زبان پر نہ آئی تھی اس جان
کے دشمن نے صورت نہ دکھائی تھی ہی ہی کتنے یہ کمبخت بُرے دن ہوتے ہین ہزارون جان بوجھ کے
اس بلا مین جان کو کھوتے ہین ہر دم یہ اودھیڑ بن ہی کہ یا الٰہی یہ ناسور ہے یا گھن ہی سینہ مین کون
کلیجے کو چاٹتا ہی تیغ ہی نہ خنجر ہے گلا کون کاٹتا ہے نہ زخم معلوم ہوتا ہی کہ مرہم لگائیے نہ بیماری ثابت
ہوتی ہی جو دوا کھائیے نہ پری کا گذر نہ آسیب جن ہی کونسا پردہ پڑ گیا کچھ نہین سوجھتا رات ہی یا دن ہے
نہ بھوک پیاس ہی نہ کچھ کھاتے پیتے ہین ارے لوگو کس سہارے سے اسمین جیتے ہین نہ چھوٹے کا

لحاظ نہ بڑے پاس نہ جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہی روئین تن کو موم کا تیلا جانتا ہی زال سے بدتر
اسکی نظر مین رستم ہے خلاصہ یہ ہی کہ ایسی بلا مین پھنسے ہین نکلنا مشکل ہی اپنے دنونکو روتے ہین جان
کھوتے ہین اوسکا عوض ہی جو ہنسے ہین یہ لاگ نہین معلوم ہوتی بدن جلتا ہی اور آگ نہین معلوم ہوتی
الضیا گا فتنہ خوابیدہ کے چونکانیوالے عیسی النفس کشتۂ فراق کے جلانیوالے گو ہم مرتے ہین مگر
دعا کرتے ہین تم سلامت رہو زخمی خنجر فراق ہین ہمہ تن چشم سراپا اشتیاق ہین درد جدائی کی تپش کس
طرح سنائین بے پر ہین تمکو پروا نہین حال زار اوڑکر کیونکر دکھائین لب پر جان زار جی کو انتشار ہے
آنکھ نہین جو سے خون ہی ہاتھا پائی کو ہاتھ گو دست وحشت بڑھاتا ہے بیابان گردی کا متقاضی پائے
جنون ہے سوز درون سے سب بدن کھل گیا گریبان پھاڑنے سے پردہ کھل گیا کہ دھوکے کی
ٹٹی ہے بھاڑ مین جائے یہ محبت سب اعضاء جلتے ہین سینہ کا ہیکو ہی پھٹتی ہی ہمنے بڑی مشقت
سے بغل مین اس دل خانہ خراب کو پالا تھا کہ کام آئیگا یہ نسمجھے تھے کہ دیکھ بھالکے آفت مین پھنسائیگا
بقول مشہور ہاتھیو نسے گنّے کھاتا ہی جیسا کیا اوسکی سزا پاتا ہی تمھارا نام جان عالم ہی اسیر یہ عالم ہے
دل چھین لینے مین طرار ہو بڑے اٹھائی ہار ہو لاکھون دل زلف پیچان مین لٹکتے ہین تم مزی اور اڑاتے ہو
وہ سر پٹکتے ہین مرتے ہین اور دم بھرتے ہین اور چند گرفتار یاس ہین لیکن اتنا لطف ہی کہ ہر دم دیکھتے تو
ہین پاس ہین ایک تو مین کیا بلا ہون دوسرا یہ ستم ہے کہ تم سے جدا ہون ؎ محمل نشین ہین لاکھون
خدام یار مین یہان ٭ لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یان ٭ اگر یہ سمجھو کہ ایک یہ بھی جانے والی ہی
جان پر کھیل چکی ہے کیا کیا رنج والم جھیل چکی ہی نباہنے والی ہی تو البتہ جان بچ جائیگی سنبھل جائیگی
نہین تو ہم جان چکے ہین کہ ایکدن ہجر کے صدمون سے جان نکل جائیگی انصاف تو کر دیکھیے پر
ہاتھ دھر کے دیکھو کہ جو گر وصل ہجر مین کیا کرے تا کے صبر کی سل دل پر دھرے ؎ ترا غرور مرا
عجز تا کجا پیارے ٭ ؎ ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہی ٭ ایک تو عورت دوسرے غم زدی
اسکا دل تھوڑا ہوتا ہے رنج دوری سے پک کر پھوڑا ہوتا ہے ٹیس کا گزند کم سہتا ہی فوراً نازک مزاجی سے
پھوٹ بہتا ہے آفت کشیدہ دلون کی دلجوئی جوانمردون کا کام ہی ہم ستم رسیدہ مطلوب سے جدا ہین
خدا جانے کس رنج مین مبتلا ہین رحم کا مقام ہی ہمارے حال سے غفلت نکیجئے اوپچ کی نہ لیجیئے
یہ خیال فرمایئے یہان کون ہمارا ہی تمھارا بھروسا ہے سہارا ہی وہ ترکیب نکالو ہجر کی بلا ٹالو ؎

پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ✤ **الیضاً** گشاہنشہ اقلیم محبت صادق الوعد زیب دہ اریکۂ مودت یوسف جمال فرہاد بیستون الفت شیرین خصال اللہ جلد ہمکو تمہارا روے تابان دکھائے کلبۂ تیرہ ہمارا روشن ہوجائے زخم جدائی کو التیام ہو راحت ہمکو صبح وشام ہو گلدستہ بہار نامہ نگار ۱۴ جمادی الثانی کا لکھا نعمت غیر مترقب کی طرح آیا دل مضطر پر رکھا چشم ترکو دکھایا اسکی اشکباری کم ہوئی اوسکی بیقراری کم ہوئی ہمکو کچھ آرام ہوا کوچ کی تیاری سے مقام ہوا خدا تمکو بفر واقبال صد ہا برس سلامت رکھے کہ اس حال مین ہمارا خیال ہے تمہاری خوشی سے خوشی رنج سے ملال ہے مگر جانعالم ایک دم دل سے ہمارا حال سنو ہمارے مزاج کی مسیحائی کرو تپ دوری کی دوا دو حاجت روائی کرو داستان ملال سنو اب صدمے اوٹھانیکا یارا نہین مرجانیکے سوا چارا نہین لیکن یہ دعا ہے خالق سے التجا ہے کہ تمکو جی بھر کے آنکھون سے دیکھ لین تو موت آئے مٹی ہماری عزیز ہو محنت برباد نجائے دن رات کے گھٹنے سے پوست استخوان باقی ہے دید کی امید پر نیم جان باقی ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین مصیبت کے دن بھرتے ہین آٹھ پہر تپ رہتی ہے کیفیت عجب رہتی ہے رنج والم ایک دم پیچھا نہین چھوڑتے ہین تمہارے بغیر گھر سونا ہے در و دیوار سے سر پھوڑتے ہین کوئی پرسان حال ہے نہ کسی کو خیال ہے لوگ ہنستے ہین ہم روتے ہین اسی مین مرا ملتا ہے جان کھوتے ہین تمکو کس طرح پائین کہ اپنا خراب حال دکھائین تمہارے جانے سے ہمپر کیا تمام شہر پر آفت آئی ہے گھر گھر آٹھ پہر فریاد و دوہائی ہے ہزار طرح کی بلا مین اکیلی جان ہے بہت برا سامان ہے دل کی بیتابی ہر دم ستاتی ہے نیند خواب و خیال ہوگئی محلے مین نہین آتی ہے تارے گنتے گنتے پہاڑ سی رات جاتی ہے ہمارا سونا کیسا اس دل کی تپش سے سونے والون کی نیند اوچٹ جاتی ہے ؎ گریون ہی رہیگی بیقراری ✤ توہو چکی زندگی ہماری ✤ آہ مین اثر نہین نہ نالی مین تاثیر ہے پنجۂ وحشت گریبان گیر ہے **الیضاً** مونس شب تار غمگسار خورشید سپہر عز و وقار مرہم کافور سینہ سوزان اختر درخشان برج وفا صادق الولا تم سلامت رہو دن رات بستر غم پر یہ قول ہمارا ہے قضا بدنام ہوگی صدمۂ فراق نے مارا ہے بخال عنبرین و زلف مسلسل مشکفام کہ طائر دل پھنسانیکو دانہ و دام ہے اگر یہی لیل و نہار ہے تو ناکام کا کام تمام ہے اب ملال دوری الم مہجوری اوٹھانیکی تاب نہین تمام دن بیقراری گریہ زاری مین کٹتا ہے رات کی بیتابی سے کلیجہ پھٹتا ہے خیال مین خواب نہین ہوتو نیر جان تڑپ کر آئی ہے جانعالم

کی دوہائی ہے تڑپتے ہین بلکتے ہین گھٹ گھٹ کے درو دیوار سے سر پٹکتے ہین جیتے ہین نہ مرتے ہین
مصیبت کے دن بھرتے ہین ادھر مین لٹکتے ہین طرۂ طرار کا صدقہ ابروی خمدار کا صدقہ بیکسی پر خیال
کرو تنہائی کا ملال کرو مفت مین ہماری جان جاتی ہے شب فراق کالی بلا ہی اکیلا پا کے کاٹے کھاتی ہی
ع زتو یک نفس کہ دور م شدہ صد بلا نصیبم ٭ من و بے تو زندگانی نکند خدا نصیبم ٭ یہ کلمہ سب کی زبان
سے ہر ایک پیر و جوان سے سُنتے ہین کہ دنیا مین کسی شے کو ایک وضع پر دم بھر قرار نہین کبھی صبح وصل
کبھی ہجر کی شام ہی انقلاب اسی کا نام ہی واہ رے طالع کی خوبی تقدیر لے ڈوبی اس قول پر قرار نرہا کسی کا
خاک اعتبار نرہا یا تو وصل تھا یکایک فصل ہوا جاگتا ہو انصیب پانون پھیلائے سوتا ہی اسکو اتنی دیر
ہوئی کہ زیست بیکار جینے سے سیر ہوئی قسمت کی بُرائی سے جان زار سینہ بیقرار سے آج گئی یا کل نکل
گئی ہماری نحوست کے اثر سے فلک کی گردش بدل گئی اتنا کوئی نہین سوچتا کہ اوس گردون کے
ستائے کا کیونکر نہ بُرا حال ہو جس سے جدا آپ سا عاشق معشوق خصال پری تمثال یوسف جمال ہو
چرخ کی کجرفتاری سے بہت نئے نئے رنج و الم سہتے ہین صدمہ ہر چند ہی لیکن زبان بند ہی خدا کے
سوا کسی بیدرد بندہ سے کچھ نہین کہتے ہین دیکھتے ہین کہ یہ تفرقہ پسند کب تک ہمکو رنج مین گھیرے گا
جس دن آپ پھیرینگے خدا ہمارے دن پھیرے گا ع لب پہ میری جان زار دیکھیے کب تک رہے*
آپ کا یہ انتظار دیکھیے کب تک رہے ٭ گانون تھا ایک بردوان ہوگیا رشک جنان ٭ اوسمین مرا
تاجدار دیکھیے کب تک رہے ٭ غنچہ نہین گل نہین باغ مین بلبل نہین ٭ فصل خزان کی بہار دیکھیے
کب تک رہے ٭ زیادہ عرض حال موجب ملال سمجھ کر خموشی اختیار کی دیدہ ندیدہ ہو گئے حسرت ہے
انتظار کی اللہ جمیل حسن و جمال بڑھائے کوس لمن الملک بجے جاہ و جلال بڑھائے الہٰی تا
لطف زندگانی رونق بوستان نوجوانی نخلبند حدیقۂ محبت و وداد اس قمری کے سرو سہی غیرت شمشاد
باغبان قدرت ہمیشہ سر سبز اور شاداب رکھے اور حسن عالم فریب کو بصد آب و تاب رکھے داستان
دوری صدمہ مہجوری ماجرائے پر سوز و گداز ہی قصہ پر غصہ دراز ہے فلک کجرفتار گردون مفارقت شعار
نے حسد سے اے شہریار آپ سے جدا کیا بیان ہو نہین سکتا جس جس مصیبت مین مبتلا کیا جب تم
پاس نہو کیونکر یہ شیدا اتیر ابد جو اس نہوا اے جانعالم للہ انصاف کرو وہ صحبت و نزات کی غمزہ و ناز
کا جلسہ چھیڑ چھاڑ بات بات کی جب یاد آتی ہو گی کس طرح جان پر نہ بنجاتی ہو گی ہجر کے صدمون سے

صورت بگڑ گئی کچھہ بن آتی نہین سخت جانی نے سفت شرمندہ کیا کمبخت جان جاتی نہین سنئے نئے مضمون
دل سے گڑھتی ہون گھبرا کر یہ شعر پڑھتی ہون ۔ ع تم چھٹے پر خیال باقی ہے ٭ گئی شادی ملال باقی ہی
شب فرقت مین جیتے رہنے کا ٭ کس قدر انفعال باقی ہے ٭ ناوک ہجر نے جگر چھانا ٭ اب فقط دیکھہ بھال
باقی ہے ٭ مر کے الفت کا حق ادا کرتے ٭ یہ امید وصال باقی ہے ٭ دیدہ و دل مین روز جھگڑا ہے
آپ پر انفصال باقی ہے ٭ جسقدر چاہو امتحان کر لو ٭ کچھہ اگر احتمال باقی ہے ٭ دل و جان کر دین آپ پر
صدقے ٭ گو کہ دولت نہ مال باقی ہے ٭ حسرت دید میرے سینہ مین ٭ ہے شہ خوش خصال باقی ہے
ٹکٹکی اٹھہ پہر لگی ہے صدائے در پر کان اور نظر لگی ہے پروردگار ہمارے حال زار پر رحم فرمائے تمہارا چاند سا
مکھڑا نظر آئے جس دم دید ہو وہی وقت ہماری عید ہو نالہ نیم شبی مین اثر نہ دعاے سحری مین تاثیر ہی ہجر کا
ملال گلوگیر ہے تمہاری ناوک نگاہ کا زخمی پانی نہین مانگتا سواے تمہارے حیات جاودانی نہین مانگتا
حضرت کے دامن دولت سے لپٹے تھے گرد راہ کی صورت جھٹک گئے سر پٹکنے کو سنسان مکان
مین ٹپک گئے سواے شربت وصال ہمارا علاج ہے نہ چارا ہی تپ جدائی مین گھلتے ہین آپ کے
جانے سے ہماری موت آئی بے اجل تمنے مارا ہی قسمت کی برائی دیکھیے مین غم کے ماری بار سفر
تھی ہمراہ نہ لیگئے ملک الموت کے منہ مین دیگئے جب مکان خالی نظر آتا ہی دوڑ کے کاٹے کھاتا ہی
غیرت دامنگیر ہے حیا پانون کی زنجیر ہی ورنہ جب جی گھبراتا ہی یہ خیال آتا ہے کہ کپڑے پھاڑ کے یہانسے
نکل جائیے حال خراب دل بیتاب آپ کو دکھائیے لیکن آپ کی نازک مزاجی سے دل ڈرتا ہے
لاکھہ طرح کا وسواس گذرتا ہی کہ اگر خلاف ہو دونو جہان سے گئی کہین کے نہ رہی خیر قہر درویش
بر جان درویش بندہ فرمانبردار کو کیا چارا ہی لاتقنطو من رحمت اللہ پر سہارا ہی احکم الحاکمین جامع المتفرقین
وہ دن دکھائے کہ تمہارا جمال دیکھین اور کانون سے سنئے کہ لو مبارک ہو جانعالم مع الخیر تشریف لائے
آمین یا رب العالمین **ایضاً** شاہنشاہ کشور وفاداری ادیب دبستان دلفریبی و جفاکاری موجد ناز
و نیاز معشوق فراموش عاشق نواز کجکلاہی کی دھوم رہے زمانہ محکوم رہے شکایت فراق مین دفتر سیاہ
ہوئے حکایت سوزش اشتیاق کے پروانہ گواہ ہوئے گو تحریر کا سلسلہ صبح و شام جاری ہی لیکن
ہاتھہ اور قلم عاری ہے ناکام ہی کثرت کے باعث زبان زد خاص و عام ہی اسکا بھی اب تک
آغاز ہے اپنا انجام ہے ناچار ہاتھہ اوٹھایا مدعا طرازی مطلب پردازی پر آیا محبت نامہ سینہ محزون کو

مرہم کافور کا ہوا سبب دل کے سرور اور باعث آنکھون کے نور کا ہوا ہاتھون سے اوسکی بلائین لین
دل سے تمکو دعائین دین ضعف دل و جگر کے لئے جواہر مہرہ کو تاہی نظر کے خاطر کحل الجواہر ہو گیا
مین عنایت کا رنگ روشن ہوا ہمارے حال سے چشم پوشی یہ ڈھنگ مدنظر ہو گیا عجب دلبری اور خاطر داری
کی پیاری پیاری باتین تھین کہین سوز و ساز تھا کسی جا ناز و نیاز تھا سب جان لینے کا انداز تھا دل
پلینے کی گھاتین تھین کہین بیاد وصل کے دن کا تھا کسی جا اشارا ہجر کی رات کا تھا ہر فقرہ مین مزا دوبدو
بات کا تھا تحریر کا لطف یہی ہے کہ روبرو بیٹھے گفتگو زبانی ہوتی ہو وگرنہ تقریر بیجا کی طول سے دردسر
حصول ہوتا ہی نیند اوچٹنے کی کہانی ہوتی ہے اور یہ رنگ ڈھنگ خوش آہنگ آپ پر ختم ہی گویا حصہ سے
باقی اورون کا لکھا امیر حمزہ کی داستان حاتم کا قصہ ہی بھلا یہ قصہ بکھیڑا تو تمام ہوا مطلب دل کا بیان ہی
سب سے جدا تحریر کا طرز ہی نیا عنوان ہی فرمایے کب تک صبر کرین دل مضطر پر جبر کرین آخر یہ کمبخت
برے دن کتنے روز ون مین تمام ہونگے اور کس مدت تک اس پہونچنے کے صدمہ جانکاہ سہین گے
خواب و خور حرام ہوسکے نالہ فرط ضعف سے لب تک آ نہین سکتا گوش فلک اور ملک اور ملک تک
جا نہین سکتا آہ مین اثر نہ دعاے سحر مین تاثیر ہے تمنے جیسے منہ پھیرا رنج والم نے اکیلا پاکے آگھیرا
برگشتہ تقدیر ہے کیونکر اس دل پر حسرت کا مدعا ملے چین ہمکو ذرا ملے کونسی تدبیر ہے فرش گل تر خار سے
بدتر نشتر سے تیز ہی وحشت اب جنون خیز ہی تھین کچھ اسکی دوا کرو ہماری حاجت روا کرو وگرنہ دل
و جگر دونون کا ناحق خون ہوتا ہی ہر دم کے گھٹنے سے حال زار زبون ہوتا ہی یہ جو دل بیقرار سینہ مین
صدپارہ ہے سیماب کا پارہ ہے سوزش اسکی کیا لکھون بھٹی نہین انگارا ہی عجب نہین زبان قلم سے
شرار نکلین صفحہ قرطاس سے شعلۂ گلنار نکلین ان سب پر طرہ یہ ہے کہ سر جلے یا گردن کٹے تمھاری لو لگی ہی
گھر مین بیٹھے سرگردان ہون زلف کی صورت پریشان ہون وہی تک و دو لگی ہی غنچہ میری خاطر سے
تنگ ہوتا ہے گل رعنا گریبان چاک ہے خوشۂ انگور سے زیادہ جگر کے پھپھولے ٹپکے پڑتے ہین
لیکن تمھاری تاک ہی لطف زندگی خاک ہے دن رات کا کھٹکا ہی دم لبون پر اٹکا ہی سر در و دیوار سے پٹکا ہی یہ کہکے پکارا ہی کہ جانعالم ہم مرتے ہین دنیا سے گذرتے ہین تمھارا دم بھرتے ہین
اور کون ہمارا ہے۔ ایضاً معشوق عاشق نواز اور عاشق معشوق کے سرمایۂ ناز ہو دونون طرح
مین ایک ہو [illegible]

ہین تم مسیحا ہو اور دوا نہین کرتے برا کرتے ہو اچھا نہین کرتے بھلا جانعالم ہم پوچھتے ہین جو طالب مطلوب
سے جدا ہو جدائی کے الم مین مبتلا ہو دل اوسکا اختیار مین نہو وہ بلبلائے نہین تو کیا کرے سوے تو
نیند نہ آئے چونکے تو کسی کروٹ چین نہ پائے کلیجے مین درد ہو غم نے لہو پی لیا ہو چہرہ زرد ہو کتنا ہی تڑپے
سر دھنے اوسکی کوئی نہ سنے وہ چلائے نہین تو کیا کرے تپ فراق سے رنجور ہو اپنے حکیم سے دور ہو
گھٹ گھٹ کے مرجائے نہین تو کیا کرے کب تک آہ سرد بھرے مطلب سمجھے وہ ہم ہین حامل رنج و
الم ہین تمسے چھٹ گئے شہر مین بیٹھے ہین اور لٹ گئے اگر دل نہ لگاتے یا ساتھ چلے جاتے تو اچھے
رہتے یہ دکھ نہ سہتے وہ کیا خوش نصیب ہین جو ہر دم قریب ہین دولت وصال آٹھ پہر میسر ہی آغاز سے
انجام بہتر ہے ہمارا ٹھور ہے نہ ٹھکانا ہی جو اپنا تھا وہ بیگانا ہی مرض وہ ہی جس سے کبھی کسی نے صحت
نہین پائی جب بگڑا جان پر بنی بے جان دیے فرصت نہین پائی اگر پروردگار تمسے جلد ملا دے تو
اوسکے نزدیک کچھ دور نہین نہین تو اپنی جان سے گئے تمھاری فرقت مین جینا منظور نہین ایک دن
وہ تھا کہ بیدغدغہ غیر تم تھے اور ہم تھے رنج والم کا نام نہ سنا تھا خوش وخرم تھے اب دن رات کا رونا ہی
تڑپ تڑپ کر جان کھونا ہی خط آیا تو جان پائی دیر ہوئی تو چھاتی بھر آئی ہم مجبور ہین تم صاحب اختیار ہو
یا چلے آؤ نہین ہمکو بلاؤ اگر ہماری زندگی درکار ہو تو ہمین صورت بہر عنوان اب دکھلائیے صاحب ✢
بظاہر گر تہ اِل ہی خواب ہی مین آئیے صاحب ✢ بھلا دل تو بہل جاتا ہی دم دینے سے دم بھر کو ✢ نہین
رکتی ہین یہ آنکھین انھین سمجھایئے صاحب ✢ محبت نامہ تمھارا آیا آنکھون سے لگایا دل پر رکھا چھاتی
سے چپکایا آنکھین رونے سے رکین کلیجہ جو تڑپتا تھا اوسنے آرام پایا تمنے ہر شعر مین موتی پروئے ہین
ہم انھین دیکھہ دیکھہ کے بہت روئے ہین فردوسی سنتا تو جی چھوٹ جاتا اوسکی نظم کا سلسلہ ٹوٹ جاتا
اور خاقانی پانی پانی ہوتا سرگرم ثناخوانی ہوتا کیا کوہ کنی کی ہے کیا شیرین بیانی کی ہی نیند اوچٹ جائے
ایسی پردرد کہانی ہی حسن مراد نرات یاد کرتا ہی خدا سے فریاد کرتا ہی اللہ قادر و توانا ہی علیم و دانا ہی تمسے
ملاوے کشتہ فراق کو جلا دے ✢ رقعہ ✢ نور چشم عزیز از جان سعادت توامان سلمہ اللہ تعالے
بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے مدعا طراز ہون الحمد للہ والمنۃ کہ خط فرحت نمط بعد از عرصہ بعید اونیسوین [۱۹] پنجشنبہ کا
آج یکشنبہ کو آیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جمادی الثانی کا لکھا جمادی الاول کو ہمارے پاس آیا یہ فقط ہمارا
فرط شوق تھا کہ مہینا بھر پہلے ہمکو ملا تمھاری طبیعت کی بدمزگی اس سے اور زیادہ ثابت ہوئی خط ار تنگی

خوشی بھول گئے پروردگار بتصدق بیمار کربلا جلد صحت کامل عنایت کرے تمھارے بغیر ہمکو بہت
ایذا رہتی ہے محنت کا حد و شمار نہین آنکھ نے ہماری طرفۃ العین مین بالکل چشم پوشی کی بہت
رنج رہتا ہے اب لکھنے کی گون نہین رہی اٹکل سے لکیرین کھینچ دیتے ہین بہر حال شکر ہے
جو اوسکی مرضی انہیم غنیمت ست لیکن پھر بکر ر لکھتا ہون جس دم پروردگار صحت دے فوراً چلے
آنا دیر نہ لگانا میرا بہت حرج ہوا ہی برخوردار واحد علی طول عمرہ کا ختنہ کر دیا اللہ مبارک کرے دو بہار
ٹیر گھاگ بہت عمدہ صورت دار ضرور ہمراہ لانا قیمت مین تامل نکرنا ایک دوست کی فرمایش ہے
میر صاحب کو ساتھ لائے تھے واقعی وہ خود نہ آئے سخت تعجب ہے کہ محمد رضا کو دس روپیہ
دیے اور میر صاحب کو ٹکا نہ ملا اسکا سبب نہ کھلا مہاراج کو اتنا مقدور کہان تھا جو اونکے جاڑے کا
سامان کر دیتے اور ہمراہ لاتے لیکن ایسا نہو کہ وہ تمھارے ساتھ آنے کا قصد کرین اب اونکا یہ
خام خیال ہے روزگار کی صورت اس سرکار مین محال ہے جس پر یہان کے جز و کل کا مدار
ہے وہ اونسے بیزار ہی جب ادھر آنے کو کہین مروت سے چپ رہنا عذر کرنا کہ جب لیے جاتی
تم نتے گئے اب میرے ہمراہ چلنا مناسب نہین والد بدمزہ ہونگے بے اجازت اونکی تمھارا لیجانا
میرے حق مین بہتر نہوگا مجکو لکھا ہی کہ تنہا آنا کسیکو ہمراہ نہ لانا مولوی یعقوب صاحب نے تمھاری
طبیعت کا حال ہمکو لکھا تھا اور یہ کہ مجھسے وعدہ خط کا کیا تھا لیکن دیا نہین اور ہان بھائی ایک دوا
ہاتھ آئی ہے اکثر تجربہ ہوا کبھی خطا نہین کی دو گھڑی بخار کی آمد سے پہلے تباسے مین نمک
برابر رکھکر کھا جانا خدا چاہے تو پھر صورت نہ دکھائے محمد حسنخان الگ بیٹھے ہین سلام شوق اور تمھارے
خط نہ لکھنے کی شکایت وہ بھی کرتے ہین کہ لکھتے لکھتے ہاتھ گھس گئے جواب نہ بھیجا بیرنگ خط نہین
تلف ہوتا ہے اور جو ٹکٹ لگاتے ہین وہ کمبخت پھاڑ کر پھینک دیتے ہین صادق علیخان
چابک سوار سرکاری تمھارا ذکر کرتے تھے کہ مجکو مکان پر لے گئے حقہ پان وغیرہ سے
مسافر پروری کی برخوردار واحد علی کو ہماری طرف سے دعا کہنا رقعہ نور چشم عزیز از جان
قوت دل و جگر مزید تاب و توان مد اللہ عمرہ کم و مزید قدر کم بعد دعاے صحت و سلامت و آرزوے
دیدار فرحت آثار کہ زیادہ حد تحریر سے ہے واضح خاطر عزیز ہو خط تمھارا عرصہ بعید کے بعد چوتھی
کا لکھا دسوین کو آیا انہیم غنیمت ست مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد بھی اگر یاد کرو خیریت ہی حال اونکی

طبیعت کا کھلا غضب کی جا ہے کبھی مسہل مین بیس دست کسی کو آئے ہین فقط مادہ کی کثرت
تھی اگر رہتا تو خدا جانے کیا فساد کرتا اب جو کیفیت مزاج کی ہو مفصل لکھہ بھیجو گیا کین جیسا رنج و قلق
ہمکو حکیم پناہ علی خان صاحب کے مرنے کا ہوا خدا خوب جانتا ہے بے مثل شخص مر گیا مہاراج
بھی بہت تاسف کرتے ہین رحمان کے ہاتھہ کتاب فقیر محمد خان کی یعنے عیار دانش بھیجدی ہے
اور کاغذ اور قطعہ تمہارے بندھے رکھے ہین جسدن سے یہان آیا ہون دو چار ملاقاتین مہاراج
سے ہوئین وہ چکیا کے جنگل مین شکار کھیل رہے ہین پہلی ملاقات جو الہ آباد مین ہوئی تھی تم کو
پوچھا تھا پھر گفتگو کا موقع نہین ہوا اگر آنا منظور ہو اور طبیعت کی گھبراہٹ دور ہو تو مفصل لکھو اور یہ بھی
کہ اس قدر درماہہ جو ہو تو بسر ہو جائے پھر کوئی گنجلک نرہے اسکا جواب سمجھہ بوجھہ کے اور زمانہ
کا رنگ دیکھہ کے لکھہ بھیجو ہر روز بدتر ہے یہ رئیس بہت غنیمت ہے اگر نان خشک اس سرکار مین
میسر آئے اور کے قلیہ سے ہاتھہ دھوئے نہ کھائے آیندہ اختیار ہے اور ظاہر ایسا بھی معلوم ہوتا ہی
کہ اگر ہم جیتے رہے تو شروع جاڑے مین مہاراج کلکتہ ضرور جائینگے بشرط زیست ہمارا ابھی قصد مصمم ہی
یہ چند سطرین اگر خانصاحب شفیق وہان ہون پڑھوا کے جواب لکھوانا خانصاحب مشفق و مہربان
مظہر لطف و احسان سلمہ بعد سلام شوق واضح خاطر ہو رنگ زمانے کا آپ نے خوب دیکھا ہے
اور یہ ابھی ناتجربہ کار ہین جیسی مصلحت آپ کے نزدیک ہو باہم مشورہ کر کے مجکو لکھہ بھیجو کہ اگر یہان تک
انکی تنخواہ مقرر ہو تو چلے آئین اور یہان بھائی میر مراد علی کو مولوی صاحب کے پاس چھاپہ خانہ
مین ضرور ضرور بھیجنا اور منشی صاحب کا حال لکھنا یہان مخدوم بخش کو سلام اونکا انجام لکھنا
مرزا نبو تم کو بہت یاد کرتے ہین واحد علی کو دعا کہنا رقعہ عزیز از جان سعادت مند ازلی نور چشم
میرزا احمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالے بعد دعاے صحت و عافیت و تمناے دیدار فرحت آثار معلوم
ہو فلک سفلہ شعار روز و شب درپے آزار ہے تہلکہ مین جان زار ہے آج یکشنبہ ۴ اگست ہے
تمہارا خط انتظار مین آیا دل نے قرار پایا در نیولا عجیب سانحہ ہوا البسبب مکروہات چند در چند
لکھنؤ خط نہین لکھا تھا ایک تو اپنی پریشانی دوسرا حادثہ یہ ہوا محرم کے مہینے مین خواص صاحب
مر گئی داغ فرقت مہاراج کے دل پر دھر گئی نہایت ملال ہوا عجیب حال ہوا کہ نہ دربار سے
کام نہ ملک کا انتظام ہی مرنیکے پہلے ایک مہینے صاحب فراش رہا اس مین پریشانی رہی جب

مر گیا تو زیادہ انتشار ہوا کچھ دن موقوف دربار ہوا کسیکی تنخواہ کا ٹھکانا نہ تھا اپنے اپنے حال مین ہر شخص
دیوانہ تھا ایسی پریشانی مین خط کا اتفاق ہوا نام تو اونکا نہین لکھا مگر جواب مین معلوم ہوا کہ بہت تردد
خاطر تھا یہان تو اور مرزا مغل جان لکھتے ہین کہ مین بازار مین جاتا تھا ایک بزرگوار ملے فرمایا کچھ
تمنے سنا جب علی بیگ بنارس سے اپنے بیٹے کی ملاقات کو کانپور مین آئے وہ فتحپور کے کوتوال
ہوگئے تھے کانپور مین نہ ملے جب اونھون نے قصد فتحپور کا کیا وہ دفعتاً سفر کر گئے دنیا سے گذر گئے
اس خبر سے عجب حال ہوا جس سے پوچھا مفصل کیفیت نہ کھلی بلکہ مولوی یعقوب صاحب بھی
اسی صدمے مین مبتلا تھے للہ الحمد کہ تمھاری خبر پائی جان مین جان آئی اور تمھارے روزگار
کی بھی خوشی ہوئی خط نہ لکھنے کا رنج رہا اسی زمانے مین ہنو کا خط آیا اپنی تکلیف اور پریشانی کا حال
لکھا تھا کہ برسات مین قبر بیٹھ گئی ہے اتنا نہین کہ درست ہو مگر تمھارا اندکور اصلا تھا اور تشویش تھی کہ
یہ ماجرا کیا ہے آج تمھارے خط سے یہ کیفیت کھلی کہ روزگار گیا تم اوس نیکبخت کے علاج مین
مبتلا ہو خدا اوسکو صحت دے عرصہ سے وہ بیچارے بیماریون مین گرفتار صاحب آزار ہی یہ معلوم
ہوا کہ مسہل کسکی رائے سے ہوا معالج کون ہی حکیم احمد علی صاحب علاج کرتے ہین یا کوئی اور
شخص ہی خدا پر نظر رکھو اگر وہ فضل کریگا تو یہ کیا معاملہ ہے تشویش نکرنا ہوتا وہی ہے جو مرضی خدا ہی
انسان کو استقلال ضرور ہی اور تم اللہ کے فضل سے بہت فہمیدہ و سنجیدہ ہو اور بھائی سنو ہمارے
جینے کا اب اعتبار نہین حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا ہی بائین آنکھ بالکل نکمی ہو چکی اور دہنی مین
غبار ہی اللہ یار ہے اندنون تمھاری جدائی سے بڑا حرج ہی الف لیلہ تمام کر چکا نظر ثانی کی دیر ہے
وہ ہو نہین سکتی آنکھ کے ہور و بر و اندھیر ہی جو اوسکی مرضی مرزا حسین بیگ صاحب نے اس
مہینے مین آنے کو لکھا ہی وبا کا جو حال لکھا تھا سچ ہے محلے ویران ہوگئے گرد کے گانون سنسان
ہوگئے تین مہینے کے بعد چہارشنبہ کو آیا تھا کل چھٹا دن ہوگا رام نگر جاؤنگا ضرورت ہی دو تین
دن مین پھر آونگا بھتیجا ہوا اس مین بڑا فتور ہے نسیان کا وفور ہی ابھی کچھ کہا بھول گیا لکھنو مین بھی
وبا کا بڑا زور شور ہی ہر ایک زندہ در گور ہے ہنو کو بعد دعا کہنا کہ جب تنخواہ ہاتھ آئیگی کچھ بھیجدونگا
جسدن سے خواص مرے ہین مہاراج بنارس مین ہین اور سنو خان سے ضرور ضرور کہنا کہ خواص
پہلے مر چکے جب تمھارا خط آیا تھا اگر زندہ ہوتا تو دس ہزار کیسے ایک شخص سے تیس ہزار کا وعدہ

تھا اچھا ہوسکے مرگیا نصیب اوسکا بُرائی گرگیا نہین تو روپیے ملجاتے اور مرزالال صاحب سے
کئی بار مینے کہا جواب دیا گوشت خردندان سگ مجسے کیا واسطہ میرا کوئی کیا کرسکتا ہی اب آج کل
ہفتہ عشرہ مین خط ضرور ضرور بھیجدیا کرو مغل جان ہو محمد حسن خان حفیظ اللہ رسالدار سلام شوق
کہتے ہین میر محمود صاحب کو سلام منشی مقصود علی صاحب حکیم احمد علیخانصاحب اور احمد علیخانصاحب
وکیل کی خدمت مین سلام نیاز رقعہ جان پدر نور نظر سلمہ بعد دعاے خیریت وتمناے
صحت وسلامت واضح ہو آج ساتوین اکتوبر پنجشنبہ کا دن ہے خط تمھارا آیا حال معلوم ہوا پہلے
سخت تردد تھا آخر مین جو لکھا تھا اوسکو دیکھکر شکر کیا فی الحقیقت زمانہ ناہنجار تمھارے درپئے آزار تھا
مگر رو براہ ہوا پروردگار نے رحم کیا مگر میری جان بہت سمجھ بوجھ کے جو کام کرنا وہ خوب ہوگا
منتظر نہایت باری رہنا چاہیے انشاء اللہ تعالی اب جلد ترقی ہوگی ہرچند کہ تمھاری دیانت و امانت
ہمارے پیش نظر ہے تمسے خلاف وقت کوئی حرکت نہوگی مگر اطلاعاً مینے لکھا ہی کس مدت تک
زمانہ نے تختہ مشق کیا کیسا کیسا آسیاے فلک نے پیسا اب اللہ نے فضل کیا بہت قریب
صورت معقول نکل آئیگی یہ بے کیفیتی دور ہو جائیگی مگر احتیاط شرط ہے دنیا مین کوئی کسیکا
دوست نہین غرض کے آشنا ہین یہ لوگ بُرے ہین خدا انسے کام نڈالے تم غور کرو خانصاحب
نکل گئے ہمکو اونسے یہ امید نہ تھی جو کام کرنا بہت ہوشیاری سے حرص کو کام نکرنا اوسکے
فضل پر نظر رکھنا دیکھو کیا ہوتا ہے جس جگہہ پر خیمہ حرص برپا ہوتا ہی راستی و امانت و دیانت
اوس مکان سے اوٹھہ جاتی ہی آخر کو خرابی آتی ہے یہ حرص دنیا مثل ریشم کے کیڑے کے
ہی جس قدر زیادہ جمع کرتا ہی اوسکے اندر آخر کو گھٹ گھٹ کے مرتا ہی اور چند آدمیون سے
پرہیز لازم ہی جس شخص نے جھوٹ اور خیانت کو اپنا شعار کیا ہو راستی و امانت اوسکے نزدیک
عیب مین داخل ہے دوم بیحیا اور بے ادب بے سبب لوگون کے حق مین بدگمانی کرتے ہین
اور بوجہ خلق خدا کو رنج پہونچاتے ہین اور بھائی تعجیل کا انجام پشیمانی ہے کبر وغرور کا انجام دشمنی ہی
راستی موجب رضاے خدا ست نفسانیت کو مزاج مین دخل نہ دینا چار باتین کارپرداز پر واجب ہین
اول حسن انتظام اور خیرخواہی کے التزام سے سرکار کو راضی رکھے دوم بناے کار راستی و درستی پر
رکھے سوم شعلۂ غضب کو آب حلم سے بجھاتا رہے وسوسۂ شیطانی سے دل کو بچاتا رہے چہارم جو حادثہ

پیش آئے اوسمین ثابت قدم رہے کسی کی خاطر سے کسیکی حق تلفی مین کوشش نکرے وہ ارحم الراحمین ہے
دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ اسکا حال نہ لکھا کہ کسکی سعی سے یہ روزگار ہوا اور رائے بریلی کی کوتوالی کی تنخواہ کیا ہی
اور سیر علی حسین سررشتہ دار تم سے کس طرح پیش آئے کیونکر ملاقات ہوئی کیا بات ہوئی سررشتہ بندوبست مین
صورت کیون نہ نکلی کہ مین اسکا شکر عنایت یا بے پروائی کی شکایت میر امیر علی صاحب سے کرون
اس کا لکھنا ضرور ہی اب یہان سے میرا حال سنو شاید تمہارے ملال کو مٹنے نہ لگا ہو اٹھارھوین ۱۸ صفر
پانچوین ستمبر چارشنبہ کو دربار پیادہ جاتا تھا حفیظ اللہ ساتھہ تھے قلعہ کے قریب دو گائین دوڑی آئین
ایک نکل گئی دوسری کی جھپٹ مجکو لگی گر پڑا کپڑے لتے ہو گئے چوٹ بہت آئی دربار نگیا دن زیادہ
آیا تھا چھتری بھی ٹوٹ چکی تھی دہوپ مین جو واپس آیا نزلہ چھاتی پر گرا کچھہ بدپرہیزی ہوئی صبح کو گلا بند
ہو گیا معاذ اللہ جو اوجھن ہوئی وہ کیا لکھون خدا خدا کر کے آواز جو کھلی تپ شروع ہوئی طاقت یکقلم نرہی
حکیم نہین دوا نہین بجز خدا دوسرا نہین بنارس مین حکیم احسان علیخان کی دوا کو آیا تپ نے ہاتھہ
لگاتے ہی پانون پھیلایا جسدن تمہارا خط آیا میر امیر علی صاحب کی خدمت مین گیا خط تمکو روانہ کیا
پھر ایسی تپ آئی کہ ہوش نرہا چنانچہ اونیسوین ۱۹ یکشنبہ کو بنارس آیا آج بیسوین ربیع الثانی ہے پار نہین گیا
علاج کرتا رہا خوبی تقدیر سے وہ جونپور چلے گئے مجکو کچھہ بن نہ پڑا شنبہ تیرھوین ماہ حال کی تھی جونپور
گیا یکشنبہ پانچوین اکتوبر ۲۱ ماہ حال ہی بنارس مین آیا خط تمہارا پایا اگر زندگی ہی صبح کو پار کا عزم ہی
بہت دنون سے مہاراج کو نہین دیکھا ہی بالفعل دسہرا ہے بڑی تیاری تھی دوبارہ یہان سے خبر
راجہ صاحب نے منگوائی ہی تمہارے ساتھہ کون کون ہی یہ سب کیفیت جلد لکھہ بھیجو مرزا انبو کا سلام
شوق خدا بخش کی تسلیم رقعہ نور چشم غفلت شعار فرزند فراموش کار مد اللہ عمرہ و زید قدرہ بعد دعا اور
دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو اتنے عرصہ سے خط نہین آیا کہ شمار بھول گیا ہر چند مرزا حسین بیگ صاحب نے
کچھہ اودھار کہا ہوگا سب کچھہ مفصل حال کہا ہوگا اب تک ہمان آش و رکاسہ ہی عجیب و غریب تماشا ہی
تمہاری چشم پوشی اور فراموشی کا یہ اثر ہوا کہ بائین آنکھہ کے نور نے بھی منہ پھیر لیا ہمکو بدحواسی نے گھیر لیا
جو مرضی خدا کیا چارہ لہذا کلکتہ کا عزم ہی اگر زندگی نے مہلت دی اور رفاقت کی تو اسی مہینے مین
جاؤنگا دیکھئے ہماری تقدیر مین تمسے ملاقات بھی ہی یا حسرت لیجائینگے اور مفصل ہمارا حال ہو جب
ملال کا ہوگا اس سے قلم بند کیا یہ فقرہ غور کرو تو نیا لکھا ہے افسوس ہی جو ہم چاہتے تھے وہ نہوا اربا

رہگیا ؎ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ جو اس سن مین پیدا کیا تھا عزم یہ تھا تمکو دیجائین ساتھ نہ لے جائین
فلک نے نچاہا اگر دس بارہ دن مین بھی جواب آئے گا ہمکو ملجائے گا اور جو لکھنا تو سب کچھ لکھنا اپنے
گھر کا حال منشی مقصود علی صاحب کا رنگ میر محمود صاحب کا ڈھنگ حکیم احمد علی خان صاحب کے مزاج
کی کیفیت مرزا امام علی نھے کا طور سب بغور لکھنا در بنولا الف لیلہ نظم و نثر منشی نول کشور صاحب نے
بہت روپیہ دے کے لکھوائی ہے جو کچھ ہمنے بھی ہذیان بکا ہے اوسکے چھپنے کی بھی نوبت آئی ہے
بفضلہ تعالی یہ سب تمہاری نظر سے گذرین گے اوسوقت یاد کرنا ہماری روح کو شاد کرنا اور جنکا
ہمنے نام لکھا ہے سب سی ہمارا سلام نیاز عرض کر دینا اور جو حال تمکو معلوم ہے سُنا دینا آنکھ کا رنج ہر دم
مد نظر رہتا ہے آنسوؤن کا دریا بہتا ہی لطف زیست نرہا اور یون تو جیتے ہین کھاتے ہین پیتے ہین
مرزا امان اللہ بیگ مرزا ابو حفیظ اللہ رحمان محمد حسن خان سلام بندگی کہتے ہین یاد مین رہتے ہین
ای لویلہ الحمد والمنۃ کہ بعد عرصۂ دراز تمہارا خط آیا ۱۳ دسمبر کا بھیجا ۱۹ شنبہ کو میری پاس پہونچا رنج و
راحت کو توام پایا خط کی خوشی مزاج کی بدمزگی دیکھکے ملال ہوا جب چرخ درپے آزار ہوتا ہے ایسا ہی
معاملہ بروے کار ہوتا ہی مرزا عنایت علی نے اسقدر مہربانی فرمائی پروردگار عالم اونکی ترقی کرے
فلک جفا پسند کو بُری معلوم ہوئی یہ گردش بیٹھے بٹھائے دس بیس روپیہ کی زیر باری ہوئی یہ نہ
کہ صعوبت اوٹھائی بیمار ہوکے گھر پھرے صحیح گئے سلامت آئے شافی مطلق صحت کامل
عطا کرے اون سے خط کتابت موقوف نہ کرنا وقت پر منحصر ہے کبھی تو ارحم الراحمین فضل کریگا
؎ اُو سے فضل کرتے نہین لگتی بار ٭ نہو اوس سے مایوس امیدوار ٭ مرزا حسین بیگ
صاحب بیمار رہنہ کا حال جو تمسے کہا کہ صحت ہو گئی سب غلط ہے وہی صورت ہی خوف آیندہ سے
گھبرا کے کلکتہ جاتا ہون دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے اور یہ سچ سمجھنا تمسے کبھی جھوٹ کا اتفاق نہوگا
پانچ برس کی خدمت گزاری اور کتاب لکھنے کا صلہ دوشالہ رومال ملا تھا اوسکو بیچکے قرضخواہونکو
دیا چہ انشا ہی ساٹھہ ستر روپے کا قرض اب بھی باقی رہا اس سفر مین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے
یہ کچھ روپیہ آئے ہین پچاس روپیہ مرزا صاحب کے گھر مین دینا اور سو روپیہ برخوردار واحد علی کو دیجیے گا دس روپیہ
بہو کو ہماری مزاج کا حال تم خوب جانتے ہو مگر ناچار ہین یہ دنیا ہی جس سے نہ دینا اچھا ہوتا ہی اللہ خوب جانتا ہی
ہمین سبکا خیال ہی پر کیا کرین مجبور ہین اپنے نزدیک بقصور ہین اپنے علاج سی غفلت نکرنا پرہیز کا خیال رہے

یہ سن و سن اور سانس کا چڑھنا کھانسی کا بڑھنا نزلہ کا روسیاہ ہو یہ سب فساد اوسیکا ہی اللہ پر نظر رکھو
بیکسون کا مددگار وہی ہی یار نہ مددگار اس سن مین اور اونکے فکر مین مبتلا ہو جو اوسکی مرضی یہ بھی
شکر کا مقام ہے کہ آجتک اپنی ہاتھ پاؤن کی بدولت روٹی کھاتے ہو اور اونکو کھلاتے ہو کسیکے
شرمندہ نہین ہو صاحب نصیب ہو یہ دن بھی گذر جائین گے ع چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند*
جواب جلد لکھو اور طبیعت کا نقشہ مفصل کسطور پر ہی فقط رقعہ عزیز از جان سعادت و اقبال نشان
دام اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو تیرہ چودہ دن کا عرصہ ہوا خط تمکو لکھا تھا دو دو ورسے جواب خطونکے
آئی تمھاری خط کا حال معلوم نہوا کہ تمکو پونہچا یا نہین اپنا حال بمشقت کمال تم کو لکھا تھا کہ دہنیوالا
دوسری آنکھ جو باقی تھی اوسمین بھی غبار آگیا بہت تشویش ہے اور اوسکے تلق ہے یہ نوبت
ہوئی کہ خفقان کی شدت ہی اختلاج قلب سی خواب و خور موقوف ہی سخت وحشت ہی تنہائی ہے
دوسرا غمخوار نہین مددگار بجز ذات پروردگار نہین جو پانچ چھہ دن کے واسطے یہان چلے آؤ
تو تمکو دیکھہ لین روز حال نوع دیگر ہوتا ہے خدا کے بعد تمھارا سہارا ہی غور کرو اور کون ہمارا ہی
بہت سی باتین موقوف بملاقات ہین اور ریل بھی کانپور سی بنارس تک ہی اکیلے نہین آدمی یہان آتا ہی
جسطرح ہوسکے چلی آؤ ہمارا حال دیکھہ جاؤ خدا جانے آج کیا ہے کل کیا ہو اسمین غفلت نکرو اور جو
کچھہ ضرورت ہو تو لکھہ بھیجو کہ مین بھیجدون مین نے تمھارے آنے پر موقوف رکھا تھا پانچ چھہ روپئے زیادہ
صرف نہین اور رمان اللہ بیگ الہ آباد مین ہین اونکو ہمراہ لیتے آنا چوک مین نوکر رہتے ہین وہان
ہون گے ایکدن قیام کرنا اونکو ضرور ساتھہ لے آنا اسکا جواب جلد لکھو کہ دیر کی کیا وجہ ہے سخت تشویش ہی
تمھارا آنا ضرور ہی نہایت تنگ ہون تنہائی مین مجھسے کچھہ بن نہین آتا ہی دن رات تردد مین اوقات بسر
ہوتی ہی جلد آؤ کہ مجھکو تسکین ہو سات مہینے بہت راحت سی گذری جہان گئی آنکھون مین جگہ پائی جبدن
سی یہان آیا ہون بہت گھبرایا ہون دشمنون کی پالے پڑے ہین زندگی کے لالے پڑے ہین جو ہی دشمن جان ہے
عقل حیران ہی کہ یہ کیا سامان ہی خط دیکھتے جواب لکھنا اور آنے کا سامان کرنا وگرنہ اختیار ہی
جو اپنی کیفیت ہی وہ لکھدی حکیم احمد علیخان صاحب اگر ہون اونسی کہنا دہنی آنکھہ مین جبدنسی غبار آیا ہی
اوسکی تشویش سی یہ حال ہی بیٹھے بیٹھے پسینا آیا دل دھڑکنے لگا کلیجہ بھڑکنے لگا غنیمت ہے یہ گھڑی دو گھڑی
سو زیادہ وہ کیفیت نہین رہتی اگر زیادہ عرصہ کبھی زندگی وبال ہو خدا جانی کیا حال ہو جو باتین ہو وا غدا

پر بہیز لکھہ لیا سب کو دعا **رقعہ** نور چشم عزیز از جان لخت جگر از حال پدر پیر بخیر بد اللہ عمرہ بعد دعا
معلوم ہو تیسری ۲۳ تاریخ ربیع الثانی کی شنبہ کا دن تھا خط تمہارا آیا بادل خان کا مرنا مفلسی کی پریشانی
بے سر و سامانی لکھی تھی کہ ماہ آیندہ مین ضرور قصد ہی مجکو مہاراج کی سرکار مین نوکر رکھوا دیجیے اب میرا حال
سنو دنیوا پریشانیون کے باعث جو طبیعت ٹھہری تھی پھر بگڑ گئی اوجھن اور گھبراہٹ ہونے لگی ایک تو
غلہ کی گرانی پندرہ سولہ آدمیون کا خرچ دوسرے تہیدستی کی پریشانی قرضخواہون کا تقاضا یہ سب
سامان خفقان کے ہین زیادہ تر فتور آنکھہ کا ہی کہ غبار آجاتا ہی اس وجہ سے جی بہت گھبراتا ہے
اسکے علاوہ مہاراج صاحب گنج مجکو بھیجا چاہتے ہین جو وہ یہان آئین اور مین نہ ملون کہین بیٹھنے کا
سہارا نہین کس خرابی مین پڑین آپ بتاکید کہدیجیے کہ بغیر مجھسے پوچھے اگر قصد بنارس کروگے خراب
ہوگے اگر خدا چاہتا ہے تو کچھہ تمکو بھیجدونگا جلدی نکرنا اپنی یہ صورت ہے کوئی اتنا پوچھنے والا
نہین کیسے ہو ہر طرف سے لاؤ لاؤ ہی لوگون کی بے اعتنائی سے سینہ مین گھاؤ ہی ہم تن تنہا خدا کے
سوا کوئی پوچھنے والا نہین اوجھن کے بغیر چارا نہین ایک تمہارا دم ہی سو یہ ستم ہی ہم کہان تم
کہان یہ بھی گردش دوران ہی دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے اب سب اعضاے جسم جواب دیتے
جاتے ہین کسی دن کے نشیب و فراز مین کوچ ہوجائیگا اوس وقت ہر ایک بیفائدہ پچھتائیگا گردش
تقدیر دیکھئے کہ پیہم صدمے ہوتے ہین اودھر مرزا حسین بیگ صاحب کا رنج ہوا ادھر میر باسط علی
صاحب بھی صفر کے مہینے مین کوچ کرگئے انکا بھی غم ہوا روزمرہ کا صرف نہ کم ہوا اسواسطے اگر تم کو
لکھا کہ دس بارہ دن کے بعد پرچہ ہمکو لکھا کرو ہمارے حال سے غافل نہ رہو اگر تقدیر سیدھی ہوتی
تم ہمارے پاس ہوتے اس قدر کیون ہم بدحواس ہوتے لیکن کیا کیجئے مرزا جان صاحب
کی حماقت تو خوب جانتے ہو محمد حسن خان نے ورغلا کے اپنے مکان مین رکھا ہی ہر چند سمجھایا
سمجھایا اوس شخص کے خیال مین نہ آیا اب جب آتے ہین اپنی تکلیف اور بیچینی سناتے ہین کہ
کھانا بدمزہ ملتا ہی بیٹھنے کا سہارا نہین اکثر کہتے ہین آپ کا مزاج آگے ایسا تھا کیا کہون پچاس روپیہ
کی نوکری ساٹھہ روپیہ مہینے کا خرچ آوے تو کہان سے آوے تنخواہ سب بنئی کو جاتی ہی کچھہ
بن نہین آتی ہی آنکھہ نے اور مجبور کردیا ہی کہین جا نہین سکتا جب تک دوسرا غمخوار نہو یہ خیال
کرتا ہون کہ کانپور چل کے بیٹھہ رہو وہان کوئی امیر قدردان نہین کہ بلا سے خشک روٹی کا سہارا

ہوتا خدا جانے تم کس طرح اوقات بسر کرتے ہو ٹبرے جوانمرد ہو یہ خط روبرو رکھکے سب باتون کا
جواب لکھنا کہ کچھہ تسکین ہو اور منشی نولکشور صاحب کا حال لکھنا یہ بھی گردش تقدیر ہی کہ جس شخص نے
بے طلب صدہا روپیہ دیے وہ مانگنے سے منہ چھپائے سوائے اپنی قسمت کے اور کیا کہا جائے
مہاراج یہان سنتے امروز فردا آنیوالے ہین مرزا جان کے روزگار کا حال معلوم ہوجائیگا بنو سے
سب مراج سمجھا دینا حکیم صاحب رسالدار اور سب کا سلام نیاز خدا بخش کی تسلیم رقعہ عزیز از جان
مدالتہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کے تمنا معلوم ہوا تھا کی ہماری بدقسمتی ہی کہ جب تمسے ہمکو رنج پہونچے
تو اور کسیکا شکوہ بیجا ہی دو مہینے کا عرصہ ہوا کہ تختہ مشق عوارض چند در چند ہون اس تنہائی و غربت مین
کہ نہ یار نہ مددگار بجز ذات پروردگار تمکو کس کس طرح منت اور سماجت سے لکھا کہ اگر پندرہ دن کے بعد
چار حرف کھینچکے بھیجدو تو ہماری تسکین ہو لیکن تمھارے خیال مین ہرگز نہ آیا طرہ اوس پر یہ ہے
کہ خط مین لکھا کہ دو قطعہ روانہ کیے کیا قصور ہوا کہ جواب نہ آیا بھلا سنو تو وہ دونو نہ آئے یہ تیسرا خط
کیونکر آیا جسکو بھیجا وہ پہونچا جو نہ لکھا اوسکا ذکر کیا خیر جو خوشی تمھاری اب یہ ذکر سنیے کہ تمھارا خط سولہوین
تاریخ کو ہمارے پاس پہونچا ہم اس مصیبت مین تھے کہ تپ شدید تھی اور اشارے سے بات کرتے تھے
گلا بند تھا مگر چار و ناچار افتان و خیزان بنارس مین آئے اوس روز تعزیہ یہان اوٹھتا تھا سب کے
سب وہان سے تھے اپنا منہ لیکے تپ مین ٹپر رہے آج دوشنبہ ہی صبح اوٹھکے اونکے پاس گیا انتہا کا خط
لکھدیا کھلا ہوا آتا ہی ٹپرہ لینا اب قسمت کی خوبی ہے غرضکہ بہرکیف وہ جہان ہون اونکے پاس جائیے
تقدیر آزمائیے حسرت نہ رہجائے پروردگار چاہے تو ناکام نرہیے گا کہ اونھون نے اپنی اسامی
آپکو دی ہے اونکا احسان کچھہ نہین اسکو غفلت کے حوالہ نکرنا آیندہ اختیار ہی اور یہ پرچہ میرا
اونکو دکھا دینا جس کام کو کرتے ہین پہلے اوسکا بندوبست کرتے ہین آپکو وقت کے وقت یاد آیا
خیر جو مجھسے ہو سکا وہ کیا اور جو میرے متعلق ہو مین حاضر ہون جہان کہو جاؤن جس کام کو کہو بجا لاؤن
اور مین تمسے کیا خفا ہونگا جو تمنے لکھا ہی کہ قصور معاف کرو یہ بھی تمھاری حماقت ہی کہ مجھسے ایسا
خیال کرو اس وقت تک وقت ڈانک تھا جلدی مین یہ لکھدیا پھر مفصل اپنی طبیعت کا حال اور
سرگذشت ایذا اوٹھانیکی لکھونگا یہ دو سطرین انتشار طبیعت مین لکھین ہین کوئی حیثیت فقرانہ نکلا لبعد
لاقات جو حال لکھوگے تو مین بھی کچھہ بھیجونگا جو مناسب سمجھنا حوالہ کردینا والا خانصاحب شفیق محمد معظم خان

کو بعد سلام شرکت انکی ضرور ہے اور یہ خط دیکھیے گا ایسا کوئی کسیکو لکھتا نہیں محمد حسن خان سے ملاقات
ترک ہے یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ خانصاحب ہمسے بگڑ جائیں مرزا نبو کا سلام میان حفیظ اللہ سلام کہتے ہیں
خدا بخش کی تسلیم رقعہ نورچشم عزیز از جان باعث و تاب و توان میرزا احمد علی عمرہ بعد دعا
معلوم ہو خط تمھارا آیا حال سب معلوم ہوا شنبہ کو مہاراجہ صاحب الور سے ملازمت ہوئی گر تمھارے
نہونے سے رنج ہوا جو ہوتے تو فائدہ سے خالی نتھا اونکے کوچ مقام کا حال معلوم نہیں مگر یہ شعر
بقام جلی یا خط گلزار میں لکھ رکھنا کہ اوسی راہ سے ریاست الور کو جائیں گے شعر یہ ہے گل پھینکے ہے
اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی ۞ اے رونق گلزار جہان کچھ تو ادھر بھی ۞ اسکو لکھ رکھنا ملاقات کے وقت
دینا تمھارا ذکر آچکا ہے آدمی خوش ہمت ہے اور مہاراج کا بنارس جانا معلوم ہوا خط نہ لکھنا آنکھوں کا
باعث ہے مجبور ہوں کیا کروں واحد علی کو دعا سب کو سلام رقعہ نورچشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ
بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو پہلا خط تمھارا پانچوین ذیقعدہ کا لکھا ہوا شہر صفدر کو مجھ تک
آیا حال معلوم ہوا اب دوسرا قطعہ رحمان ۹ تاریخ ذیحجہ پنجشنبہ تھا کہ لایا حال دریافت ہوا
عجب اتفاق ہے خارج سے معلوم ہوا تمھارے گھر کے لوگوں کی طبیعت علیل ہے اور دو بار تمکو
لکھا لیکن تمنے قلم انداز کیا سبب اسکا کیا ہے مرزا حسین بیگ صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نے لکھنو
سے لکھا یہ ماجرا کیا ہے اور ہمارا یہ رنگ ہے کہ جسدن سے بیمار ہوئی آج تک مہلت نہیں ملتی ۶ دن مجھے
یکشنبہ کا دن گذر گیا نصف شب باقی تھی زیرناف درد ہونے لگا یہ نوبت ہوئی کہ تڑپتی تڑپتے صبح
پھر دن چڑھے گردے کی بار سے آئی سنے کی تو آنکھ لگ گئی تمام رات کا جاگا تھا ہیاتک سویا کہ پھر دن
ہو آنکھ کھلی اب درد موقوف ہو گیا بارہ پہر کے بعد غذا ہوئی دوسری کیفیت یہ ہے عرصہ سے پیشاب
میں ہیتہ آتی ہے اوسکی وجہ سے طبیعت بگڑ جاتی ہے دیکھیے انجام اسکا پروردگار کیا کرتا ہے ضعف کی یہ ترقی ہے
چار قدم جانے میں دم چڑھتا ہے دوپہر گاہ گاہ یہ تماشا ہوتا ہے دم تحریر ہاتھ میں رعشہ ہوتا ہے نظر کی
یہ صورت ہے لکھنے میں وقت ہے جہاں سے قلم اوٹھایا پھر وہاں نہ آیا دوسرا یہ ماجرا ہے اتنا کوئی
نہیں کہ دو حرف لکھدے ہاتھ ہٹائے آنکھوں پر زور پڑنے کی نوبت نہ آئے محمد حسن خانصاحب کا
یہ رنگ ہے کہ حقوق سابقہ چھوڑ کر جسدن سے یہاں آیا ہوں نوکری معاف ہے حکم ہے کہ مرزا صاحب کے
پاس حاضر رہو جو وہ کہیں وہ کرو چار برس میں آدھی الف لیلہ لکھی ہے سو بہاڑ کی بھینک دانی کی گون ہے

دو مہینے سی بنارس جانیکا اتفاق نہین ہوا وہ مقدمہ ابتر پڑا ہوا ہی **رقعہ** عزیز از جان مرزا احمد علی
سلمہٗ بھائی جبدن سے یہان ہندیانون لُٹا ہی سارے شہر سی کھانا پانی چھُٹا ہی فلک نی لکھنو کی
خوب خاک اوڑائی ہی کیا لکھون جو جو ایذا دکھائی ہی نہ دنکو چین نہ رات کو آرام ہے ہر دم جان کا
دغدغہ ہی زیست بنام ہی اگر یہانکی خرابی تحریر کرون دو جز مین تمام نہو یہ قصہ اتمام نہو اگر زیست باقی ہی
اور جیتی ملجائینگے یہ کہانی زبانی سُنائینگے دوسرے کانپور کا حال سنکے عقل دنگ ہی عافیت تنگ ہے
یہ آدمی جان جوکھون کر کی وہان آتا ہی دیکھین کیا خبر لاتا ہی تم اپنا حال لکھو کچھ تو تشفی ہو ایک روپیہ اسکو
اجرت مین دینا یہ پرچہ لدینا اور وہان کا حال لکھ بھیجو کہ ہوش ہی نہ حواس ہی عالم یاس ہے جان کی
لالے پڑی ہین دو ذات کھٹکے بڑی بڑے ہین ستم بیگ یہانسے راہی ہوگئی معلوم نہین کیونکر پہنچی سینہ
کوفت سی رخنہ دار ہوگیا ہی تمام شہر مسمار ہوگیا روز نیا ہنگامہ برپا ہوتا ہی کیا کہون کیا کیا ہوتا ہی ابتدا ہی
انتہا تک وہانکا حال لکھنا اپنا سب رنج و ملال لکھنا آج تک مجھی بھون مین مجمع تھا دیکھئے اب ہوتا
کیا ہی سامان اچھا نہین بُرا ہی ہمکو نہ کسی سے غرض ہی نہ مطلب ہی جان کا ڈر اب ہی چھوٹی بڑے کو
نام بنام دعا سلام کہنا سبکا حال لکھنا طرہ یہ ہی کہ بارہ دن سے تپ آتی ہے کھڑی ہونے کی طاقت نہین
دغدغون سے مہلت نہین غلہ گران ہے دوا نہ غذا ہے ہر دم شکر یزدان ہے **رقعہ** نور چشم
عزیز از جان سعادتمند ازلی مرزا احمد علی مداللہ عمرہٗ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کی واضح ہو خط تمہارا
آیا احوال معلوم ہوا حکیم صاحب کی صحبت سی طبیعت کو فرحت ہوئی مگر تمہاری گھر کا حال سُنکر اور اونکا
رنج و ملال سُنکر بہت پریشانی حاصل ہوئی جو منظور خدا ہی بشر کا چارہ کیا ارحم الراحمین اوسکا نام ہے
بندونکی پرورش اوسیکا کام ہی جسروز وہ عنایت کرے گا یہ سب رنج و ملال بھول جائیگا بہرحال
اوسکی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیئے کہ وہ خود فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ان دنون
مہاراج چکیہ مین ہین یقین ہے کہ دو تین دن مین رونق افروز ہون انشاء اللہ تعالی جو تمنے
لکھا ہی اوس مین تامل نہو گا اور محمد حسن سے سب کچھ کہدیا ہی بلکہ خط بھی تمہارا اونہین کے پاس ہی
وہ کہتے ہین کہ مین خط اونکو لکھ چکا ہون یقین ہے کہ اور پھر لکھین اور تمہاری لکھنے کے موافق
اطریفل ہمنے شروع کیا مگر بازاری ہے اور نسخہ جو تمنے لکھا تھا وہ گم ہوگیا اگر موقع ہو تو حکیم
احمد علی خانصاحب سی پوچھ کر لکھ بھیجنا مع وزن اور بدرقہ کیا ہو اللہ کی عنایت سے تم

بہت مستقل مزاج ہو گھبرانا نہیں پروردگار جلد فضل کریگا کہ تمھارا رنج و ملال دور ہو جائیگا دیکھو خداوند
کریم سے تمنے ایسی کیسی عنایتیں کیں کہ تم کسیکے کسی وقت میں شرمندہ نہیں ہوئے جو کچھہ ہوا تمنے اپنے
قوت بازو سے پیدا کیا اور غیروں کو کھلا دیا جب خط ہمکو لکھا کرو ہمارا خط سامنے رکھہ کے جواب لکھا کرو فقط
رقعہ عزیز از جان نور چشم باعث تاب و توان سلمہ دوسری تاریخ صفر کی سہ شنبہ تھا جو خط تمھارا
آیا یہ مژدہ سنایا اسکو لیجا کے اپنے ہاتھہ سے دینا فوراً جواب لیکے بھیج دینا وہ جو حال تمنے لکھا تھا
مجکو یقین ہے کہ تم دردمند نہیں ہو بیٹا دنیا کا یہی رنگ ہے جسپر احسان کرو ایسی باتوں سے متنظر رہنا
اگر خدا نے چاہا اور منشی صاحب نے بلایا تو فوراً مجکو کانپور میں سمجھو دینے والا نہایت مجبور ہوں ورنہ
اس خط سے پہلے پہنچتا بغیر پچاس روپیہ آ نہیں سکتا مگر جان لڑا دونگا خدا نے چاہا تو جلد آؤنگا
آیندہ جو مرضی خدا بندہ کا اختیار کیا گرمی کی یہ شدت ہے کہ بیان میں زبان پر چھالے ہوتے ہیں
زخم جگر تپے ہوتے ہیں مہینے سے زیادہ عرصہ ہوا ایک بوند پانی کی نہیں برسی دن رات بیٹھتے ہیں
سر دھنتے ہیں جب تک جاگتے ہیں زبان پر پانی پانی ہے نیند جو آجاتی ہے وہی زندگانی ہے مرزا
مغل جان مرزا ابو حکیم واحد علی رسالدار سلام تمنائے تمام کہتے ہیں واحد علی کو دعا بھو کی صحت
سنکے شاد ہوئے بند فکر سے آزاد ہوئے رقعہ برخوردار نور چشم راحت جان طول عمرہٗ بعد دعا اور
درازی عمر کے معلوم ہو کہ خط تمھارا آیا حال معلوم ہوا برخوردار واحد علی کی صحت ہونے سے
دل کو خوشی ہوئی اللہ اپنے فضل و کرم سے بصحت و عافیت رکھے اور ہمارا حال قابل بیان نہیں پروردگار
کا شکر ہے حسب طلب یہ چند سطریں لکھی ہیں اسکو جدا کر کے مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر کرنا اور جواب لینا
دینے والا منجانب اللہ بخواہش الور کے راجہ نے میری تمنا کی ہے جو شقہ آئیگا ضرور جاؤنگا کوئی شخص یوسف مرزا
اونکے رفیق ہیں اونھوں نے میر علی حسین کو کلکتہ لکھہ بھیجا وہانسے مجھہ تک آیا اگر شقہ آگیا تو لطف ہوگا
بہت خوش ہیں وہ شخص ہے جو دیکھے نہ بھائے اور توقیر سے بلالے آیندہ جو منظور خدا ہمارا حال
مفصل مرزا جان صاحب کے زبانی معلوم ہوگا یہ پرچہ جدا لکھہ کے مرزا حسین بیگ صاحب کو بھیج دینا برادر
باوقار دردمندوں کے غمخوار سلمہ اللہ تعالیٰ فلک درپے آزار شفیق نہ دوستدار فقط اللہ کا سہارا ہے
اوسی پر مدار کار ہمارا ہے ۔ گر بماندیم زندہ بر دوزیم * جامہ کز فراق چاک شدہ * ور بمردیم عذر ما بپذیر *
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ** جو کوئی ہمیں پوچھے یہ قطعہ سنا دینا رونا رولا دینا از یار و دیار دور دل زخمی

سینہ مین ناسور پر حسرت سُرور زیادہ دعا رقعہ برخوردار سعادت اطوار بیخبر از حال پدر پیر دربلاے
بیوطنی اسیر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از دعا واضح ہو لکھتے لکھتے ہاتھ تھکے اور مولوی یعقوب صاحب کی زبانی
بھی سب کچھ کہا تمنے خط نہ لکھا خدا جانے ہمسے کونسا قصور ہوا کہ یہانتک نوبت بہم پہونچی خلاصہ یہ ہے
جسدن سے ہمنے ادھر کا رخ کیا صحت دہین رہی بیماری ہمراہ ہوئی رفیق شام و بیگاہ ہوئی پہلے
الہ آباد مین شانے پر پھوڑا ہوا دو مہینے مین صحت پائی اوسدن سے آجتک مہلت نملی چار دن فرصت
نہ ہاتھ آئی عارضون نے گھیرا ہے صحت نے منہ پھیرا ہے آنکھ بہت چشم پوشی سے خیرگی کرتی ہے نگاہ
ہاتھ بھر پر تیرگی کرتی ہے ہر بار تقاضاے اجل ہے ہوش و حواس مین خلل ہے معاملہ درپیش ہوگیا کوچ آج
نہین کل ہے فلک کو غریب الوطنی مین یہ روز سیاہ دیکھانا تھا آنا بہانا تھا اگر منظور ہمارا دیکھنا ہو ہفتہ عشرے
کو تکلیف کرو دوپہر مین الہ آباد پہروانسے ڈانک دوسرے دن یہان پہونچوگے ایک آدمی کوئی چالاک
ہمراہ لینا فصل جاڑے کی ہے کانپور کی غذا یہانتک پہونچا دیگی اور مہاراج بہادر فرماتے تھے کہ ہمنے اونکی
وہان تلاش کی پتا نملا بلکہ میان خضر سے بھی پوچھا اونھون نے بھنکایا پتا ہاتھ نہ آیا لہذا لازم و ضرورت
ہے کہ جلد روانہ ہو ورنہ اختیار باقی ہے ہمکو جو کہنا تھا کہہ چکے جس طرح ہو قرض وام کرکے روانہ ہوتے تم
جانو اپنے ساتھ اور کسیکو نہ لانا ایک آدمی راہ کی خدمت کیواسطے مضائقہ نہین اگر کوئی باورچی تین روپیہ
اور کھانے پر راضی ہو اوسکو ساتھ لے لینا اسکی بہت تکلیف ہے باقی اور کیا لکھون انتہا تحریر کی ہو چکی
بنارس مین پہونچکے دال کی منڈی مین کچی سرا وہان ٹھہر کر پرانے چوک مین مرزا مغلیان کی دکان
پوچھنا وہان سے مجھ تک پہنچ جاؤ گے محمد حسن خان میان حفیظ اللہ سلام شوق سے کہتے ہین منشی صاحب
کی خدمت مین حاضر ہو کے میری طرف سے تسلیم عرض کرنا والسلام رقعہ نور چشم لخت جگر
عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از دعاے صحت و سلامت و تمناے دیدار فرحت آثار واضح خاطر ہو
تُمسے جدا ہو کے عجیب و غریب کوفت مین مبتلا ہو سکے قریب شام الہ آباد پہونچے سرا مین اوترے
حاجی بیگ کو بلایا باتین رہین صبح کو وہ کھانا لائے کھا کے ادھر اودھر پھرے شب کو دعوت کھائی
ڈپٹی ناصر علیخان صاحب کے مکان پر اتفاق ہوا دیر تک صحبت رہی وہان سے اوٹھکے جس واسطے
قیام کیا تھا اونکی ملاقات کو گیا دوپہر کے بعد رخصت ہو کر سرا مین آیا شب کو کچھہ نہ کھایا صبح کو عزم
سفر ہوا پہلے پہلے گاڑی کا قصد تھا کہ سواری اختیاری ہے لوگون نے کہا بہت ایذا ہوگی تکلیف کیا کیا

ہوگی تقدیر مین رنج و نقصان تھا اگر اوس سواری پر جاتی تو خرچ کا ہیکو اوٹھاتے غرض کہ شکرم گیارہ روپیہ کو
ہوئی چار گھڑی دن رہے سوار ہوا یہ منگل کا دن تھا بعد مغرب دریا کے پار ہوئے کس قباحت سے
گوپی گنج سے کچھ پہلے صبح ہوئی وعدہ تھا کہ اس سے پہلے بنارس پہونچا دینگے مجبور راہ مین ایک اور گھوڑا
کرایا کر کے چوکی تک آئے دو گھڑی دن رہے بنارس مین آیا مرزا انو برات گئے ہین مرزا امان اللہ بیگ صاحب
سے ملے مرزا مغلجان کے مکان پر گیا مولوی صاحب کا خط اوسی وقت آیا تھا شب کو بنارس مین رہا راجہ گن
الہ آباد نہانے کو گئے ہین دو دوشالہ رومال ہیکا سب گرد ہو چکا ہے ایک سو ستر روپیہ دم نقد اور دست گردا
جدا دینا ہی غالب ہے ایک دو دن مین راجہ صاحب تشریف لائین تو حساب کتاب ہو دشمن کے دشمن کو
بھی نہ یہ پیچ و تاب ہو یہان کا قصہ تو ہو چکا تمھاری خیریت کا انتظار ہے اسباب ابھی تک آیا نہین اوسکی راہ
دیکھتا ہون جلد روانہ کیجیے اور وہ جو پرچہ ڈاک گھر سے ملے خط مین بند کر کے بھیجدیجیے اور اوس دن سے
آج تک کی کیفیت مشروحاً بقید روز لکھ کے روانہ کرو جی لگا ہے انشاء اللہ تعالی اسباب کی رسید مین
یہان کا حال اور یہان کا لکھ بھیجونگا رقعہ برخوردار نور چشم عزیز از جان سعادت مند اقبال نشان
سلمہ اللہ عمر کم بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے واضح ہو عجب اتفاق ہے ۱۰ ربیع الثانی کو خط تمکو مشروحاً لکھا اپنی
بے کیفیتی اور رنج و ملال عرصہ کا حال اور مرزا جان کا مال سب اوسمین تھا نہین پہونچا اور شیخ حفیظ اللہ
کے عارضہ کو لکھا تھا تمھارے پاس کوئی لکڑی ہو اگر ممکن ہو ایک ماشہ یا دو چار ... تی خط مین بند کر کے
بھیجدو ورنہ والا غبار آنکھہ کا بہت بڑھا ہے دن رات کا سخت دھڑکا ہے مجبور جہانتک ہو دوا دیتا ہون غفلت
نہ کی آیندہ جو خدا کی مرضی اب ایک عمل بہت تجربہ کا چپل کاٹ کا ہے ایک شخص تین برس نابینا رہا اب
دوا اچھا ہی لکھا پڑھتا ہے مگر جلالی عمل ہے ہر طرح کی احتیاط ہے ترک لذات ہے شروع ماہ مین پھر کیفیت
پر ہوگا جو خدا چاہیگا وہ ظہور مین آئیگا اب انتہا کی تکلیف ہے جثہ ضعیف ہے ہر طرح کی پریشانی ہے تنہائی
کے رنج کی سرگرانی ہے ہر دم کا ملال پیش نظر رہتا ہے خدا سے فریاد کرتا ہون طلب داد کرتا ہون اس
موسم مین تمسے جدائی ہے جان لبون پر آگئی ہے کوئی نہین جس سے دل کا حال اپنا رنج و ملال کہون تنگ ہون کہا
چپ رہون گھٹ گھٹ کے پریشان ہوتا ہون مگر کیا کرون تقدیر کی خوبی کہ اس سن مین یہ عارضہ
اور تنہائی یا رب پروردگار ہیچ ذات پروردگار جوانی اوس طرح گذری بڑھاپے مین یہ مصیبت دیکھنی ہی بھی
اور حکیم احمد علیخانصاحب کی خدمت مین سلام نیاز کہنا اور حال لکھنا اب آنکھون کا کیا رنگ ہے زیادہ دعا

رقعہ عزیز از جان بلند اقبال سعادت توامان سلمہ اللہ تعالی بعد از دعا اور صحت و عافیت کی تمنا کے معلوم ہو
تمسے جدا ہوکے دوسرے روز چار گھڑی دن چڑھے لکھنؤ مین پہونچے مرزا جان نے عجب حرکت کی
جانے سے دو دن پہلے جو رستم بیگ کے گھر گئے پھر نہ پھرے خربزے بھیجنے کو رکھے تھے وہ بھی برباد
گئے یہان آکے ایسے بدحواس ہوئے کہ معاذ اللہ اب ضروریون سے فرصت ہوگی اگر زندگی باقی ہی
اور بفضل الٰہی شامل حال رہا تو پہلی یا دوسری ذیقعدہ تک روانہ ہوتا ہون لہذا جو کسی شے کی احتیاج
ہو بے تکلف لکھ بھیجو نیچہ بنوایا ہی اور بہنی کا جوتا بھی لیا ہی اور زر تنخواہ کی کیفیت بھی کہ کیا گذرا وصول ہوا ایک
خط محمد حسن کا اور آیا جواب اوسکا لکھ بھیجا لبسکہ یہانکی خلقت اب خانہ طلب ہی سوائے امر شر خیر کی طرف
کوئی نہین جاتا غالب کہ یہ غلغلہ وہان بھی پہونچا ہو کہ ہر روز یہان ایک محلہ اٹھتا تھا آج یحیی گنج اور یحیی گنج
والے کہتے تھے امین آباد اسی طرح کی خرابی رہی رنڈیونکی پریشانی اور جہان کھاگئی جو آئی بجو اس
اور یہی خبر وحشت اثر بلکہ یہ بھی مشہور کردیا کہ کانپور مین بھی چھونکا آگیا عجب داہی خلقت ہی لازم کہ بجرد دیکھنے خط
کے جواب مع سب کیفیت لکھ بھیجو اسیکا انتظار ہی اسمین تامل نکرنا کہ موجب شکایت کا ہوگا شیخ مخدوم بخش
صاحب کو سلام شوق اونکی طبیعت کا حال لکھنا کیسے ہین اور جو کسی چیز کو کہین وہ بھی لکھنا اور جوتیون کا
حال کہ تیار ہوچکی ہی اور جو نہ ہوئی ہون تقاضا شرط ہی دیر نکرنا ورنہ حرج ہوگا رقعہ برخوردار نور چشم
راحت جان سلمہ بعد دعائے درازی عمر معلوم ہو خط تمھارا آیا حقیقت معلوم ہوئی برخوردار واجد علی
کا حال دریافت ہوا نہایت دل کو رنج ہوا شافی مطلق شفا کی عنایت فرمائے تمھارا تردد دور ہوجائے
لازم ہی کہ پرہیز کی تقید رکھنا اس سے مرض بڑھتا نہین اور درد شدت سے بدپرہیزی ہی اسواسطے تمکو
لکھا ہی مرزا جان کی طرف سے اونکے گھر مین کہدینا اچھی طرح ہین زیرانداز تیار ہوکے سرکار مین داخل
ہوگیا انشاء اللہ عنقریب آتے ہین خاطر جمع رکھین اور میرا حال قابل بیان نہین مرزا جان قریب آ گئے ہین
اونسے معلوم ہوجائیگا یار نہ غمگسار بیکس و ناچار تمام دن پلنگ پر خاموش پڑا رہتا ہون خدا کے سوا کسی
سے کچھ نہین کہتا ہون ظاہر مین صحت مگر علیل ہین اس سے معلوم ہوتا ہی زندگی کے دن قلیل ہین تمھارے
دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی مگر تم اپنے حال مین مبتلا سے بلا ہو خدا انجام بخیر کرے مگر واجد علی کو پرہیز کی
تاکید کرنا یہ عارضہ اچھا نہین اس سے محبت عداوت ہی سب جلسہ کو نام بنام سلام کہدینا حکیم واجد علی
صاحب رسالدار سلام شوق کہتے ہین یاد مین رہتے ہین رقعہ برخوردار نور چشم راحت جان سلمہ بعد

دعاے وافر مطالعہ نمایند خط تمہارا پہونچا حال معلوم ہوا مرزا جان کے گھر مین کہدینا یہان خیریت ہے
اور خیر و عافیت تمہاری دریافت ہوئی در نیولا موجب حکم زیر انداز بنا تا ہون بعد تیاری رخصت لیکر
آؤنگا اور بہائی خط لکھنے کے وقت حواس درست کرنے لگا کر تمنے لکھا کہ وارث بیگ اور میر باقر صاحب جب
مر گئے ہین یہ معلوم کیا بیماری ہوئی اور کے دن گذرے تاریخ و عارضہ کا نام لکھنا ضرور تھا آیندہ ایسے امر انکا
لحاظ ضرور چاہیے در نیولا ہمنے پھر گل آنکھونکے واسطے لیا ہے ایک شخص اس فن کا بہت کامل یہان
آیا ہے بہ عنایت خداے ابھی تک ریزش خوب جاری ہے نظر بجناب باری ہے اوسنے آپ لکھتے ہین
کہ باوا جان سراسری لکھہ دیتے ہین ہمنے جب لکھا ہے مفصل لکھا ہے ایک بواسیر کی لکڑی کو دوبار لکھا کہ
میان حفیظ اللہ داس بلا مین گرفتار ہین کسی صورت سے بھیجدو اوسکا لاو نعم کچھہ آپ نے نہ لکھا خیر مضی
ما مضی ہو ہوا سو ہوا اب حکیم احمد علی خانصاحب کی خدمت مین بعد سلام و نیاز عرض کرنا کہ یہ بحال ہیشل
ہے کئی آدمیون کے انگھہ علاج کئے وہ سب اچھے ہوگئے میری آنکھہ مین پھر گل دیا ہے مجھکو بھی نفع بخشتا ہے
اگر ارشاد ہو اوسکو وہان بھیجدون اور منشی صاحب کی خدمت مین تسلیم بعد تعظیم عرض کرنا کہ ملازمت کا
خواہان ہزار ات رہتا ہون مہجوری کے صدمے سہتا ہون سنا ہے کہ ہمنے گلی کبوتر کا جوڑا تمہارے پاس اچھا ہے
مخدوم بخش سے بعد سلام پوچھنا محصول ریل پر کیا لگے گا بعد دریافت ہمکو ضرور لکھنا کہ یہ صرف ہوگا بہائی
اگر مصلحت ہو تو غلام عباس کو ہمارے پاس بھیجدو ہمین آج کل بہت تکلیف ہے جیسا تمہارے پاس لیا
میرے پاس رہا جو وہ بھی راضی ہو تو ہمکو لکھہ بھیجو کہ ریل کا کرایہ ہم بھیجدین ضرور اسکا جواب لکھنا ہمکو
آدمی کی بہت ایذا ہے جلد سب حال لکھہ بھیجو چشم براہ ہمجھو ورنہ موجب شکایت اسکا انجام ہے رقعہ
عزیز از جان نور چشم میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ عجب اتفاق ہے پانچوین جنوری ۱۸۶۴ء کو نو روپیہ
اٹھہ آنہ کی ہنڈوی تمکو بھیجی تھی چالیس روپیہ برخوردار واحد علی کو دس روپیہ نبو کو دس روپیہ مرزا
امام علی اور میر مراد علی نبھی وغیرہ کو ۱۹ جنوری سہ شنبہ کو رسید آئی اوسپر لیس تمہارے ہاتھ کی لکھی
نہ تھی اور زیادہ اضطراب تمہاری طبیعت کی بدمزگی کا تھا سو کچھہ نہ لکھا تھا عجب تشویش ہوئی کہ
ماجرا کیا ہے اور پنجشنبہ کو کلکتہ کا عزم تھا آج خفقان مین یہ پرچہ تمکو لکھا جلد جواب بھیجو کہ رفع تردد ہو اور
رسید مہاجن کو واپس کر دی کہ جنکو ہمنے روپیہ بھیجے تھے اونکے ہاتھ کی رسید نہین ہے اسکو
جلد لکھو کہ رفع پریشانی ہو پانچ چار دن اور اسکا انتظار کرنا پڑا فوراً اسکو دیکھکر اپنا حال مزاج کی کیفیت

لکھو کہ سانحہ کیا ہی اور کسنے رسید کو لکھا ہی اپنا حال کیا لکھین بائین آنکھ سے بالکل معذور ہو گئے نہ پڑھا جاتا ہے
نہ لکھا جاتا ہی پانچ چار قدم کا آدمی نظر نہین آتا ہی اسیواسطے مہاراج سے تین ۳ مہینے کی رخصت لیکے کلکتہ
جاتا ہون تقدیر آزماتا ہون دیکھئے فلک کیا دکھائے کیا سامان پیش آئے ایک ساعت تامل نکرنا فوراً
جواب بھیجنا کہ مجھکو پہنچ جاے تردد دفع ہو جاے سخت تردد کا مقام ہی اور وہ جو تمھارے دوست الہ آباد
ساتھ آئے تھے اونسے خط کتابت پھر بھی ہوئی وہ اب کہان ہین اونسے راہ و رسم ضرور ہی دوست اس
زمانہ مین نہین ملتا بہت تردد مین لکھا ہی رقعہ عزیز القدر گرامی منش بعافیت باشند بعد دعاے
نیم شبی و وظیفہ سحری مطالعہ ہو تباریخ اٹھارہوین روز جمعہ کا تھا صبح سے زبان سے بات ساتھ
لکنت کے نکلنے لگی اس باعث سے طبیعت بہت پریشان ہوئی پہر دن چڑھے حکیم میر واحد علی صاحب
کو بلا کر دکھایا اونھون نے تقوئی تجویز فرمایا اوس وقت سے علاج ہوتا ہی حکیم صاحب کہتے ہین خاطر جمع
رکھو انشاء اللہ تعالی بہت جلد افاقہ ہو جائیگا لہذا بمجرد دیکھنے اس خط کے اس طرف روانہ ہو ہمارا
تمھین دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی زیست کا اعتبار نہین بشر کا اختیار نہین تین دن کی مسافت ہی
مصلحت دیکھو چلے آؤ دیکھ جاؤ آیندہ اختیار ہی اطلاع کردی ہی زیادہ لکھنا بیکار ہے رقعہ نور چشم
عزیز از جان سعادتمند ازلی میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ تم جسدن سے گئے باوجود اس تاکید اکید کے آج تک
رسید بھی تمنے نہین لکھی ساتوین محرم کی اور پہلی جون کی روز جمعہ کا نادر کمبخت جو آیا تھا وہ صندوقچہ
توڑکر سب اسباب لیگیا ہی کچھ کہ ہمارا تھا وہ تو خیر علاوہ اسکے جو غیرونکا تھا وہ بھی نکال لیگیا اب ونکا
تقاضا ہی کہ دو اور یہان ہاتھ جھاڑے بیٹھے ہین جب برے دن آتے ہین تو ایسے معاملے ہو جاتے ہین
دیکھئے خدا کیا کرتا ہے انجام اسکا کیا ہوتا ہی بت کی صورت بنگئے ہین نہ کھانیکی خبر نہ پانی کا خیال ہے
ہر دم یہ ملال ہی تم بھی خیال اوسکا رکھنا اگر کہین ملجاے تو گرفتار کرنا اور چاہیے کہ کبھی کبھی آٹھوین دسوین
خط لکھ بھیجا کرو حکیم میر واحد علی صاحب سلام نیاز عرض کرتے ہین محمد حسن خان صاحب نے تو یہ خط
لکھا ہی نادر کی جستجو رکھنا اسباب وہ ایسا لیگیا ہے کہ بے ضمانت کوئی نہ لیگا زیادہ دعا رقعہ برخوردار
نور چشم راحت جان اقبال نشان طول عمرہ دعاے فقیر حائل گلوے جان پدر پیر ہو پانچوین شعبان
روز یکشنبہ خط تمھارا آیا جو جو تمنے لکھا تھا مفصل معلوم ہوا یہ بھی خوبی قسمت ہی جو خط کہین سے آئے اوسمین
ایسا حال ہو کہ سنکر رنج و ملال ہو وحشت بڑھ جائے ایسی خبر نہو کہ جس سے دل کو سرور ہو کچھ کلفت

دور ہو مرزا آغا جان کی خبر انتقال سنکر ہمکو بہت قلق ہوا جو مرضی خدا ابشر کا اختیار کیا ہماری طبیعت کا
حال بھی اچھا نہین رہتا نسیان زیادہ ہوگیا ہی اور لکھنے کی گون نہین رہی یک قلم موقوف کردیا ہی
محمد حسن خان کا پتا نہین لگتا کبھی آتے ہی یا نہ آئے اس علالت کے باعث سے یہ خیال رہتا ہی کہ
آٹھوین دسوین بھی خط لکھا کرو تو تمہارا حال ہمین معلوم ہو ہمارا تمکو دریافت ہو اس سے زیادہ دقت
نکیا کرو غلام عباس کا حال لکھا تھا معلوم ہوا کہ کتنے روپیہ کا قرضدار ہی اور اس قدر مین وہان پہونچیگا
ہم اوتنے روپیہ تمہارے بھیجدیتے ہین ضرورت ہی ایسا آدمی درکار ہی تمنے اکثر اوسکی تعریف کی ہی
آج کل تمہاری جدائی خوب نہین جوان جوان چلے جاتے ہین ہم تو حد کو پہونچ گئے اگر دو مہینے تم گھبرا
نہین اور یہان قیام کرو تو خدا چاہے کوئی صورت روزگار کی نکل آئے جو یہ منظور ہو تو لکھ بھیجو
ان دنون ہمکو اپنی تنہائی کا بڑا رنج رہتا ہی اگر تم پاس ہو تسکین رہے خوف ہو نہ ہراس ہو اسکا جواب ضرور
ہی یہان چھوٹے بڑے سب تمکو یاد کرتے ہین حکیم صاحب رسالدار وغیرہ خدا بخش کی تسلیم والسلام
رقعہ عزیز از جان نور چشم میرزا احمد علی مد الله عمرہ بعد دعا واضح خاطر ہو ۱۹ رجب شنبہ کو خط
مع رقعہ ہنڈوی تمہارے پہلے خط کے جواب مین بھیجا تھا کہ دوسرا خط تمہارا آیا اور سانحہ مرزا
کلو صاحب کی رحلت کا معلوم ہوا جو اوسکی مرضی بجز صبر بشر کو چارہ نہین اوسکے کارخانہ مین کسیکا
اجارہ نہین وہ جس راہ گئے ہین ہمکو بھی درپیش ہی معاملہ کم و بیش ہی مجھے اوسکے جواب کا انتظار تھا
جب دیر ہوئی مجبور تمکو لکھا کہ اوسکا حال لکھنا چاہیے اب ہر روز بینائی کم ہوتی ہی طبیعت درہم برہم
ہوتی ہی جو اوسکی مرضی درنیولا سنو خان نے مجکو لکھا ہی کوئی فرنگی وکالت پیشہ اونکے ہاتھ آیا ہی اوسکو
سو دو سو دینے کہو بھاگتے کی لنگوٹی ہی جو کچھ ہاتھ آئے آیندہ اختیار ہی مین بھی لکھونگا اور بعد تمہارے
خط کے ہو کا بھی خط آیا تھا کہ جہلم اونکا قریب ہی شعبان مین ٹھہرا ہی اگر اور کچھ ہاتھ آتا ہی تو بھیجے دیتا ہون
تمہارا خط اگلی جو آئیگا اوسکے جواب مین مفصل یہانکا رنگ لکھونگا طور اچھا نہین تمنے اپنے گھر کا حال
نہ لکھا اب کیسی طبیعت ہی تشویش نہایت ہی اور وہان بھائی ہمنگا کیسا ہی زندہ ہی یا نہین سرراہ یہ پرچہ
لکھا ہی خط تمہارا آئے تو مفصل لکھا جائے اوسکے وصول مین کیون دیر ہوئی وہ تو بجرد دیکھنے کے
ملتی درشنی ہنڈوی تھی مرزا حسین بیگ تمہارے خط نہ لکھنے کے شاکی ہین دو حرف کھینچکر بھیجدو فقط
رقعہ عزیز القدر سعادتمند سلمہ الله تعالی بعد از دعائے صحت و عافیت و تمناء ملاقات مسرت ہمات

واضح خاطر عزیز ہو خط مرسلہ تمہارا آیا حال کھلا مگر یہ عجب معاملہ ہے کہ نسخہ بستان خیال منگوایا تھا تم نے
بستان حکمت بھیجا اسمی مین کچھہ حکمت الٰہی تھی مگر خیر اب اوس کتاب کو اوسی طرح بھیجدو اور لاٹھی بازار
مین تماکو والا رہتا ہی ایک جلد اوسکے پاس ہی اگر دوسری جلد اسکے آگے کی ہو تو اوسکو مول لیکر بھیجدو دوسری
جلد ہو تو لیلینا ہی ضرور ہی غفلت نکرنا کہ ہمین اوسکا لکھنا منظور ہی غالب ہی کہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب
لکھنؤ سے آگئے ہون یا اونکے پاس لیجانا وہ بھجوا دینگے بہت جلد سب حال مفصل لکھنا رقعہ نور چشم
عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو خط تمہارا ایک عرصہ کے بعد آیا ہر چند کہ تمنے لکھا تھا کہ آپ مفصل
نہین لکھتے ہین مگر یہ اولٹا شکوہ تھا آپ کیا مفصل لکھا کرتے ہین میر باقر صاحب مرگئے نہ معلوم ہوا
کب مرے و کس عارضہ سے اور کس تاریخ کو کس مہینے مین اسکا یہ قرینہ ہی کہ فلان تاریخ فلان عارضہ
مین مرے فلان جگہہ دفن کیا دوسرا یہ سانحہ ہی کہ اللہ کی عنایت سے تمہارا روزگار رشتہ عدالت
مین ہو گیا ہی یہ تو ہمارے موجب کمال مسرت کا تھا کیا وجہ ہوئی کہ تمنے دو مہینے سے ہمکو کچھہ اسکا حال
نہین لکھا اسکی کیفیت مفصل ہمکو لکھو اور حفیظ اللہ کے عارضہ بواسیر کے لیے لکڑی کیواسطے تمکو لکھا تھا
وہ آج تک نہین بھیجی جو موجود ہو تو بھیجدینا چاہیے بالفعل ایک گل اور ہمنے لیا ہی ابتدا تو انتہا کی ہوئی ابھی
اچھا نہین ہوا ہے بعد صحت کے جیسا فائدہ مد نظر ہوگا دیکھا جائیگا اور لکھا جائیگا اور حکیم احمد علی خان
صاحب کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور اونکی آنکھہ کا حال لکھنا کہ کیا کیفیت ہی یہ کمال نہایت کارگر
و ہوشیار ہی اگر اونکو خواہش ہو تو اونکے علاج کے واسطے بھیجدین رقعہ نور چشم راحت جان و جگر
میرزا احمد علی مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو اس عرصہ مین دو خط محمد حسن خان کے آئے اور ایک تمہارا
حال برہمی روزگار جو سنا ملال ہوا تمہارے گھر کی صحت معلوم ہونے سے جی خوش ہوا جو اوسکی
مرضی وہ رزاق ہی تمہاری نیت بخیر ہے یہ بھی اتفاق ہی اور ہمیش ایسا ہوا کہ غیب سے تمہارے روزگار
کا سامان ہو گیا ویسا ہی پھر ہو جائیگا خدا رزق بہر صورت پہونچائیگا اور یہانکا حال سب جانتے ہین
اسیر محمد حسن خان نے چھٹی سی کی طلب کی ہی سخت عجب کی بات ہی جو کبھی اونکی عادت نہین اسیر
درنیولا چکیا مین رہتے ہین تو شکایت کی حرف و حکایات ہی ابھی کیا کیا کہتے ہین دوا آتشک کی آتی ہی
ایک چانول خوراک ہی اور سوا ارہر کی دال اور گھی کے سب چیز کا پرہیز ہے تم کسیکو اپنے ہاتھہ سے
نہ دینا دوا کا مقدمہ زبون ہوتا ہی اچھا کیا خدا اسنے برا بندہ نے ناحق کا قصور ہی کون ضرور ہے

ہمارا حال یہ ہی کہ طبیعت ٹھہر کے رنگ عجب دکھاتی ہے گہے صحت گاہ علیل رحلت کی دلیل خدا جانے قسمت مین کیا لکھا ہی دیکھیے انجام اسکا کیا ہے ہر دم جی اوجھتا ہے گھبراتا ہی کچھہ بن نہین آتا ہی ہان اسی طرح خط لکھا کرو کہ جی تمھارے خط سے بہل جاتا ہے غم غلط کر کے صحیح بناتا ہے

رقعہ برخوردار نور چشم راحت جان سعادت نشان میرزا احمد علی بعافیت رہو بعد دعا معلوم ہو الحمد للہ والمنۃ کہ ہم ابتک زندہ ہین اور خیریت تمھاری جویندہ خط تمھارا عرصہ مین آیا حقیقت مندرجہ دریافت ہوئی تمنے جو عذر لکھا تھا صورت اوسکی یہ ہی کہ بسبب شرمندگی اور ندامت کے بیٹے تمھین اپنے ہاتھہ سے نہین دیا کہ اس قدر قلیل کیا دون جس طرح جی چاہتا ہے اوس طور پر ہوتا تو مین دیتا اس وجہ سے ایسا ہوا وہ تمھارا غلام اور فرمان بردار ہے تمھاری خدمت کرنے مین اوسی کب انکار ہی دوسرے یہ کہ اوسکا کون بھروسا جب تک چار پیسہ ہین وہ ساتھہ ہے اگر خدانخواستہ پاس کچھہ نہو وہ اپنے گھر کی راہ لی ایسے کا کیا اعتبار ہی غرض کا سر وکار ہے ایسی جگھہ اس امر سے ناراض ہونا تمھاری عقلمندی سے بعید تھا کسواسطے تمھین مین اپنی جان اور کلیجہ جانتا ہون کہ ہمارا تمھارا مرنے جینے کا ساتھہ ہی اور بھائی مجبور ہین گردش فلک سے دور ہین کبھی چھہ مہینے باہم نرہے ہمیشہ منزلونکا فرق رہا گو یہ مقدمہ گوارا نہین مگر تقدیر سے چارا نہین دوسری یہ بات ہی کہ ہمسری کی ہیٹی کا خیال چاہیے آداب مین فرق ہو تو ملال چاہیے نہ کہ پانون کی جوتی کہ جب چاہا پہنی جب جیمین آیا اوتار کے پھینک دی اور ہمیشہ یہ حال رہا کہ تمھاری بات دوسرے کے گوش زد نہین ہوئی مگر یہ سنی اس وجہ سے مجکو خیال ہوا کہ تمکو مقرر ملال ہوا یہان جس روز سے نادر کمبخت اسباب لیگیا نحوست آگئی روپیہ ہاتھہ مین نہین آتا ہے قرضخواہون کا ہجوم ہی افلاس کی دھوم ہی پنشن کئی مہینے سے نہین ملی اوسکا بڑا سہارا تھا وہی صرف کھانیکا ہمارا تھا کچھہ روپیہ قسط کے طور پر مہاجن سے مانگے ہین جو وہ ملے جاتے ہین تو خیر ہی ورنہ بڑی سیر ہی ٹانگھن کو چاہتا ہون دور کردن کہ پندرہ ۱۵ روپیہ ماہواری کا خرچ ہے ایسے ایسے خیال رہتے ہین ہان بھائی منشی صاحب کا حال دریافت کر کے لکھو کہ آج کل کہان ہین انبالہ مین ہین یا اور کہین گئے میرے محسن قدیم ہین اسمین غفلت نکرنا اوس کافر نادر کی خبر ملی ہے کہ لکھنؤ مین ہے مگر کیا ہوتا ہی اس عملداری مین چور کے واسطے کیفیت ہی ساہ کی ذلت ہی مولوی یعقوب صاحب نے لکھا تھا کہ اوسکی گرفتاری مین طول عمل لاحاصل ہی چپ ہو رہا باقی خیریت ہی

رقعہ عزیز از جان عشرت تاب و توان مدالله عمرہ بعد دعاے صحت وعافیت واضح باد چرخ سفلہ شعار ہر دم
درپے آزار ہے مگر کیا اختیار ہے جس روز تمھارا خط آیا مرزا حسین بیگ صاحب کا بھی عنایت نامہ
پہونچا مین نہایت بیچین تھا مجملاً دیکھہ کے رکھدیا طبیعت بیحس تھی پھر تو یہ پینگ بڑہے کہ سبحان اللہ
تپ نے یہ کیفیت دکھائی کہ گھڑیون ربودگی اور بیہوشی رہنے لگی اس حالت مین جناب میر محمود صاحب
کا خط لیکر کوئی شخص آئے پہلے بنارس مین ڈھونڈھا کیے بعد رام نگر پہونچے اوس وقت یہ خبر بھی
کہ کون آتا ہے جاتا ہے قسم ہے تمھارے سر کی صبح کو جب مجھسے میان حفیظ اللہ نے کہا کہ ایک بزرگ
آئے تھے خط لائے تھے اوس وقت معلوم ہوا تم جانتے ہو وہ بہت نازک مزاج ہین بیوجہ بر سر
شکایت آجاتے ہین خلاصہ یہ پانچوین چھٹی شوال سے طبیعت بگڑی تمام مہینا چارپائی پر گذرا چار
مسہل ہوئے فاصلہ سے چنانچہ شنبہ کو ۲۴ تاریخ تھی چوتھا مسہل بھی ہو چکا آیندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے
روز آنکھون مین ضعف بڑہتا ہے دو سطر لکھنے مین دقت ہے اٹکل سے لکھتا ہون تقدیر کی برائی ایسے
وقت مین تمسے جدائی لاکھہ لاکھہ طرح سے سر مارتا ہون بن بن کے کھیل بگڑتا ہے ادھر ٹیالہ کا راجہ
مرگیا اگر زندہ رہتا مجکو طلب کرچکا تھا یہ بھی مصلحت ایزدی تھی مین ہی نے تامل کیا ورنیولا یہ راجہ
جو آئے ہین انسے تقریب بہت معقول طور پر ہو چکی اور حاصل تمھارا ہمارا ایک جگھہ ہونا اوسمین یہ
فساد واقع ہوئے مہاراج الہ آباد چلے گئے ہماری یہ صورت ہوئی کہ مہینا گذرا کوٹھے سے نیچے نہین
اترے وہ بھی شکار کھیلنے چلے گئے بارے خدا خدا کرکے پھر سب جمع ہوئے ہین دیکھئے فلک
کیا دکھاتا ہے اور اونکے نام کی صحت اب ہاتھہ آئی ہے مہاراج مرزا دیجی رام گج پتی راج بہادر منہ
سلطان اسکو آپ بخط جلی نسق دس پانچ بار کرکے گلزار لکھیے خدا چاہے تو صورت نکل آئے
آدمی وہ خوش ہمت ہے جوان ہے طاقت پروردگار نے ایسی دی ہے کہ عقل حیران ہے اگر لکھون تم
بھی مبالغہ سمجھو یقین نہ آئے کبھی جو بگڑی گھوڑیان ہر چند بڑہین مگر بڑھہ نسکین بلکہ بیٹھہ گئین یا گھوڑا
رانون مین دبا کر الٹی کا تھنا جو پکڑا ہاتھہ بھر اگلے پانون گھوڑے کی زمین سے اوٹھہ گئے
جسم جو بصورت ڈھنگ بہت سکتے ہین آنکھہ مین شرم وحیا سب صفتین اللہ نے دی ہین جو ہمارا
بھی حصہ ہے لوگ اسمین بہت مصروف ہین گو سب کام اوسکے حکم پر موقوف ہین پانچ چھہ دن سے
مہاراج نے اپنے بھتیجے کو ولیعہد کیا ہے اوسکا جشن ہو گا مجمع کثیر ہے پروردگار اتنی طاقت دیہ

کہ شریک جلسہ ہون اس لکھنے سے غفلت نکرنا کہ مین وعدہ کرچکا ہون اسکا جواب جلد بھیجنا رقعہ
عزیز از دل خوشتر از جان راحت روان مدالله عمرکم بعد دعا معلوم ہو تمسے جدا ہوکے ہوا سے تیز تر
سرگرم سفر ہوئے ہرچند کہ پانچ جگہ راہ مین ریل ٹھہری کہین پانی لیا کہین مسافر چڑھا اسپر جب الہ آباد
کی سرا مین آیا دس بجے دو منٹ اوپر پانچ گھنٹہ مین طے الارض ہوا اب صبح یکشنبہ تھا گاڑی کا انتظار
تا شام رہا مگر نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی القصہ صبح دوشنبہ تھا قریب دوپہر سب مدنظر ہوئے کچھ
گاڑیان کا قبال کچھ سوار ہونیوالون کا تامل مگر بخیر ایک جا ہوگئے اب پھر وہی سہ شنبہ تھا بنارس
چلے پل ٹوٹ گیا کشتی پر عبور گنگ ہوا وہان سے دس کوس سعد اللہ اباد مین مقام ہوا کھانا کھاکے
لیٹے تھے دفعتاً ابر گھر آیا پھر تو خدا کی پناہ حشر کا سامان ہوگیا بجلی ہر بار زمین کو چھو جاتی تھی کڑکنے
کے شور سے آواز کسیکے کان تک نہ آتی تھی اس وقت کی الجھن اور خفقان کا حد ہی نہ بیان ہے
بارے خدا خدا کرکے نصف شب گذری وہ ہنگامہ موقوف ہوا شکر کیا صبح کو روانہ ہوئے کچھ
دن رہے گوپی گنج بارہ کوس آئے شب کو مینھ تو برسا مگر نہ کڑکا نہ گرجا پھر دم سحر راہی ہوئے مرزا مراد
سرا کا نام ہی وہان پہونچے اوس دن خیر گذری وہانسے بروز جمعہ قریب دوپہر بنارس مین آئے اورنگ آباد
کی سرا مین رہے مرزا منجھلے جان آئے حال سنا غضب کا سانحہ ہوا مہاراج کے چھوٹے بھائی جو ولیعہد
اور نائب تھے ہمارے آنیکے قبل راہی ملک عدم ہوئے راجہ صاحب کو نہایت صدمہ جانکاہ ہے
آج تک کسی سے بات ہی نہ ملاقات ہے یہ سن کے بہت ملال ہوا صبح شنبہ تھا میر انیس کی ملاقات
کو گیا دوپہر کو محمد حسن آئے سب حال مفصل بر زبان لائے قریب شام رخصت ہوئے آج یکشنبہ ہے
سواری لانیکا وعدہ تھا چار گھڑی دن باقی ہے اب تک نہ آئے دوسرا جملہ یہ ہے الہ آباد مین داہنے
شانے پر ایک دانہ ہوا شاید ناخن لگ گیا اوسنے یہ کیفیت دکھائی ہے کہ بہت بڑا پھوڑا ہوگیا
جسجگہ اوسکا پانی چھو گیا چھالا پڑا زخم ہوا نہایت تکلیف بڑی ایذا ہے دیکھئے منظور خدا کیا ہے بدگوشت
ہو گیا ہے ظاہر اور تین سوراخ ہوگئے جب کیل نکلنے کی جراح کو دکھایا اوسنے مرہم لگایا کہا تمنے غضب
کیا پھر ذرہ اسپر کیون رکھا اوسنے یہ فساد کیا راہ مین اسکے سوا تدبیر بن نہ آئی آج تک سرا مین ہون
سہ شنبہ و سوم تھا جس روز لوگ کہتے تھے آج عید ہے سہ پہر کو محمد حسن رتھ سواری کو اونٹ باربرداری
کو لائے سرا سے لیچلے قریب شام دریا پر پہونچے قلعے کے نیچے گنگا جمنا دونو کا عبور کیا دولت پر قیام ہوا

پہلے یہین مقام ہوا صبح کو چارشنبہ تھا مہاراج نے بُلایا کمال عنایت سے حال پوچھا تاسف کیا کہا تم پہچانے نہین جاتے عجب حال ہوا تمہاری صورت دیکھکر اور ملال ہوا غرض اسی طرح کا کلام کیا مینے بھی بہت جلد رخصت ہوکر سلام کیا مکان کی تلاش ہی دروازہ پر بصد تکلیف بود و باش ہی جب تک تنہا مکان نہین میسر آتا یہ الجھن نہین جائیگی دیکھئے تقدیر کیا دکھائیگی ظاہرا صحبت اچھی ہوئی جو جو خیال تھے وہ سب بیکار ہوگئے اب جس روز اونسے گفتگو درمیان آئیگی سب گنجلک نکلجائیگی انشاء اللہ تعالے قریب صبح و شام یہ مرحلہ طے قصہ تمام ہوگا گفتگو کے بعد آرام ہوگا پھر تمہین سب حال فصل لکھونگا اگر زمانہ مہلت دے خط گلزار مین مہاراج کا نام لکھنا مہاراج الیشری پرشاد نراین سنگھ بہادر یہی پرچہ نذر دینا او خدا چاہتا ہے تو بہت جلد بلا آتا ہون ہر دم یہی خیال ہی موقع شرط ہی مسبب الاسباب ایزد بیہمال ہی انتہا کے فسردہ خاطر ہین القصہ کوئی دم اسکے سوا اور خیال نہین ابھی خط روانہ ہوتا فقط تمہاری تشویش کے باعث سے لکھا فوراً اسکا جواب بھیجنا بارش کا حال ضرور ہو کہ وہی آٹھ دن برسایا اور بھی اس طرف بارش بہت کم ہوئی گرمی سے عجب عالم ہی اور لکھنو کی جو حقیقت معلوم ہو وہ بھی لکھبھیجو ہاتھ کے باعث سر دست بہت ایذا ہی ہر دم کھٹکا ہی بدگوشت ہوکے دوانگل اونچا ہوگیا ہی جو سبب ہو جاے تو برابر ہوکے رہ جاے ایذا بدستور ہی بستر مجبور ہے جراح مرہم لگاتا ہی دیکھئے کس دن اچھا ہوجاتا ہی یہان بالفعل مہاراج کے رنج نے سب کام معطل کر رکھے ہین لہذا اگر تنخواہ آگئی ہو تو فوراً ہنڈوی کرکے روانہ کردو انتہا کی تکلیف ہی شہر اجنبی یہان محمد حسنخان وہ خود مفلس و حیران اور کسی سے رسم و راہ نہین بہرحال کچھ بھیجنا ضرور ہی کئی دن یہ خط پڑا رہا آج روانہ کیا میر باقر صاحب کو سلام شوق کہنا بالفعل مہاراج بہادر پر صدمہ عظیم ہی دل دونیم ہی انشاء اللہ موقع پر مذکور ضرور ہوگا ۲۷ جولائی

رقعہ برخوردار عزیز از جان من سعادت نشان من مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو دو خط فرحت نمط تمہارے آئے طبیعت مسرور ہوئی خدا تمکو سلامت رکھے کہ عصاے پیری ہو مگر دو کلمے لکھتے ہین بدمزہ نہونا بیت نصیحت گوش کن ایجان کہ از جان دوست تر دارند ٭ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭ جو دن آوارگی کے تھے تمنے عنایت الٰہی سے ایسے بسر کئے کہ زمانہ تمکو دعا دیتا ہی اور نام تمہارا تعریف کرکے لیتا ہی نزدیک و دور لیاقت اور خوش کرداری تمہاری مشہور ہی گردش فلک تفرقہ پرداز سے برسون ہمسے جدا رہے ہم ہمیشہ سفر مین مبتلا رہے کوئی تمہارے سر پر ایسا نتھا کہ جسکا تمکو ڈر ہوتا

خوف وخطر ہوتا وہ دن تو بوجہ احسن نیکنامی سے بسر ہوگئی ہزار ہا روپیہ بذات خود پیدا کیے صرف
کیے اس طرح کہ خدا خوش رسول راضی ہوا دنیا مین سب نے تمکو نیک کہا اور یہ لکھتا ہون کہ
غیر جنسون سے بہت صحبت رہتی ہی یہ بیجا ہے سے یک صحبت غیر جنس اسے محرم راز ٭ دارد رشتہ
سلوک سالک را باز ٭ یک فلفل گرد را جو یکجا بنہی ٭ بستد رہ کافور شود از پرواز ٭ جو دن شراب
پینے کے تھے تمنے لونگ نہین کھائی اب افیون پینے والون سے صحبت بڑھائی یہ بہت
بڑی چیز ہی علی الخصوص تمسا غیور پہلی اسمیں یہ ہے کہ غیرت کھوتی ہی کاہل بنادیتی ہی صبح کے غم
کی شام ہوتی ہے نہانے سے آدمی ڈرتا ہی کثافت کا پتلا بنتا ہی جوانی کی دشمن ہی بہادری کی بیخ کن
ہے تمنے دیکھا چالیس برس نزلہ کے باعث سے ہے کھاتا ہون چار رتی سے زیادہ نہین ہونے
پائی ہے ایسی دہشت سمائی ہی ہمارے سر کی قسم اس سے ڈرتے رہنا بہت بڑی چیز ہی دشمن
اہل تمیز ہی مسکرات مین یہ بھی شامل ہی ہمارے ہندوستان مین یہ بلا نازل ہے تم سعادتمند ہو ہمکو
یقین ہی کہ ہمارے قول پر عمل کروگے زیست مین نہ خلل کروگے سر دست انسان مجہول وکثیف
ہو جاتا ہی قطع بدل جاتی ہی دیکھنے والا خوف کھاتا ہی صحبت کا اثر مشہور ہی انجام کار پر نظر رکھنا ضرور ہے
میر باسط علی صاحب دو مہینے سے عارضہ پیچش مین بسر اوقات کرتے ہین تمکو یاد دنرات کرتے ہین
اور حکیم واحد علی صاحب رسالدار بہت تمھارے ثناخوان ہین فقط رقعہ عزیز از جان سعادت توامان
مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو خط تمھارا الشکل بحو جو مشہور ہے ویسا لکھا ہوا تیسری تاریخ چارشنبہ کو آیا یہ جو
لکھا ہی کہ پہلے خط بھیج چکا ہون یہ کیا سبب ہے کہ یہ آیا وہ نہ آیا اگر یہ بھی نہ آتا تو معلوم ہوتا کہ لکھا ہوگا
وہ کیون نہ آیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو بھیجا آیا وہ وہین رہا مرزا حسین بیگ صاحب کا حال لکھا کہ آئے
دوسرے دن چلے گئے خط برائے استکشاف حال ہی نہ کہ برائے قال مجکو علم غیب نہین کہ سمجھ جاتا
کونسے دن آئے کب چلے گئے قرینہ یہ تھا کہ فلان تاریخ یہ دن تھا دوپہر کو یا پہر بجے اس وقت آئے
اور فلان تاریخ اسدن کو گئے یون لکھتے اس قدر جلدی تمھارے مزاج مین ہی کہ مفقود الخبر لکھتے ہو
یہ رسم تحریر نہین دوسرا جو دیکھیگا ہنسے گا نام کے آگے خیر ہو ہوا سو ہوا آیندہ ایسا نہو یہ بہی نہ دو سطرین
زیادہ ہو جاتین تنگی خط کا حاصل یہ ہی کہ حقیقت مفصل ذہن نشین ہو جاسے یا مطلب سمجھ مین نہ آئے
یہان اونتیسوین کو سب نے چاند دیکھا دوشنبہ کا غرہ ہوا اودہ کا حال معلوم نہین ہنوز یہان کا معاملہ

بدستور ہے مہاراج بنارس مین آئے ہین اونتیسوین کو دربار مین کچھ باتین مجھسے کی تھین چنانچہ ایک کتاب
ہے حدائق العشاق فارسی اچھی ہے حکم ہوا ہے کہ اسکو فقط ہندی کردو چنانچہ اوس دن سے آج تک چار دن
ہوئے بارش کے باعث جانیکا اتفاق نہین ہوا دن رات مینھ برستا ہے بند ہر ایک رستا ہے مین یہان
ہون گھوڑا سائیس میان حفیظ اللہ پار رام نگر مین ہین دریا طغیانی پر ہے آنکھین دکھاتا ہے خوف سے کشتی
پر سوار نہین ہوا جاتا ہے خرچ کی تکلیف شہر بیگانہ تردد خاطر ہے جس وقت تنخواہ وصول ہو تیس روپیہ
بھیجدونگا دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ محمد حسن خانصاحب کو ہنر لکھنے کا بڑا دعویٰ ہے چنانچہ ایک روز تمہارے
مقدمہ مین مرزا حسین بیگ صاحب سے گفتگو آئی تھی مین چپ ہو رہا اسواسطے لکھتا ہون کہ کچھ
نہ کچھ ضرور لکھتے رہو مشق شرط ہے کرامات نہین خالی بیٹھے رہتے ہو دو گھڑی جو اسمین اوقات صرف
کروگے تو قباحت نہین آیندہ اختیار ہے ایک روز مہاراج سے تمہارا ذکر آیا تھا مگر بسبب اونکی پریشانی کے
تقریر ناتمام رہی انشاء اللہ تعالی قریب اسکا تصفیہ ہوا جاتا ہے جو خط لکھنو کا لوح لکھا ہوا تھا ملتے تو
پڑھ لیا لیکن مجکو دعوی ہے کہ میرے سوا دوسرا پڑھ نہین سکتا وہ جو مثل سنی تھی دیکھی لکھین موسے پڑھین
خود آدلیا یہ خط تھا جواب جلد بھیجنا محرم تک قصد بنارس مین رہنے کا ہے یہان خط جلد ملجاتا ہے پار دیر مین
آتا ہے بیرنگ بھیجا کرو رقعہ برخوردار سعادت اطوار غفلت شعار مد اللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے
جیسی ہے خدا جانتا ہے معلوم ہو خط تمہارا اخیر ماہ صفر مین آیا تھا اوسکا جواب بھجوا دیا تھا پھر ۲۱ اکیسوین
کو دوسرا خط آیا کہ بعہدہ کوتوالی راے بریلی مقرر ہوا مگر یہ نہ کھلا کہ کسکے ذریعہ سے یہ نوکری ہاتھ آئی
مشاہرہ کیا ہوا اسکے دریافت کرنے کو اوسی دن خط تمکو لکھا تھا کہ کل حقیقت مفصل لکھو چنانچہ
آج سولہ دن گذرے ہنوز انتظار ہے طبیعت کو انتشار ہے ایک تو مرض کی شدت مین ان دنون جیسا
مبتلا رہا خدا دشمن کو نصیب نکرے التہاب قلب کی گھبراہٹ مین دو دو پہر گرفتار رہا جان ہونٹون پر
آگئی تنہائی غربت لاکھ طرح کی مصیبت ہر بار یہ معلوم ہوتا تھا کہ روح قالب سے نکلجائیگی ابکی بار جو
طبیعت گھبرائیگی باری خدا خدا کرکے کچھ تسکین ہوئی ہے آیندہ دیکھئے مرضی خدا کیا ہے پوست و استخوان
جسم ناتوان مین باقی ہے گوشت تحلیل ہو گیا عجیب و غریب نقشہ ہے قصد تھا لکھنو چلے جانیکا خط
وہانسے آیا کہ ۲ ربیع الاولی پنجشنبہ کو وہ قافلہ روانہ ہوا آج گیارھوان دن ہے منگل تک غالب ہے
کہ یہان پہونچے ایک دن کا وقفہ ہے کل دوشنبہ ہوگا پرسون سہ شنبہ کو تیرھوان دن ہوگا دیکھئے

ادسکے آنے پر کیا ہو نہ یہان کوئی طبیب نہ دوا بجز خدا کیہ کا بھروسا نہین حکیم پناہ علیخان کے مرجانے
سے زیادہ بدحواسی ہوگئی جو کچھہ ہوا سو ہوا للہ تم اپنا حال مفصل لکھو کہ نقشہ کیا ہی پہلے تمکو تاکید لکھی تمنے
لکھہ بھیجا دو خط اپنے بھیجے مگر مجکو نہ پہونچے یہ عجب ماجرا ہی کبھی تمہارا خط آتا ہی کبھی تلف ہو جاتا ہی اگر یہ بار بار
خط تمکو پہونچتا ہی آج کل بہت پریشان ہم رہتے ہین لازم و ضرورت ہی کہ اپنے حال سے ہمکو اطلاع کرتے
رہو اور جو کچھہ کانپور کا رنگ معلوم ہو نوک قلم پر آئے کوئی حجابہ رہ نجاے ہر چند قصد ہوتا ہی اب تمکو
خط نہ لکھون مگر طبیعت سے مجبور ہون پھر لکھتا ہون جسدن زیادہ ملال ہوگا تو طبیعت کے ساتھہ ہاتھہ
بھی رک جائیگا خط نہ آئیگا آیندہ تمہاری خوشی تقدیر گردش مین ہے کوئی بات بن نہین آتی ہے
جو ترک روزگار کرون روٹی جاتی ہے جو یہان رہون طبیعت گھبراتی ہے دونون طرح مشکل ہے
دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہی تمہارے خط کا ہر دم انتظار رہتا ہے اور یہ بھی لکھنا تمہارے ہمراہ کون کون ہی
کسی ہمراہ لیگئے ہو للہ بہت جلد اپنے حال سے آگاہ کرو یقین ہے کانپور سے کوئی خط آیا ہو محمد حسن خان
بیٹھے ہین سلام شوق کہتے ہین ۱۲۔ اکتوبر یکشنبہ رقعہ نور بصر لخت جگر سلمکم اللہ تعالے بعد دعا اظہار
مدعا ہی آج بارھوین شوال دوشنبہ ہی تین پہر بجے خط تمہارا آیا لکھا بھر پایا سنو میری جان نطفۂ غیر
وقت کی شکایت سراسر بیجا بارہا تجربہ ہو چکا ہی حکماے ماسبق بہت ہوشیار تجربہ کار تھے لکھہ گئے ہین
حیا مروت آنکھہ سے متعلق ہے کہتے ہین فلانے شخص نے ہمسے آنکھہ پھیر لی اور جب قدرت کاملہ
سے ٹیڑھی بنی ہو پھر سیدھی کیونکر ہو یہ شخص تو ہمہ تن بد باطن ہے جو نہو وہ عجب ہی اوسیکا یہ سبب ہے
کہ پروردگار نے ہمیشہ محتاج رکھا اور جو فی الجملہ کچھہ مقدور ہوتا تو قتل مین نہ قصور ہوتا اور نیت و اعمال کا نتیجہ
یہ دیکھو تمام عمر صدقہ کہایا کئے بد باطنی دکھایا کیے ہماری نظر او سیر ہے جسنے کبھی کوئی کام بند رکھا
غرور پسند رکھا ہمین کہتے ہین تمنے کیا کیا جو رو بچے پالا کیے محتاجی اونکی ٹالا کیے یہ بھی حوصلہ اسی شخص
کا ہی جس سے برائی کیجیے اوس سے کچھہ لیجئے اونکو خدا اوسی طور پر رکھے ہمارے تمہارے و اسکی
عنایت سے یہی بات رہی کہ دشمن سے بھلائی کرین پروردگار کو مددگار جان کر تقدیر آزمائی کرین ہمیشہ
اوسنے بوجہ احسن بے منت غیر دیا کھایا کئے دشمنون کو جلایا کیے اندنون بہت تنگ تھے اسواسطے
التجا کی تھی سو تمہارے بدولت احتیاج رفع ہوگئی خدا تمکو دشمن بدبخت سے اپنی حمایت مین محفوظ رکھے
سلامت رہو ہمین کسیکی پرواہ کیا ہی نہی ہوگا جو قسمت کا لکھا ہے چنانچہ تمہارے خط سے پہلے مینے

اونکو لکھا ہی بلکہ تم کہنا جو خط آپ کو آیا ہے مجکو دکھائیے ضرور دیکھنا بہت کڑے فقرے لکھے ہین اس قصبہ
پر لعنت کرو غضب کا سانحہ سنو ہاتھ تھہراتا ہے لکھا نہین جاتا ہی ہاے ہاے جو کچھ خدا دکھاے پرسون
ہفتہ تھا اور دسوین تاریخ تھی مرزا گو سلیمن صاحب نے قے کی دو تین دست آے کل گیارھوین اتوار
تھا پہر دن چڑھے مرگئے شام کو زیر زمین ہوے گڑ گئے تمہاری سر کی قسم زمانہ آنکھوں مین سیاہ ہوا
بہت حال تباہ ہوا الا کیا کیجیے بہر کیف انسان ناچار ہے یہی جبر اختیار ہے آج تک یقین نہین کہ رسالدار
مرگئے دنیا سے گذر گئے میری جان عجب صفت کا یہ انسان تھا پھر تو مردہ بدست زندہ باقی ماندون نے
اور ہلکو جلایا جو چاہا کیا جس طرح جہنین آیا اوٹھایا غرض کہ خاک مین ملایا بھلا بھائی اس جینے پہ کمبخت جہان
کی برائی لے خسر الدنیا والآخرت ہو روسیاہی لے دیکھو تو کس غضب کا ماجرا ہے اس زندگی پر لوگ مرتے ہین
کیا کیا برے کام و نزات کرتے ہین معاذ اللہ خدا کی پناہ مجھے تو ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سکتے کا نقشہ ہے گو
ضعیف البیان تھے مگر ابھی تو جوان تھے اونکا وہ صدمہ اوٹھایا ہی کلیجہ منہ کو آیا ہے دل گھبراتا ہی اب
یہ محلہ کاٹے کھاتا ہی ہر دم یہ خیال ہے کہ اب یہان نہ بود و باش کیجیے کسی اور جگھہ محلہ مین مکان تلاش
کیجیے خدا چاہتا ہے تو قریب بادشاہ کا حال لکھتا ہون مگر تم خط ہمکو بہت دیر مین لکھتے ہو یہ عادت قدیم
ہے اگر آٹھوین دسوین دن بھی دو حرف کھینچ کے پھینک دو تو ثواب عظیم ہے اور خبر سینئے کیا کہون اس
شہر پر جو ظلم و جور ہو رہا ہے غضب کا طور ہو رہا ہی مسجدین کھدگئین کسی مین جہلخانہ بنا کسی مین پلنگ بچھا ہے
بیکنٹھ کھنچتا ہے مکانات شاہی منہدم ہوے کوتوال صاحب کسی کو اشراف نہین جانتے ذلت
دیتے ہین سعی نہین مانتے اور ہیضہ بھی شروع ہوگیا بہت آدمی زیر خاک سویا صبح سے صبح تک رام رام ست
یا کلمہ کی صدا ہی ابھی سے بارش کا لگا لگا ہی مینہ برس رہا ہے تین چار دن سے کھلا نہین ہر طرح
آفت ہے قباحت ہی دیکھیے منظور خدا کیا ہی ڈھنگ برا ہی ہر چند یہ خط پریشانی مین اناپ شناپ
بے تول ناپ لکھا ہی نہ اسمین لطف ہی نہ مزا ہے میر حامد علی صاحب اور منشی محمد علی صاحب ہمارے
مہربان ہین قدر دان ہین اونکو خط دکھا دینا اسواسطے کہ اب ہم خواب پریشان ہین قافلہ چل نکلا منتظر
حکم ہین جہان ہین بعد یارون کو بہت یاد آئینگے لوگ تاسف کرینگے پچھتاوینگے کسواسطے کہ ہمیشہ سے
دنیا مین نادان باخرد مند ہین دونون مردہ پسند ہین نسخہ پہونچا تم صحت سے سلامت رہو اسکو بناؤ بنگا
عمل مین لاؤنگا پہلے تو اسنے بہت فائدہ بخشا تھا اب خدا ہی اثر دہی بخشتا ہی وگرنہ گھاس پھوس

مین کیا ہی تو بہیا دور وہ خط بہر حکا سمع خراشی کر چکا مولوی فیض علی صاحب کی خدمت مین بعد سلام
یہ پیام کہنا کہ آپ کو جواب لکہنے کی عادت نہین لہذا دست و قلم بفرسودم براے یاد دہی ہمین قدر عرض
نمودم فلک محکوم دوران بکام سمند نیلی فام رام باد فقط رقعہ نور چشم عزیز از جان قوت بازو راحت
روان من خستہ جگر سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہ مزید قدرہ بعد دعاے صحت و سلامت و تمناے
ملاقات کہ زیادہ از حد ست واضح خاطر ہو خط تمہارا ۱۳ ۲ کا لکہا ۲۷ کو آیا سخت پریشان ہنا یا بہائی یہ بہی
نحوست اور کج ادائی فلک شعلہ شعار گردون ناہنجار کی ہی یہ تیسرا خط ہے پہلا ۲۳ ۲ صفر ۱۳ اگست کو
بہیجا دوسرا ۱۲ ربیع الاولی اور ۱۹ استمبر کو رجستری ہو کے تمہارے پاس گیا اسکو کیا کیجیے مجبوری ہے
اور یہ جو تمنے لکہا قصور کیا ہوا یہ فقط آپ کی عقل کا قصور ہے اسکو سوچو میری جان کہ نہ تمنے قصور ہوگا نہ مجکو
ایسا خیال ہو رب غفور ہوگا پہر از سر نو داستان پارینہ بروے کار لاتا ہون اپنا اور تمہارا دن دکہاتا ہون
کہ جب یہان نوبت بمرگ پہونچی اوس وقت ہمکو خبر ہوئی اے تو جہگڑا پاک تہا مردہ زیر خاک تہا یہان
یہ سامان ہوا دیکہیے مرضی الہی کیا ہی دنیا عجب جا ہے پر یہ مصیبت سخت ہی صبر کے سوا چارہ نہین
خدا کے کارخانہ مین اجارہ نہین اگر ہو سکے صبر کرو صابر کا مرتبہ بڑا ہے خود فرماتا ہی ان اللہ مع الصابرین
مگر تمسے ملاقات کرنا ہمکو بہت ضرور ہے کہ ہم بہی پانون لٹکائے بیٹہے ہین یہ تمنا ہی کہ ایکبار تمکو دیکہہ لین
موت تو برحق ہے اسکا ہر دم بیجا قلق ہی اور تمہارا حال نوکری کا ڈہنگ ابنا ہے زمانہ کا رنگ سب
معلوم ہوا ع ہمین مردمان بباید ساخت ٭ اور تم فضل الہی سے فہمیدہ ہو دردی . گہوڑے کے روپیہ کیس
طرح وضع ہونگے بتدریج یا کل تنخواہ نہ ملیگی یہان ۲۳ دسمبر دوشنبہ کو طوفان کا طور تہا شام سے ڈیڑہ پہر
رات گئے تک اس زور شور کا مینہہ برسا کہ تمام شہر مسمار ہو گیا گلی کوچہ مین ندی نالے چلتے پہرتے تہے
مکانات دہما دہم گرتے تہے چنانچہ صبح کو معلوم ہوا کہ ایک تا سے کئی آدمی ہلاک ہوا پانی کے بدولت
زیر خاک ہوا بنارس مین یہ نقشہ ہوا اور ایسا دریا بڑہا رام نگر مین سرکار کا قلع دیکہا ہے اوسکے دروازہ
پر کشتی چلی بنارس کی گلیون مین ڈونگی کی سواری تہی خلقت عاری تہی اس سے پہلے بہی میرے
سامنے آفت آچکی تہی دربار مہاراج بہادر کا شقہ آیا کہ آپ چلے آو جب تک وہان رہوگے رنج کم ہوگا
راحت کا باعث ایک دم نہوگا بہت سی باتین قابل تحریر تہین موقوف بر ملاقات وہ حرف و حکایات
ہین دنیا کے معاملے لعنت کے لائق ہین یہی بہتر ہے کہ چپکے رہین خیر اگر تقدیر مین تمہارا دیکہنا لکہا ہی

نو آتا ہون وگرنہ اوسکی مرضی جسکا کچھہ خیال کیا اوسی نے کُند چھری سے حلال کیا زیادہ دعا **رقعہ**
برخوردار نور چشم راحت جان طول عمرہ بعد دعا معلوم ہو عجب اتفاق ہے جس روز سے تم گئے ہو
ہماری طبیعت روز بروز بگڑتی جاتی ہے پہر پہر کے بعد دوا ہوتا ہی چہارشنبہ کو انتہا کی زیادتی نظر آتی ہی
اور تمہاری غفلت کا یہ حال ہی کہ کبھی کوئی پرچہ تک نہین لکھتے اور نہ ابتک حکیم احمد علی خانصاحب
سے ہمارے مزاج کی کیفیت بیان کی افسوس ہی ہمارا یہ حال ہو اور تمکو مطلق نہ خیال ہو دم رخصت
کس تاکید سے سمجھا دیا تھا کہ ہمارے حال سے غفلت نکرنا تمکو کچھہ یاد نرہا جب سے گئے ہو شاید
دو خط آئے ہون اب ہم کو بہت ایذا رہتی ہے دن رات دوا اور دعا کا شغلہ رہتا ہی جو مرضی خدا اتکو
جب آنکھہ لگ جاتی ہے البتہ کچھہ طبیعت ٹھہر جاتی ہی جب آنکھہ کھلی گلے مین خشکی معلوم ہوئی آنکھون مین
غبار معلوم ہوا سمجھا طبیعت بگڑی چپ بیٹھا رہتا ہون نہ بات کو جی چاہتا ہے نہ اور کا بولنا خوش آتا ہی
نہ بھوک نہ پیاس منتشر حواس دل سینہ مین مضطر قضا کا تصور پیش نظر ایک حکیم بنارس گیا سب طبیبون
کی راے ایک ہی مفرحات و مسکنات پر دارومدار ہی شفا کا بجز خدا کسکو اختیار ہے دربیولا مہاراج الہ آباد
ضرور جائینگے میرا بھی قصد ہی وہانسے تمکو لکھونگا اور جو موقع ہوا تو کانپور دو ایک دن کو چلا آؤنگا یا تمکو
بلاؤنگا حکیم صاحب سے یہ سب حال کہنا جو فرمائین لکھہ بھیجنا اور پوچھنا کہ جو آپ بلائین مین وہین چلا آؤن
پہلے جب ابتدا مین اس مرض کی شدت لکھنؤ مین ہوئی تھی آپ نے باتون سے اچھا کیا تھا اب
کوئی تجربہ کا نسخہ بھیجیے تیس برس کا خادم ہون دس برس کا دشمن نہین ملتا سنجیدہ اوسکی قدر کرتے ہین
مین دو حصہ بڑھا ہوا ارادتمند ہون میری تدبیر بہر کیف آپ پر لازم اور واجب ہی جلد کچھہ لکھہ بھیجئے
یا مجکو طلب کیجئے بے نبض و قارورہ دیکھے تحریر پر علاج نہین ہوتا ہی یہ تکلیف دینا سبب میرے اعتقاد
اور ارادت کا باعث ہی یہ سب سنا کے جواب حاصل کرنا چشم براہ شام و پگاہ ہون ہرچند مولوی گلشن علی
صاحب کہتے ہین دس پانچ دن کو لکھنؤ چلے جاؤ علاج کراؤ اب الہ آباد پر موقوف ہی اگر وہان پہونچا ضرور
آؤنگا اور جو خدا نے فضل کیا سجدۂ شکر اوسکا بجا لاؤنگا خط لکھنا بکھیڑا ہی نہ غیر کا لکھنا پسند آتا ہے نہ خود
لکھا جاتا ہے والسلام **رقعہ** نور چشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو کس کس تاکید سے تمکو
لکھا آج تک منشی صاحب کا حال نکھلا کہ کیا ہوا ڈاک والے رسید تمکو دکھاتی تھی یا فقط باتین بناتے تھے
تمہارا حال یہ ہی مرزا جان کو خط لکھا اوسی مین دو حرف مجلو نہ لکھہ دیے مرزا صاحب جو آئے ہین

محمد حسن کے گھر مین اوترے ہین ہرچند مینے کہاکہ یہ امر ہمارے خلاف ہی نہ مانا مین بھی چپ ہو رہا یہ
بات فقط محمد حسن کے ورغلانے سے ہوئی ہی مجھسے تو وہ صاف نہین نہ وہ گھر مین آتے ہین نہ مین
بلاتا ہون اسواسطے اونھون نے اس بیوقوف کو کچھہ سمجھایا ہی جو اونھون نے بستر وہان جمایا ہے خیر
اسپر بھی ہمیشہ سعی کے خواہان ہین کہ مہاراج سے سعی کر دیجئے گا اور مولوی صاحب سے دوسرا
سانحہ جانگداز یہ سنو کہ بائیسوین محرم کو مرزا حسین بیگ صاحب قضا کر گئے داغ فرقت ہمارے دل پر
دھر گئے خدا جانتا ہی جیسا صدمہ مجھہ پر ہوا کہ لکھا نہین جاتا ایسے لوگ باوضع یکرنگ دنیا مین کہان
ہوتے ہین مگر کیا چارہ یہ پرچہ اونکو لکھتا ہون لیجانا اور زبانی کہنا کہ یہ توقع ایسی نہ تھی یہ بھی قسمت کی
خوبی کہ آپسا شفیق محسن اس طرح بھول جاے عبرت کا مقام ہی یہ بھی گردش ایام ہی بھائی مرزا
رحیم کا ہمکو بہت رنج وملال ہوا لیکن مجبوری ہی کیا کیجئے جو مرضی خدا اندنون آنکھون پر بہت
غبار آگیا ہی جو اوسکی مشیت بشر مجبور ہے قسمت کا قصور ہی رقعہ نور چشم عزیز از جان سلمہ اللہ بعد دعا
کہ تہیدستی ہین اسکے سوا کیا ہی معلوم ہو بعد مدت دراز اور گذرنے زمانہ دیر باز کے خط تمہارا ۲۶ کا لکھا
آج شاید پانچوین دسمبر ہے آیا بدھ کا لکھا تھا اور آج بھی چہارشنبہ ہی بابا سنوخان یہان آئے تھے
اور پھر گئے خط ہمین نہ دیا خیر شکر ہے جو تمنے لکھا تھا ہر جملہ اوسکا خنجر اور ہر فقرہ نشتر سے بدتر ہوا سوائے
شکر چارہ نہین دم مارنے کا یارا نہین ایک شخص کے مرنے سے اتنے آدمی تباہ اور پریشان ہوئے
بے آب ودانہ ہوکے حیران ہوئے تم کو یاد ہوگا ہم کہتے تھے بھائی اس مفتہ گوشت کو غنیمت
جانو اسکا چارپائی پر بجس پڑے رہنا یاد آئیگا ہر ایک پچھتائیگا مگر دنیا کا یہی حال ہے قدر نعمت
بعد زوال ہے اوس وقت کوئی نہ سمجھا سب سے کہتے تھے کچھہ فکر کرو کمر کھول کے نہ بیٹھو اب میرا
حال سنو پہلے تو یہ کہ دائم المرض ہو گیا صحت نے منہ پھیرا عارضون نے گھیرا دوسرا یہ مقدمہ آنکھون
نے جواب دیا دس قدم کے فاصلہ کا آدمی سوجھتا نہین مطلق بوجھتا نہین کہ کون آتا ہی کون جاتا ہی
تیسرا مقدمہ یہ کہ سب مدار گذران پر قسم ہی اوسکی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی آج تک ادھ سکے
روپئے نہین ملے مہاراج بہادر چکیا مین تشریف رکھتے ہین ہر بار جھلا کے چاہتا ہون کہ ترک
روزگار کرون جب یہ خیال آتا ہی کہ تمسا آدمی ماشاء اللہ جوان رعنا سب باتونکا سلیقہ جس کام کو
کہہ اوسکا بخوبی انجام کرو اوسکا نیک نام کرو جس محفل مین بیٹھو اوسکی زینت ہو سو تمہارا یہ حال ہی

کہ دس روپیہ کا روزگار محال ہے مین کمبخت بوڑھا آنکھون سے معلوم نہین ہوتا ایک رہبر چاہیئے کوس
آدھ کوس چل نہین سکتا پڑا رہتا ہون چارپائی سے ہل نہین سکتا کسکے دروازہ پر جاؤنگا کسکے سامنے ہاتھ
پھیلاؤنگا چھ مہینا تنخواہ کا ہوا جسکا وصول نہین ہوا اور نہ مرزا کلو بیگ کا حال سنکے سینہ شق ہوا اللہ عالم
ہے جیسا اتفاق ہوا اگر سر پٹکنے کے سوا کچھ بن نہ پڑا تمکو میری طبیعت کا حال خوب معلوم ہے ایسا سانحہ غیر کا
سُنکے افسوس ہوتا ہے نہ کہ اونکا کوئی کو اس بات کا یقین نہ آئیگا تمکو اسواسطے لکھا کہ تم جھوٹ سمجھوگے تو
خدا اور خدا کا رسول شاہد ہے پچیس [25] روپیہ حفیظ اللہ کے بیٹے کے بھی آج تک نہ بھیجے جناب مرزا صاحب
کے بیس روپیہ قرض لیکے بھیجے کہ جب مولوی صاحب نے لکھا مجکو ذلیل کرتے مین نالش کا قصد ہے
یہ مقدمہ بھی جبتک جیتا ہون یاد رہیگا ؎ نکوئی بابدان کردن چنانست * کہ بد کردن بجاے نیکمردان
دو چار سو کا اسباب جو تھا وہ سب رہن پڑا ہے کچھ بن نہین پڑتا ہے اپنی بوٹیاں نوچتا ہون فلک کی طرف
دیکھکے رہجاتا ہون اور بھائی اب میری زیست کا کیا بھروسا ہے خدا جانے تقدیر کیا دکھائیگی کون
کون مصیبت پیش آئیگی بہو کو سمجھانا دلاسا دینا کہ بھائی اگر قضا آئی ہے ٹلنے کی نہین دنیا مین کون بچا ہے
اور کون نہ بچیگا اگر زندگی باقی ہے صحت ہوجائیگی منشی قدرت نے حرف بقاے جاودانی کسی بندہ
کی نامۂ زندگانی مین رقم نہین کیا ہے اور اس منزل عارضی مین کونسا دولتخانہ ہے جو سیلاب فنا سے برباد
ہوکر مسکن زاغ و روغن نہین ہوا نبی آدم پہلے نابود تھا آخر کو معدوم ہوگا چند دن کے واسطے خلعت
وجود پہنکے محنت آباد ہستی مین آیا ہے دنیا محض بے ثبات اور ہر دم رو بزوال ہے خدا کو یاد کرو اوسیکے روبرو
فریاد کرو کہ تم پر رحم کرے نیا ماجرا سنو پٹیالہ کے راجہ نے مجکو بلایا تھا مہاراج کی تیاری تھی میرا بھی
اونکے ہمراہ قصد تھا اوسکے بیٹے کی شادی تھی کرور روپیہ کے صرف کا ارادہ تھا وہ لڑکا پر ارمان مرگیا
جو سامان ہوا بد ہوا اپنا کیا اختیار ہے وہ مختار ہے آج تمہارا خط آیا اوسی دم جبر کرکے چراغ کے سامنے
جواب لکھا بھلا مہینے بھر کے بعد تو ایک خط لکھا کرو تم سلامت رہو ہمکو بہت یاد کروگے اب کہانتک
جئینگے آخر شش ایک حد ہے وہ ہوچکی جو دم ہے غنیمت ہے اگر آنکھون سے نہین دیکھتے بھلا خبر تو
معلوم ہوتی رہی تمہارا لکھنو جانا مرزا صاحب نے ہمکو لکھا تھا اور کانپور آنیکی خبر تمہارے گھر کی
علالت سنو خان کے خط سے معلوم ہوئی تھی بارے اب تو فضل الٰہی ہے تمنے یہ حال کچھ نہ لکھا زیادہ
والسلام رقعہ نور چشم عزیز از جان مد اللہ عمرہ بعد دعا معلوم ہو عرصہ دراز سے کچھ حال تمہارا

معلوم نہین ہمارا قصہ یہ ہی کہ فقط آنکھ کے علاج کے واسطے رمضان کے غرہ سے روانہ ہوئے ۹
ربیع الاول کی تھی کہ پھر رام نگر پہونچے اور عظیم آباد و صاحب گنج محمدی نگر مرشداباد سے کلکتہ پہونچے ایکبار
حضرت کی ملازمت ہوئی یہ قصہ بہت طول طویل ہے المختصر جو آنکھ دہنی باقی تھی جس سے کام
نکلتا تھا اب اوسمین بھی غبار آگیا دم گھبرا گیا دیکھئے منظور خدا کیا ہی ثابت ہوا کہ جہان کا کام تقدیر کے
موافق ہوتا ہے اوسمین گھٹانے بڑھانے یا نفع و نقصان کی کسی کو طاقت نہین جو بندہ برگزیدہ راضی
برضا رہے کہ تیر قضا کیواسطے سواے سپر صبر کے اور کوئی چیز نہین لیکن جب انجام کا خیال آتا ہی
طبیعت کا اوبھنا دل کا دھڑکنا ہر بار بڑھ جاتا ہے اور غور کرو کہ یار نہ مددگار بجز ذات پروردگار تمھارے
سوا دنیا مین نہ ٹھکانا ہے نہ سہارا ہی سوچو تو کون ہمارا ہی سخت تشویش ہے کہ خدانخواستہ اگر بصارت
گئی تو کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہین کلکتہ مین بڑا ڈاکٹر تھا کہ اوس سے زیادہ کوئی نہ تھا اوس بدبخت نے
فریب کیا ایک عرق ایسا دیا کہ اوسکا آنکھ مین ڈالنا دوپہر کے بعد دہنی مین غبار شروع ہوگیا اوسکو ترقی
ہوتی جاتی ہی میرا دم گھبراتا ہی کلیجہ سینہ کو آتا ہے کوئی پرسان حال نہین کہ روتے کیون ہو جان کھوتے
کیون ہو باہر جاتے ہین تو پانون لڑکھڑاتے ہین ایسے وقت مین تمسے جدائی ہے دیکھئے کیا مرضی
الہی ہے تمھارے دیکھنے کو بہت دل بیقرار ہی اور ریل بھی یہان تک آگئی ہی ایک دنکا سفر ہے
جو صبح کو سوار ہوکے شام کو یہان پہونچےگے اگر صحت و عافیت ہو تو ہمکو دیکھ لو زیست کا اعتبار نہین
زمانہ کے رنگ کو قرار نہین ایک کحال بے مثال لاجواب ہی انتخاب ہی اوسکی خبر لکھنؤ مین سنی ہے
مولوی محمد یعقوب صاحب کو لکھا ہے کہ اوسکو ڈھونڈکے حال لکھئے جو وہ وعدہ کرے تو بہر کیف
مین چلا آؤن تقدیر آزماؤن ہر دم وحشت ہی پریشانی رہتی ہی کوئی اتنا نہین جو تسکین دے حال
پوچھے مگر لاڈلا کڈھب ہے جو ہے کچھ درد نہین تو کون ہو شکر صد شکر کہ اس سن مین یہ تنہائی ہی سب کو
بے پروائی ہے ہمارا حال قابل دید ہے بلکہ دید ہی نہ شنید ہی جس قدر رنج و الم سے بھاگتا ہون بسبب
اوسکا سامنا ہوتا ہے تین چیزین دنیا مین سخت ترین ہی وہ یہان موجود ہین ضعیفی مین تنہائی غربت
مین بیماری مفلسی مین قرض داری کیا کہون لکھ نہین سکتا بڑی مشقت سے یہ چند سطرین کھینچی ہین
اور حکیم احمد علی خانصاحب سے عرض کرنا کہ اختلاج قلب ہی طبیعت گھبراتی ہی وحشت ہوتی جاتی ہی
پانون برف ہو جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ روح مفارقت کرتی ہی رقعہ نور چشم غفلت شعار بد اللہ عمرہ

عجب حال ہی لکھتے لکھتے ہاتھ گھسے تمہارے خیال مین کچھ نہ آیا یہان روز مرض بڑھا طاقت گھٹی تمنے
خط نہ لکھا محمد حسن خان کو خط آیا ہم منتظر رہے خدا جانے کس شغل مین ہو مرزا حسین بیگ صاحب نے خط
لکھا حال معلوم ہوا اگر تم نہ چونکے اے بھائی تمکو خوف خدا نہین ایسے وقت مین یہ غفلت زندگی کا اعتبار
کیا ہی یہ نزاد ہو کھا ہی لازم ہے کہ بمجرد خط دیکھنے کے اپنا حال نوابصاحب کے مزاج کی کیفیت کہ تسے
بکدر ہین یا صاف ہین سب ہمکو لکھہ بھیجو ورنہ بجز افسوس و حسرت کے کچھہ نہوگا مرزا حسین بیگ صاحب سے
بعد سلام کہدینا کہ غضب کی جا ہی دو سطر لکھنے کے محتاج ہین کس سے کہین جو لکھدے اس باعث سے
جواب مین دیر ہوئی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کس جگہہ نوابصاحب اوترے ہین دیکھو تو اگر کوئی سنے گا کہ ہمارا
یہ حال ہے تم خط نہین لکھتے تو کیا کہے گا جلد سب حال لکھہ بھیجو اور حکیم احمد علی خانصاحب کے مزاج
کی کیفیت لکھو ہمارا حال اونسے کہنا کہ بیٹھے بیٹھے مُنہ خشک ہونے لگا دل اوبھنے لگا بیٹھا ہون آنکھین
بند ہوئی جاتی ہین جب آنکھہ کھولی نظر نے کمی کی طبیعت نے برہمی کی یہ دونون نسخے عرق کے ہین
سنا دینا جو کمی بیشی کرین جلد لکھنا دو چار دن مین دوا بھی تیار ہوگی زیادہ والسلام رقعہ نور چشم عزیز از جان
مد اللہ عمرہ بعد دعا اور دیکھنے کی تمنا کے معلوم ہو ایک خط تمہارے خط کے جواب مین لکھا اور منشی صاحب
کا خط ملفوف تھا اوسکو آج چودہ دن گذرے دوسرا پھر تاکید جو بارھوین صفر کو جمعہ کے دن بھیجا اوسکو
بھی چھٹا روز ہے صد اسے برنخاست سخت عقل حیران ہی کہ یہ کیا سامان ہی اگر منشی صاحب نے
نہ لکھا تم تو لکھہ بھیجتے کہ یہ سانحہ ہوا اور غالب ہی وہ جانے والے ہون از درون چارون طرف سے
رنج نے گھیرا ہی راحت نے مُنہ پھیرا ہی فضل الہی سے یہان تو گیارھوین تاریخ پنجشنبہ تھا کہ مینہہ
شروع ہوا آج چہارشنبہ سات دن سے پیہم برسا کھلا نہین چنانچہ بارہ سیر گیہون بکتے ہین اور یہان
سب تمہارے مشتاق ہین میر باسط علی بہت بیمار ہین خدا انجام بخیر کرے مرض کو طول ہوا محتاجی
گریبان گیر ہے درنیولا سردی کے باعث پانون پر ورم آگیا ہی خدا ہی رقعہ عزیز از جان مد اللہ عمرہ
بعد دعاے صحت و عافیت واضح ہو للہ الحمد کئی مہینے کے بعد خط آیا اوس نے پریشان بنایا
تحریر سے گرفتگی طبیعت کی کھلتی ہے جو جملہ ہی ناتمام ہے اسی مین کلام ہے روپیہ کی رسید چچا صاحب
کے خط سے معلوم ہوئی ہوگی جسنے تمکو لکھا یا چچا صاحب کو لکھا تھا اس سے اور کچھہ معلوم ہوا
نہ تقسیم لکھی کہ کیونکر صرف ہوئے نہ اسکی شرح لکھی کہ اونکو کتنے دیے تمنے کس قدر لئے دوسرا نقدمہ

یہ ہی مرزا حسین بیگ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا رحمان نے زبانی بیان کیا کہ میر اکبر علی تیاری
کر چکے ہین بعد رمضان المبارک قصد یہان صمم آنیکا ہے تمنے کچھہ نہ لکھا سخت تعجب ہی لہذا مین تمکو
بتاکید اکید لکھتا ہون ساری خدائی جانتی ہے اور سب سے زیادہ تم کو معلوم ہی جو جو حرکتین اونکے
والد نے مجھسے کین خانہ بربادی بیابان گردی اونھین کے بدولت سے ہوئی جھوٹی نالشین کر کے
روپیہ لیے اونکی بدباطنی سے کوڑی ہاتھہ نہ آئی مفت بیفائدہ ذلت اوٹھائی مینے کبھی دم نہ مارا تنخواہ
مقرر کر دادی تمسے کیا کیا نہ کیا کچھہ اوٹھا رکھا تھا پھر تمنے لڑکے بالے پالے مفلسی کے دن ٹالے
سلوک کیا اوسکا انجام یہ ہوا کس بڑے تیور سے تمسے پیش آئے اب وہ مر گئے خدا اونکو بخشے اور کیا
کہین جیتے جی اونسے شکایت نہ کی یہ سمجھے ع نیش عقرب نہ از پے کین ست :: مقتضاے
طبیعتش اینست :: اسکے علاوہ اسی مہینے مین مہاراج بہادر کا کوچ ہی الہ آباد گڑھے تک مجکو ہمراہ لیجانیکے
ملاقات مجھسے نہوگی جس قدر وہ یہان آئینمین صرف کرین وہین بیٹھکے کھائین خرچ نہ اوٹھائین پردیس
مین خراب نہون بہت سمجھا کے کہنا کہ تمھارا وہان جانا مصلحت نہیں ہے جو اونسے ہو سکیگا وہ
تمکو بھیجدینگے اور جو کہنا نہ مانین تو تم اونکو جواب صاف دینا کہ تم کون وہ کون بس معاف کرو انھون نے
ناک مین دم کیا ہی قریب کا آدمی نہیں سوجھتا ہے یہ فقط اوسکی عنایت ہی رد پیٹ کے اٹکل سے
کچھہ لکھہ لیتا ہون دوسری یہ کہانی ہی رحمان کی زبانی ہے کہ مرزا جان صاحب بہت کڑھکے جو منہ
مین آیا وہ کہا کہ میرے روپیہ آج تک نہ پہونچے یہ کیسے روپیہ ہین کسکو دیے ہین ہیں روپیہ حویلی
کے ایکڑ مین نے دیے تھے وہ چنتے وقت کمر بگڑ لیئے تھے مولوی صاحب کی ضمانت لی رسید اونھون نے
بھیجی ہی اب کیا چاہتے ہین یا مجکو بھول گئے نرم اسامی سمجھے جیسا ہمنے کیا ویسا پایا خدا سمجھیگا وہ
احکم الحاکمین ہے اگر ہم بر سر فساد ہوتے تو خدا جانے کہان برباد ہوتے اونسے بھی پوچھیگا آنکھونکا
ہمارے رنگ برا ہی دن رات اسی سوچ مین دم رکتا ہی اسپر چار دن صحت نہین رہتی روز نیا سامنا
ہوتا ہے اور اب تو گرمی آئی دیکھیے کیا ہوتا ہی سب اعضاے جسمانی جواب دیچکے ہین مہمان ہین
ایسے وقت مین تمھارا پاس نہونا بہت ایذا دیتا ہی سب کام بند ہین جو تم ہوتے تو ہرج کار نہ ہوتا دیکھیے
اگر منظور خدا ہی تو کوئی صورت نکلی آتی ہے مین نام دن راجہ کا تمھارے پاس بھیجتا ہون مشق کرکے
بخط جلی گلزار تیار کرنا نام کو تسحیح کر لون تو لکھون بہت ٹھیڑا نام ہے کبھی سنا نہوگا اور یہان خوب یاد دیا

جمعہ کا دن آٹھوین تاریخ میر منصب علی صاحب سے بنارس جاتا تھا راہ مین ملاقات ہوئی وہ تلاش
مین ہمارے سرگردان وخراب تھے محمد سجاد کا کہین پتا نہین لگا پھر اوس دن سے ملاقات
نہین ہوئی جیسا بلرام پور کے راجہ کا نام لکھا تھا ویسا اسکو بھی لکھنا۔ مزا پوس پاتی گج تپی راج مہاراج
دیجی رام سنہ مو سلطان دام شوکتہم۔ زیادہ دعا رقعہ عزیز از جان سعادت و اقبال نشان اللہ تمکو
بصحت و عافیت سلامت رکھے بعد دعاے صحت و سلامت اور دیکھنے کی تمنا کے تحریر حال ہی خط تمہارا
یکم جنوری کا لکھا ساتوین ماہ مذکور اور سولھوین رجب چارشنبہ کو آیا مضمون پریشانی سانحہ ہمشیر ثانی
معلوم ہوا اُسنو میری جان جب بُرے دن آتے ہین ایسے ہی معاملے صورت دکھاتے ہین جسدن
سے اوس مرحوم و مغفور نے دنیا سے کوچ کیا ہی سرگردانی رہی اور آج تک چلی جاتی ہی روز نئی بات
سامنے آتی ہی مگر کیا کیجیے اختیار بدست مختار ہی بندہ بہت مجبور و ناچار ہے لیکن دل کو یہ کہکے
تسکین دیتے ہین ع کہ جہان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند* دنیا مقام گذران ہی جو ہی روان دوان
ہی جو شادی نہ رہی تو غم کیا رہیگا ایک طور پر زمانہ کیا رہیگا شکر ہے تمنے مثل سُنی ہوگی برے کی بری
سے ڈرییے آدمی کو استقلال بہر حال ضرور ہی کہ پروردگار رحیم ہی غفور ہی مرزا کلو بیگ صاحب کا
حال اور بال سنکے سو چکے جیسا بیج گذرتا ہی خدا جانتا ہے بڑی وجہ یہ ہی کہ قریب ہمکو بھی یہ ہی
سامنا ہے اس وقت کا خوف کسیکو نہین ہوتا بُرا وقت اسیکا نام ہی کہ نہ باپ شفیق روک سکتا ہے
نہ مادر مہربان کا بس چلتا ہی نہ عزیز و آشنا یگانہ و بیگانہ کام آتا ہی نہ اولاد سے کچھ ہو سکے نہ مال و لشکر پنجہ
ملک الموت سے بچاتا ہی یہی رستہ سخت دشوار گذار ہی نہ راہ سے وقفیت نہ بدرقہ نہ راہبر یار نہ مددگار
حساب کتاب کا خوف گناہوں کا پشتارہ سر پر بھاری غفلت کی پشیمانی و شرمساری ہی یہ تماشا دیکھیے کہ
اسکا وقت معین نہین کون کون ہماری آنکھون کے سامنے مر گئے داغ فرقت دل پر دھر گئے ہم جانتے
تھے انکے سامنے ہم مرینگے یہ نہ سمجھے کہ یہی پہل کرینگے شعر پیر جیتے ہین جوان مرتے ہین ع آپ جو جانتے ہین
کرتے ہین ع سواے شکر اور صبر چارہ نہین اور ہان بھائی بہو کا حال مفصل معلوم نہ ہوا یہ غشی کا کسکی
جانب اشارہ تھا مین نہ سمجھا اگر طحال ہی تو اوسکا مشہور یہ حال ہی کہ تپ رہتی ہی چار چار پانچ پانچ مہینے
لوگونکو بخار آتا ہی جب وہ مرض دور ہوا صحت ہی اسکی کیا دہشت ہی اور یقین ہی علاج حکیم احمد علیخان
صاحب کا ہوا اوسکا حال ابتدا سے آج تک کا لکھو اور تپ کا رنگ مزاج کا ڈھنگ کہ کیونکر آتی ہے

اور غذا کم ہی یا بدستور چلی جاتی ہی اور کب تک حرارت رہتی ہی یہ سب حال مفصل حوالہ قلم کرو اور مرزا
کلو بیگ صاحب سے تو ہم ناامید ہو چکے ہین جو مرضی خدا انصاف کرو بھائی اب ہمارے جینے کا
کیا بھروسا ہی غضب یہ ہی کہ ایسے دنون مین ہم شہر بیگانہ مین پڑے ہین یار نہ آشنا سوا ذلت خدا اور
آنکھونکا یہ صدمہ ہی کہ لکھا نہین جاتا کبھی ہاتھ کانپنے لگتا ہی کبھی نظر نہین ٹھہرتی دو دن مین ایک
خط تمام ہوتا ہی تمھارے دور ہونے سے کمر شکستہ ہین کوئی آشنا نہین جو ہم کہین وہ لکھدے اور میر محمود
صاحب سے بعد سلام نیاز ہمارا حال کہدینا یکم جنوری سے ریل جاری ہی دو ایک آشنا عظیم آباد
تک ہو آئے سو روپیہ کی ہنڈوی تمھارے پاس آتی ہی اسّی روپیہ تم لینا بیس روپیہ مرزا کلو بیگ
صاحب کو دینا اور یہ کہنا خدا کو یاد کرو وہ بڑا قادر ہے ہر شئے کا وقت مقرر ہے اگر زیست باقی ہے
اچھے ہو جاؤ گے کونسا مریض ہی جسکو صحت نہین ہوئی اور خدا جانتا ہی ہم مجبور ہین نہین تو اتنا عرصہ
بھیجنے مین ہوتا اوسی روپیہ کی امید مین اتنے دن گذر گئے اب خدا گواہ ہے یہ روپے قرض لیکے بھیجے ہین
پانچ روپیہ میرزا امام علی مستان کو دینا اسکا جواب جلد آئیگا تو مفصل اپنا حال لکھونگا ابھی سے لکھنا
شروع کرونگا یہ ہنڈوی روکرا ہے چوک مین گنگا دین اور شیو دین مہاجنون کی دکان سے لینا فقط

رقعہ نور چشم عزیز از جان سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہ و مزید قدرہ بعد از دعاے صحت و سلامت
و تمناے دیدار فرحت آثار واضح ہو ۱۲ شعبان کو تمھارا خط مع صندوق آیا تھا جواب اوسکا روانہ کیا
آج چودھوین رمضان کی ہی انتظار رہا خط نہ پہونچا اور میان سنو خان تو گویا جان نہ پہچان اجنبی انسان
تھے ہر چند تمسے بہت تاکید کی تھی کہ مہینے مین تو ایک خط لکھنا تمھارے خیال مین نہ آیا ہمارا عجب
حال ہی آنکھونکا ہر دم ملال ہے روز نظر کمی کرتی ہی طبیعت برہمی کرتی ہے دیکھئے منظور خدا کیا ہی
لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے اس خط کے اپنی خیریت کا حال کلکتہ کا آل جواب و سوال لکھو معلوم نہین وہ
جو تنخواہ کے باعث تھے اونکے پاس سے کچھ جواب آیا یا نہین آیا سررشتہ دار نے وعدہ کیا تھا کہ ایک
مہینے مین جواب باصواب آئیگا ز معلوم ملجائیگا تم اونکے پاس بھی کبھی جاتی ہو یا نہین اور کپتان صاحب
سے ملاقات کا قصد تھا وہان گئے کیا ہوا یہ سب حقیقت لکھو اور اسمین کوشش کرو یہ روپیہ ضرور
ملیگا کوئی حاکم فریاد رس سنیگا اگر غفلت کروگے عرصہ زیادہ کھنچے گا تو کسیکا کیا بگڑیگا تمھارا ہی
نقصان ہی اس زمانہ مین یہ روپیہ تھوڑا نہین ہی اسمین بہر کیف سعی کرنا شرط ہی اور عملہ عدالت سے

ملاقات بہت ضرور ہی اللہ نے تمکو سب طرح کی لیاقت عنایت کی ہی ایسا نہین جسکے پاس جاؤ اوٗ
تمہارا پاس نکرے اپنا فخر نہ سمجھے مگر بھائی مشقت شرط ہی گھر بیٹھے یہ باتین نہین ہوتین دیکھتے ہو
دُو دُو روپیہ کیواسطے لوگ کیا کیا کرتے ہین کس و ناکس کی التجا کرتے ہین محنت و کوشش عجب شجر
میوہ دار ہی جب ہم چاہین کہ سر پر بزرگی پڑ بیٹھین اور تاج سرفرازی سر پر رکھین تو کمر ہمت چُست باندہکر
کوشش اور محنت پر اپنی ہمت مصروف رکھین جد وجہد سے توفیق یزدانی دروازہ سعادت مندی
کا کھولدیتی ہی جو کوئی علم محنت و مشقت بلند کرتا ہے تاج دولت سے سربلند ہوتا ہی بے نیش محنت
نوش نعمت ہاتھہ آنا دشوار ہے عالم امکان کا اسی پر دار و مدار ہے یہ ہماری باتین کام آئینگی بہت
یاد کروگے اور رہم تو پانٗون لٹکائے بیٹھے ہین آج نہین کل اسیکا سامنا ہی تم کو خدا سلامت رکھے
بہت دنون زندگی کرنا ہی خوش نصیب ہو سب کچھہ ہاتھہ آئیگا روپیہ پیسا یار و آشنا مگر ہمارا افسوس
رہجائیگا ہمکو نپاوگے اوس وقت پچھتاوگے دنیا مقام گذران ہی جو ہی روان دوان ہی بقا بجز
ذات خداوند قدیر دوسرے کو کہان ہی یہ سب کچھہ دیکھا اور دیکھتے ہو خواب پریشان ہی لیکن خلقت
مردہ پسند ہی دنیا جاے پر گز نہ بھولے یاد رکھو اپنا محبت کرنیوالا نہین ملتا دیکھو کو برسون جدا رہتے تھے مگر یہ خیال
تھا کہ یہ شخص ہمارا خواہشمند ہی اسکا سہارا تھا غمخوار ہمارا تھا اب سر ٹکراتے ہین نہین پاتے ہین لہذا ہمارا
جینا غنیمت جانو خبر گیران رہو یہ نہین کہ بھول جاؤ دس برس کا دشمن نہین ملتا نہ کہ تمام عمر کا غمخوار سنو خانٗن
کا حال لکھنا آتی ہین یا زبانی کہانی سناتے ہین تمسے کہا تھا منشی مقصود علی صاحب کے پاس گہ وگاہ
جانا یہ لوگ بھی انتخاب ہین نایاب ہین خیر و شر کی صلاح لینا جو بہتر ہوگا بتائینگے کم و زیادہ کبھی لب پر نہ
لائینگے ہماری طرف سے تسلیم بعد تکریم عرض کرنا مولوی یعقوب صاحب سے آمد رفت رکھنا یہ لوگ
بھی بے مثال ہین اور جناب معلی القاب مرزا جان صاحب کی حقیقت تو لکھو کیونکر ہین کیا کرتے ہین
غرض کہ سب کیفیت بشرح لکھہ بھیجو میرزا امام علی کا خیال رکھنا جو اطاعت کرین دس پانچ دن کے
بعد رحمان آتا ہی خدا نے چاہا تو جو تنخواہ ان سب کی باقی ہی بھیجدونگا برخوردار واحد علی کو پیار کرنا گھر مین
دعا والسلام رقعہ جان من راحت روان من لخت جگر نور بصر اللہ سلامت رکھے بعد دعاے
صحت و ترقی مدارج دولت واضح ہو عرصہ دراز زمانہ دیریاز منقضی ہوا کہ تمہارا خط فرحت نمط نہین آیا
اور جسدن تمنے برخوردار واحد علی کو خط لکھا تھا میرزا مراد علی کے طلب مین اوس روز جواب بھیجنے

روانہ کیا تھا اور چند امر ضروری لکھے تھے غالب ہی کہ مہینے سے عرصہ زیادہ کھنچا صدائے برنخاست
معلوم نہین کہ سبب اسکا کیا ہی یا جواب بھیجا ہو تو یہان نہ آیا اس قدر جواب کو تامل ہوا کیون تساہل
ہوا اب مضمون تازہ یہ ہی کہ کلکتہ خط بھیجتے بھیجتے حیران و پریشان ہوگیا آخر کی تحریر یہ تھی کہ میرزا احمد علی
کے نام کا سارٹیفکٹ اور میرے نام کا مختار نامہ بھیجو تو یہ روپیہ ملین چنانچہ سارٹیفکٹ مع دستخط اور جو جو
مدارج تحقیقات ہوئے تھے سب لکھوا رکھے ہین مختار نامہ کی صورت یہ ہی کہ اوںھون نے لکھا تھا ہم
مسودہ بھیجین گے اوسپر دستخط ہوکے جب آئیگا روپیہ ملجائیگا چنانچہ پندرہ دن تک اوسکا انتظار رہا
جب وہ بھی نہ آیا میرا دم گھبرایا دوسری صورت یہ ہوئی کہ بنارس دو مہینے کی قبض بھیجی تھی اور مہاراج بہادر
نے ایک سو بیس روپیہ کی پروانگی دی تھی دونون مین سے کچھ نہ آیا نوبت تکلیف کی ہوئی دس بارہ
دن سے طبیعت بہت پریشان تھی آخرش تنگ ہوکے ۲۴ جمادی الاول یوم پنجشنبہ قریب شام
ڈاک پر سوار چل نکلا نماز کے وقت لکھنؤ نئے گانون مین اوترا پہر دن چڑھے قطب الدولہ بہادر سے
ملاقات ہوئی کچھ دن رہے میان احمد کے گھر آیا رات وہان سحر کی صبح کو مفتی گنج مرزا حسین بیگ صاحب
کے مکان مین آیا ہفتے کا دن تھا منگل سے پھر کہین نکلا طبیعت بدمزا ہی درنبولا گئی عارضے نئے پیدا
ہوئے ہین چنانچہ کل دوشنبہ تھا نہانے کی آج بھی قصد ہی اس سے فرصت کرکے پھر کسی سے ملاقات
کرونگا آج کل سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال یہان آنیوالی ہین مجھے دریافت کیا تھا اگر ملاقات ہوئی
تو بے سود نہوگا بہرکیف عنقریب بنارس چلا جاؤنگا میر مراد علی جانے اونکا کام جانے چلتے وقت
جو کہنا ہی کہہ جاؤنگا عمل کیا تو خیر نہین بجد اسو نیا حماقت بڑی یہ ہوئی کہ بیفائدہ انتظار کیا اور تم تک نہ آیا
یہ بڑی حسرت رہی اور جب تک ملاقات نہوگی یہ دل سے نہ نکلے گی اسواسطے بہت باتین ایسی
ہین کہ وہ سوائے تقریر لکھنے کے قابل نہین قسمت سے مجبوری ہی فلک نے نہ چاہا اور تمہارے
خط لکھنے سے اور خلجان بڑھا ہی کہ خدا جانے کیا ماجرا ہی گو تمنے نہین لکھا مگر مجکو معلوم کہ تمکو یارون
نے کچھ لکھا ہے سو اسکو یاد رکھنا جو کچھ مینے کیا ہی کبھی تمہارے خلاف نہوگا اسواسطے کہ تمہاری
طبیعت کا حال مجکو خوب معلوم ہی کہ دو سے چار سے روپیہ تک تمہاری نظر مین دو چار پیسے ہین
کبھی خیال نہین آیا کہ کیا ہین کیسے ہین اگر تم بھی ہوتے تو ایسا ہی کرتے انشاء اللہ تعالی کانپور
سے بنارس جب جاؤنگا جمع خرچ کی فرد تیار کرکے تمہارے پاس بھیجدونگا اوسکو دیکھ لینا اور توجہ

کچھ ہوا سوا حویلی کے ڈہ جانیکا یقین ہے کہ اس سال تم نہ آئے تو یہ بیٹھہ جائیگی چنانچہ اوس اخیر طوفان
مین تمھارے کبوتر جہان رہتے تھے وہ سیڑھی سب بیٹھہ گئی اور دروازہ پر جو مکان تمھارے مین دوزہ ہوگیا
کوٹھے کا درجہ جو تمھارے روبرو گرا تھا بدستور رہا اب یہان ہفتہ عشرہ اور قیام ہے جب بیگم موصوفہ
یہان سے چلی جائینگی مین بھی کانپور جاؤنگا اسپر بھی جو کوئی سواری میسر آئے تو عزم ابھی تک تمھارے
پاس آنیکا ہے یا تنخواہ آگئی تو وہان آیا وگرنہ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ + باقی خیریت ہے ۲۹ جمادی الاول
۲۰ دسمبر رقعہ نور چشم راحت جان سعادت و اقبال نشان مد اللہ عمرہ و فرید قدرہ بعد دعائے صحت
و سلامت اور دیکھنے کی تمنا کے عالم الغیب اس سے آگاہ ہے کشش دل گواہ ہے واضح خاطر ہو وقت روانگی کو ڈہ
جو خط تمنے بھیجا تھا وہ آیا مگر اسکا منتظر تھا کہ تمھارا وہان داخلہ اور مقام قیام جو دریافت ہو تو خط لکھئے لہذا
۲۴ تاریخ محرم کی اور یکم اگست پنجشنبہ کا دن تھا کہ دوسرا خط تمھارا آیا خدا شاہد ہے کہ جیسی مسرت
حاصل ہوئی پروردگار تمکو ہمیشہ سوا اپنے کسیکا محتاج نکریگا انشاء اللہ عنقریب ترقی ہوگی ہر چند کہ
تمھاری طینت اور طبیعت کا حال مجکو خوب معلوم ہے کہ تمھارے نزدیک دو سو چار سو کی حقیقت کچھہ
نہین یہ گروہ جو حاکم ہین انکو اس بات کی کد از حد رہتی ہے اور جو تقدیر مین ہوتا ہے بہر کیف ملتا ہے بلکہ
گر نہ ستانی بستم میرسد + رزاق مطلق نے ہر فرد بشر کی روزی وجہ حلال سے قسمت کی ہے اگر طمع
حرام نکرے بذریعہ حلال پہونچیگی کوئی بندہ نہین مرتا ہے جبتک اپنا پورا رزق کھا نچکے پس مناسب ہے
حرام پر نظر نہ کرے جو دولت خلاف طور پر بے مشقت حاصل ہوتی ہے جلد زائل ہوجاتی ہے اور جو نعمت
بوجہ حلال قوت بازو سے دستیاب ہوتی ہے قدم ثبات جماتی ہے جب الیسا دینے والا خالق موجود ہو
تو انسان کو لازم ہے کہ اوسی پر نظر رکھے احتیاط آٹھہ پہر رکھے نیا عملہ نیا معاملہ ہے جب اس گروہ کو اعتماد
ہوجاتا ہے پھر مفسدونکا کہنا انکی خاطر مین نہین آتا ہے دوسرے تم قانع ہو پچاس روپیہ بہت ہین آیندہ
سمجھہ لینا دوسرے پیادے تا جمعدار نائب کوتوال جو تحت حکومت ہون نسے آشتی اور نرم زبانی سے
پیش آنا کہ یہ رام رہین بندۂ بیدام رہین مگر سمجھے رہنا انکی اطاعت پر بھول کے راز دار نکرنا اس زمانہ
کی خلقت بیوفا نا آشنا ہے غرض پر غلام ہین پھر نطفہ حرام ہین کار پرداز کو چار کام ضرور اختیار کرنا چاہیے
اول سرکار کو اپنے حسن انتظام اور خیر خواہی کے التزام سے راضی رکھے دوسرے نباہ کار راستی
اور امانت پر رکھے جھوٹ فریب سے اجتناب کرے تیسرے شعلۂ خشم و غضب کو آب حلم و بردباری

سے بچاتا رہے حرص وطمع کو نفس پر غالب نہونے دے جو حادثہ پیش آئے اوسمین ثابت قدم رہے چوتھے
جس طرح اپنے نوکر سے امید نمک حلالی اور وفاداری کی رکھے اوسی طرح سرکار کا کام انجام دے یاد نہین
کس کس نے دغا کی بیوفائی کی کیسی کیسی کج ادائی کی اس عصر کے آدمیون سے ڈرتا رہے حذر کرتا رہے
دوسرے باغیون کی خبر سے پریشانی ہوئی میری جان سمجھہ بوجھہ کے یہ قول سعدی ہی ع گرچہ کس
بے اجل نخواہد مرد ✤ تو مرو در دہان اژدرہا ✤ سپاہ گری اسکا نام نہین کہ امجد علیخان کی صورت آگ مین
کود پڑے تم جانتے ہو ہم بھی کبھی ڈہال تلوار باندھتے تھے اور وہ کام کرتے تھے جسمین صد ہا مرتے تھے
ہاتھہ منہ کٹتے تھے بڑھے ہوون کے دل بیٹھتے تھے اسکا تکلف یہ ہی کہ خود بچے حریف کو مارے ہمت
کہین نہ ہارے اور یہ خیال رکھے کہ قضا کا وقت مقرر ہی وہ کبھی نہ ٹلیگا رستم کا بس نہ چلیگا کہ خدا فرماتا ہے
اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون یعنے جو تمہاری اجل کا وقت معین ہے اوسمین ایک لحظہ
نہ دیر ہوگی نہ جلدی ہوگی اور جس وقت وہ آئیگی لو کنتم فی بروج مشیدہ اگر از دہات کے برج مین ہوگے
نہ بچوگے لیکن یہ نہ چاہیے کہ دانستہ کنوئین مین کود پڑے نہ مرا ہاتھہ پانون ٹوٹ گیا بیکار ہو گیا پس
انسان کو لازم ہی کہ ہر دم عنایت خدا پر نظر رکھے دوست و دشمن کو دیکھتا بھالتا رہے اڑی کڑی میں کتا رہی ہان نیک نامی کی
موت کو بدنامی کی زندگانی سے بہتر سمجھے کہ نام اوسکا قیامت تک صفحہ روزگار پر باقی رہے کردار
نیک چاہی کو ذخیرہ ابدی تصور کرے اسکے علاوہ ہماری ضعیفی کا خیال رکھنا ہمکو خدا کے بعد تمہارا اسہارا ہی غور
کرو دنیا مین کون ہمارا ہی تم نزدیک رہو یا دور رہو برس دن نملو اللہ اسکا عالم ہی کہ ہماری جان ہر آن
تمہارے پاس ہی اور یہ بھی خوب جانتے ہو کہ لینے دینے کے مقدمہ مین جو ہمکو ہوس ہی وہ ہمارا خدا
بس ہی اللہ وہ دن کرے ہزار ہا روپیہ تم بانٹو لوگونکو دو ہماری عین خوشی مسرت کی بات ہی ہماری الفت
یہ نہین ہے کہ کچھہ ہمکو دو یہ جانتے ہین کہ فقط تم ایسے ہو کہ ہمکو محتاج نہ دیکھہ سکوگے جب بید ست و پا ہونگے
ہماری خبر لوگے لیکن تقدیر کو کیا کرین تمہاری مفارقت بیقرار کرتی ہی اسمین اختیار نہ تمہارا نہ ہمارا ہے
مشیت ایزدی مین کسکو چارا ہی وگرنہ تمکو آنکھون سے نہان نہونے دیتے ہم کہین تم کہان نہونے دیتے
ایک تمہارے خط نہ لکھنے سے کیا کیا بگڑی کہ اب کبھی نہ لکھین گے مگر کچھہ بن نہ آیا پھر لکھا اور تمام سن مین
اس وقت خدا جانے کیا جی مین آیا جو یہ کلمے تمکو لکھے اسواسطے کہ اب ہم چراغ سحری ہین سیر رہگذری ہین
ایسے وقت مین تمہارا جدا رہنا دل دکھاتا ہی کہ موت کا وقت مقرر نہین اختیار بشر نہین اور بہت سی باتین

لکھنے کے لائق نہین جو خدا نے باہم کیا تو موقوف بملاقات ہین مگر خدا کیواسطے مہینے کے بعد خط تو لکھتے
رہنا کہ وہ تسکین کا باعث ہوگا دہنے شانے مین پھوڑا ہوا تھا بہت تکلیف دی اب بایان پاؤن
سوجا ہی کچھ نہ کچھ شغل چلا جاتا ہی جس دن سے تم خط لکھکے چلے گئے کانپور کی خبر نہین ملی حکیم حفاظت حسین
صاحب تمہارے آشنا جو کانپور مین تھے اونھون نے لکھا تھا سب اچھی طرح ہین زیادہ دعا۔ رقعہ
جناب خانصاحب مجمع خوبیہاے بیکران شفیق مخلصان دام لطفہم ع نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم*
سینہ میگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن* واواز بیمہری چرخ شعبدہ باز و فریاد از نیرنگی این حیلہ ساز کہ ہر دم
داغ نو بر زخم کہن می نہد و ہر ساعت تفنگ جگر خراش سر میدہد خلاصہ سراسے سپنج بجز آفت و رنج ندیدم
بہارے نیست کہ پامال خزان شدہ برباد نرفت و دامن و گریبان نہ کہ مثل کتان بدست ظلم پارہ پارہ و تار
تار نگشت نخلے نوخیز کہ در بوستان جہان سر کشید بے گل دبار تہ اثرہ نرسید و ہزار ہا ثمر نارسیدہ از صرصر حوادث
بخاک فنا غلطید دلے نماندہ کہ مثل لالہ داغدار نہ و خاطرے کو کہ خار خار نہ الا بینندگان تنگنائی وسمت را
بجز صبر و شکیب چارہ و سرگردان کوی ناکامی را سواے سکوت یارا نیست خلاصہ این سمع خراشی
و نمک بر جگر پاشی آنکہ بتاریخ سیزدہم شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری یوم یکشنبہ آرام خاطر بیقرار و تسکین بخش دل پر اضطرار
بعارضہ سابق الذکر ازین جہان گذران رخت ہستی بر بست کوہ الم آن مغفورہ جثہ ضعیف مہجور را اشکست
تحریرش دست و خامہ لرزان و طبیعت سودازدہ بصد خلجان بخداے عزوجل درین مدت العمر چنین
سانحہ جانکاہ برسر بلا نصیب نگذشتہ بود کہ دفعتہً رو نمود ہر چند کہ از عرصہ دو ماہ امید زیست نماندہ بود
چراکہ بعارضہ دہ ماہ خاک کوچہ و برزن بیختیم و بر سر ریختیم سودے ننمود الا این ندانستہ بودم چراکہ تا نصف
شب بگفتگوے این سو و آن سو بسر بردم بلکہ براے نماز تہجد ہمان مغفورہ بیدارم کنانید اینقدر وقفہ
بمیان آمد کہ بندہ نماز میخواند ہمین کہ بسلام رسیدم درینجا قصہ تمام شد ہنوز مثل مجانین شب و روز بسر میکنیم
و تمام عمر این ماتم از دلم نخواہد رفت کہ بدست آمدن موافق مزاج درین زمان سخت محال ست و دیدہ
باید کہ تا کجا این بیکیفیتی رسد ساعتے بجز گریہ و زاری کارے ندارم و امریکہ براے تفریح تجویز میکنم
موجب مزید قلق و پریشانی میشود و کارے کہ پے دفع خلجان تشخیص میکنم صد ہزار مد خفقان میکند خواستہ
بودم کہ ترک شہر و دیار نمایم مگر بموجب فہمایش چند غمخوار مجبور بگوشۂ عزلت نشستہ در را بر روے احباب
بستہ ام سانحہ تازہ اینکہ بآخر ذیحجہ در کانپور طبیعت مردمان خانہ سخت علیل شدہ بلکہ نوبت بپیچ رسیدہ بو

چراکه هفت روز بیدانه و آب بر بستر بسان نقش بوریا ماند از صبح و شام خبری نبود در بافت این حال مجبور
و ناچار بتاریخ هفتم شهر محرم بکانپور رسیدم و بعد سیزده صفر بشرط زندگی عزم لکهنو دارم آینده مرضی مولی
از همه اولی همین سبب در ارسال جواب عنایت نامه توقف بمیان آمد و درین عرصه از اخبار صحت مزاج احباب
اطلاعی بهم نرسید دل خیریت طلب زیاده آشفته گردید لهذا با دراک خیریت عرضه مرسل خدمت فیضدرجت
نموده ام امید که از کیفیت اینجا مع صحت و سلامت مزاج مبارک و حال صحت خداوند نعمت یعنی
نوابصاحب بهادر ستم رسیده را مسرور و مبتهج فرمایند و قصور عدم تحریر بخیال این مصیبت معاف فرموده
بنظر عنایت و الطاف بدستور قدیم برحال من آلام کشیده و صرصر حوادث دیده مبذول دارند و عذر
پذیرا فرمایند که از دست زمانه مجبور و ناچار بودم زیاده هستم والسلام رقعه گل گلزار خوبی سرو جویبار محبوبی
نخلبند چمنستان مودت نوباوه گلستان محبت عشوه سنج و کرشمه ساز همه تن سحر سراپا اعجاز زاد لطفها از
عندلیب گرفتار دام محرومی و دور از گلزار و قمری پر الام شومی هجوران یار که تخلص غمگینش خوشنودی
طبع صاحب ست بعد گلدسته سلام و شکوه بخت نافرجام واضح باد تشریح اشتیاق ملاقات و بیان
آرزدهی حرف و حکایات خامه خشکیده زبان را چه یارا که بتحریر آرد و تمنای جوش و خروش هم آغوشی
و هوس کنار و بوس گرمجوشی دست این همدست اندوه و الم را چه مجال که برنگارد بهمه ستم دوری فسانه
مهجوری موقوف بملاقات داشته بمدعای ضروری می پردازد لله الحمد که جان زار در سینه بیقرار تا تحریر
رقیمه وداد شاد و ناشاد بامید روز وصال باقیست هنگامیکه چشم منتظر مانند دیدهٔ نرگس بشاهراه باز بود و
طالع برگشته را بامساعدت ساز بود که یکایک قاصد صبا رفتار خجسته پی مع مهربانی نامه محبت طراز
ورود نمود و پای قاصد را که بکوی تو رسیده بود دلبر نهادم و چشمش را که روی تو دیده بود بر جگر بیتاب و دل
پر اضطراب جا دادم مصرع لطف نامه را چون برگشادم عجائب و غرائب بنظرم آمد سطور پیچان چون زلف
پریشان و مضمونش تسکین بخش دل و جان نی نی غلط کردم خط نبود مرهم کافور جهت زخم سینه سوزان
و هر حرفش نقش خاتم سلیمان بود عجیب عالم شد که از فرط بیتابی دل وارسته و تسلی خاطر پریشان خسته
سے کبھی رکھتا تھا اوسکو چشم تر پر * کبھی دل پر کبھی دل سے جگر پر * کبھی سینہ پہ ین رکھتا تھا اوسکو *
کہ بیتابی سے کچھ تسکین تو ہو * غرضکه دیده کور را نور و خاطر غمگین را سرور بخشید ... دل بریان و خاطر پریشان
رو براحت دید جناب احدیت باین یاد فرمائی خورزندگان غریب الوطن گرفتاران رنج و محن باخاطر شگفته

دلشاد و همقرین مطالب و مراد داشته بمقاصد دلی رساناد و بتصدق ائمه معصومین علیه السلام وصل آن
گلفام نصیبم کناد عزم سفر بیستم ربیع الثانی و تشریف ارزانی فرمائی باین سمت ویرانه نوکر نیز خانه محبت
شمامه بود بخدای عزوجل که همین صورت زندگانی این گم کرده خانمان ست اگر عنایت سابق آنصاحب
را بایفای وعده آورد زیست دوبار احصول شد اگر ناله نیم شبی و مناجات سحری پریشان خاطران بدرگاه
دادرس قبول شد چه عجب از بنده نوازی ست که بهمین راه بهر سمت که خواهند تشریف برند و درین شهر قدم رنجه
فرمایند و باقرب و جوار این دیار رسیده من مهجور را طلب نمایند ع چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دو کار ✣
ع شاهان چه عجب گر بنوازند گدارا ✣ برای خدا و رسول این عرض قبول گردد و گرنه بسر مبارک هرگز
بی ملاقات شما روی وطن نخواهم دید و بهر جا که صاحب خواهند رفت از ینجا خواهم رسید بازعنان تشبدیز
خامه ازین سمت معطوف ساخته شمه حال پرملال می نگارم ع نه چین جی کو نه تاب دل کو نه خواب
چشم پرآب مین ہے ✣ غم جدائی سے جان میری عجب طرح کے عذاب مین ہے ✣ موسم تنهائی عالم
بیسروپائی باعث هزاران الام و کشمکش رنج و غم و اندوه و الم جان ناکام ع نه مونسی نه رفیقی نه همدمی
دارم ✣ حدیث دل به که گویم عجب غمی دارم ✣ روزم به اندوه و الم و کوچه گردی بسر میشود و شب هجران بکثرت
غم و تعب هرگز سحر نمیشود ✣ تمام شب بیداری و اختر شماری با ناله جانکاه و فغان و آه یا گریه و زاری باین
ذلت و خواری ایام گذاری ست رحم بحال زارم و دل بیقرارم ضرورست که این بیسروسامان از دل نالان
مجبورست بکسی طور نمی فهمد بخدائی که گدائی روبروی آنصاحب بهتر از شاهی مغارقت ست خداوند
که بمقسوم من سرگشته چیست که بجز خیال محال وصال و دیگر پیش نهاد نیست و هر دو جهان را فراموش نموده
بجز صورت دلفریب یاد نیست لله یکبار دیگر جلد از ملاقات خود دلشاد نمایند و خاک این آواره کوی ناکامی
را بصحرانوردی برباد نفرمایند حالم لایق شنیدنی و رویم قابل دیدنی شده اگر ملاحظه خواهند فرمود چه عجب
که عجب کنند اگر هزار جزو نویسم سطری هم از دفتر مهجوری و مصائب دوری تسطیر نشود مجبوری خامه بر داشتم
رقعه عزیز القدر راحت جان سعادت توامان میرزا احمد علی سلمه الله تعالی بعد دعا واضح باد دستم
دم تحریر خامی لغزد خلاصه اینکه بروز پنجشنبه بیست و ششم شهر شعبان میر نصیر صاحب نزد فقیر آمده حال
خرابی بعدبه بیان کردند بخدا که هوش و حواس بجا نماند اینهم خوبی قسمت ست دیگر چه نویسم اگر شرح خرابی
غفلت آن نورچشم نویسم نمک بر جراحت ست ازین چه سود که دست از کار و کار از دست رفت مگر بگفته

میر صاحب آنچه شد شد تمام شهر از یگانه و بیگانه بعض تند میدارد احدی بنظر نمی آید که صلاح نیک دهد آخر کار
تدبیران چه فهمیدند حالا میر دائم علی صاحب و منشی صاحب چه میگویند که کدام تدبیر ست که آبرو باقی ماند اینرا
مفصل بنویسند و حالا هنگام آن نیست که ماه ماه خط نوشتند بالفعل اگر هر روز نباشد بعد دو سه روز ضرور
کیفیت مفصل و منشرح بنویسند چراکه آنچه فرد امانت نویسانیده تهانه دار بود آنهم موجود نیست و صاحب بهادر
برکوه سپاتو و بر نام کدام کس ڈگری جاری شده است و مهلت چند روز ست و مدعی کجاست همه حقیقت
تفصیل وار تحریر نمایند برای همین روز سیاه میگفتم که باهم معامله خوب ست این بزرگواران ضرر خود فهمیده
نخواستند که فیمابین تصفیه شود سخت قباحت بنظر می آید لهذا درین پریشانی و حیرانی آنچه در عقل ناقص
آمده است مینویسیم بعمل آرند اگر موقع و مصلحت باشد صادق علی وکیل که بنده زر ست این را بالطمع جانب خود
باید کرد دیگر میگوییم که خود مع صاحب معامله درینجا بیایند چراکه درینجا طاقت نیست که این معامله سماعت شود
و آنچه اسباب نویسانیده تهانه دار بود معلوم نیست که سپرد کرنیل صاحب بود یا نه دیگر از دزدی چه قدر
کم شد یا هیچ نیست علاوه برین همه خرابی شراکت ست و گر نه شما چه کار لاکن حالا کناره نمودن هم مصلحت
بنظر نمی آید و از جوانمردی نیز بعید ست معلوم نیست که اطلاع اینمعامله به کرنیل صاحب شد یا نه نوشته اند
و از روزیکه روانه شدند کدامی خط یا رسید از جای نوشته اند یا نه و لله برای خدا و رسول غصه را راه ندهند
که عقل را خبط میکند مثل مشهور ست گدھے کو اپنی غرض پر سالا کہتے ہیں از دوست و دشمن درینوقت
آشتی ضرور ست اگر فضل الهی ست بعد فهمیده خواهد شد حالا همین موقع ست که از یگانه و بیگانه نرم گفتاری
و خوشامد مصلحت ست دوم آنکه چنان نشود که باعث اضطرار زر نقد بکسی دهند تا که اطمینان کامل حاصل
نشود اعتبار چیست آنچه باقی بود در مالان بردند عجب رنگ زمانه ناهنجار و طریقه مردمان بد شعار ست که در
همچو محل بصورت دوست آمده میگویند که اگر دو چهار صد روپیه صرف شود چنان و چنین میشود در فریب همچو
کسان نباید رفت که باغ سبز معاینه می کنانند دوست صادق کجا هر چند باسباب ظاهر میر نصیر صاحب
سخنان دوستانه و دلسوزی نمودند مگر فی الجمله شکایت کرایه مکان و تقاضای چیده ی ناگوار شد لهذا آنچه
کنند خوب فهمیده و هر قدر که وقت فرصت ست حالا در غفلت نباید گذرانید درین روز و شب و تالانیدم
که قریب دوپهر روز آمده است تدبیر نیک بجز روپوشی بنظر نمی آید اگر موقع باشد برای چندی درین شهر
بیایند بعده فهمیده خواهد شد آنچه در ذهن شما یا صلاح کسی دوست باشد از آن اطلاع کنند چراکه بسبب اضطرار عقل

من درست نیست یا انچه در امکان بنده باشد بنویسند که تا جان دریغ ندارم خدا شمارا سلامت دارد من که پابرکاب
نشسته ام امروز نمردم فردا همین معامله درپیش ست دحال دوست و دشمن بنویسند چراکه همین وقت امتحانست
یعنی کدام ثابت قدم ست کدام از شراکت گریخت هرچند که در شراکت نقصان کسے نیست که معامله انگریزیست
بجز مدعی و مدعیٰ علیه از دیگر هیچکس سروکار نمیشود البته اینکه کسے دلسوزی نمود کدام فقط برائے خندیدن
موجود شد پس ازین دو سه آدم مثل منشی مقصود علی صاحب و میر محمود صاحب و میر ابرام علی صاحب در صحبت مشوره برائے
هر شخص رسیده به بنده بنویسند که چه صلاح کار فهمیده اند و درین هنگام اگر کسے دشنام هم بدهد او را سلام
باید کرد دنیا جائے آزمایش ست حالا بجز سخن سازی از من چه مے شود که حال اوقات گذاری
تمام و کمال ظاهر و روشن ست اگر درین وقت چیزے در کیسه خود میداشتم البته مقام امتحان
بود چه کنم که فلک کج باز تا اینجا رسانید مگر بخدا که خواب و خورد زندگی حرام ست تا وقتیکه کدام صورت نجات
پیدا نمی شود لیکن در نوشتن خط تامل نباید کرد بر تنهائی شما دلم کباب ست کدامی سرپرست بنظر نمی آید
که دلداری شما نماید بلکه و تنها در بلائے عام هستید بجز پروردگار مددگار نیست بهرحال نظر بر عنایت او
باید داشت چراکه هر کسے را که او آبرو و عزت میدهد ذلیل و خوار نمیکند هردم مددگار شما خواهد ماند که در حق
کسے بد نکرده اید او عالم و داناست ضرور مشکل آسان خواهد ساخت باضطرار و بدحواسی نباید پرداخت
ع بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت ع اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے ؛ نه برد رگے تا نخواهد
خدائے ؛ بهرکیف رجوع بخدا باید بود که نفع و ضرر در قبضه قدرت اوست اگر در تقدیر همین نوشته اند
مقام مجبوری ست وگرنه یک جهان یک طرف شود دشمن کنده نخواهد شد هرچه کنید بدجمعی و استقلال چراکه
وقت میرود و سخن باقی می ماند هدایت علی مدت العمر در جعل و فریب بسر کرد تمام عالم دشمن او بود تا وقتیکه
مقدر برنگشت کسے بر رو نیامد هزارها روپیه صرف نمود وقتیکه گردش طالع برروے کار آمد بسبب
مبتلائے بلا شده و درگذشت دانا و هوشیار همانست که در وقت اضطرار هوش و حواس از دست
ندهد و دم نزول آفت و مکروهات ثابت قدم و مستقل باشد رسم ست گاهی ساقی روزگار ساغر کامرانی
میدهد و گاهے زهر هلاهل بشربت راحت مے در آمیزد ع چنان نماند چنین نیز هم نخواهد ماند ؛
اگر هنگام سرور بحال خود نماند زمانه رنج و غم هم بسر خواهد شد حال شما را یاد خواهد بود که بعلت خون گرفتار شدم
تمام عالم میگفت که ازین مخمصه جان بر نخواهد شد لیکن بفضل ایزدی آسیبی بمن نرسید تا حال زنده

وسلامت هستم دیگر تا کجا نویسیم از عنایت خدا آن نور چشم خود فهمیده هستید چنان نشود که باعث خوشنودی
دشمنان گردد رنگ زمانه بیک قرار نمی ماند بخدای عزوجل که عالم و داناست ع از جان چه عزیز است
بگو آن تو بخشم + لیکن در چنین دقت از دوست و دشمن مدارا داشتنی بر ضرورست حافظ حقیقی نگهبان
شما و جان شما باد انشاء الله قریب کفش مخملی میفرستیم لازم که جواب جمیع مدارج بنویسند رقعه نور چشم راحت
دل و جان سعادت توامان مد الله عمره و مزید قدره پس از دعای صحت و عافیت العزیز بزالقدر که
وظیفه شام و سحرست واضح رای آن سعادت پیرای باد بنای این عالم ایجاد خراب آباد نقش
برآب ست و معاملات این بی بنیاد بدتر از سراب ست هر گلی که درین گلشن پر حوادث دم سحر بر قبای
خوشرنگ خود خندید تا شام ناکام از جور صرصر حوادث گریبان تا بدامن درید و نخلی که درین بوستان
پامال خزان مثل سرو سر کشید بیک دم از ستم تبر و جفای اره بخاک ناکامی بغلطید بلبل شوریده درین
گلزار سراسر خار بر بی ثباتی گل نالان ست و شبنم پاکدامن بر نیرنگی چمن بچشم عبرت اشک ریزان
باغبان بتماشای خزان و بهار با دل خار خار شد و صبا دگرفتار دام تحیر مهر از بیمهری سپهر نیلی فام
جگر تفسیده و ماه هر ماه بصد الام کاهیده این سرای فانی جای دلبستگی نیست چراگه گذشتنی و گذاشتنی
است و آماده سفر بصد خوف و خطر محتاج و غنی ست ازین جای پر محن خوش قسمتان کافور و کفن برده اند
وگرنه صدها پیر و جوان از مانده این دون پرور بامید نوش هلاهل حسرت و ناکامی خورده اند دفترها مملو از
فسانهای چرخ کهن ست که این جای پر الام مقام راحت و آرام نیست پر محن ست حالات انبیای
ذوی الاحترام و حکایات اریکه نشینان پر احتشام برای عبرت کافه انام کافیست که درین دار ناپایدار
چه صدمه های جانکاه کشیده اند و بمطلب نرسیده اند و علی الخصوص جناب خاتم المرسلین و ائمه
معصومین علیه السلام که خلاصه کائنات و فخر موجودات ذات خجسته صفات این ها بود بلای نیست
که نکشیده اند و المی نه که ندیده اند محبوب خدا حبیب جل و علی که در شان شان ذات کبریا میفرمایند
لولاک لما خلقت الافلاک باعث نمود این بی بود و سبب خلقت جن و انس ذات گرامی بود
بجز شصت مرحله زندگانی آن مورد وحی آسمانی طی نکرد و کل نفس ذائقة الموت و کل من علیها
فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام از عهد آدم علی نبینا علیه السلام تا قیام روز قیام هر شی که خلق
شد و خواهد شد انجامش فناست بقا برای ذات کبریاست ع اگر صد سال مانی ور یکی روز بباید رفت

زین کاخ دل افروز + پس آن بهتر که دل را شاد داری + دران شادی خدا را یاد داری + دل برین
گنبد گردنده منه کاین دولاب آسیائیست که بر خون عزیزان گردد پس رنج والم آن شے که عالمی دران یکسر
باشند نتوان نمود دراہے که رہگذر خاص و عام ست بماتم رہروان باب الالم بروے خود نباید کشود
ع عرفی اگر بگریه میسر شدی وصال + صد سال میتوان بتمنا گریستن + س کسیکے کام مرگ پر ایدل نه کبھی
چشم تر ہرگز + بہت سا رو یے اونپر جو اس جینے پر مرتے ہین + وازان خوش نصیب تر کدام خواهد بود
که بتجهیز و تکفین مثل آن نور چشم مصروف باشد و بقلق مهاجرت رخ زیبا از ناخن الم خراشد صدها بیگور و
کفن بصد محن زیر خاک با دل پر حسرت و چاک چاک رفتند گلے بجز داغ جگر و شمع سوای سینه سوزان
میسر نشده ستر صدام که پند پدر پیر بگوش دل و سمع قبول شنیده سر رشته حبل المتین صبر و رضا از دست نداده
تسکین و تشفی دیگران نمایند که خوشنودی پروردگار ست ان الله مع الصابرین کلام رب العالمین ست
جان من جوان و پیر لب بان تیر منتظر حکم رب قدیر کمر بسته نشسته اند چرا که گام فرسائے مرحله عدم ناگزیر
ست دیروز که چهارشنبه بود مجمل از خط سید محمود علی صاحب حال معلوم شده بود امروز از خط آن نور بصر
تمام کیفیت ظاهر گشت دریغا ام اجل بود پروردگار عالم صبر عطا فرماید بدلجوئی تهی توجه ضرورست که
بسیار بالیوس بود به میر مراد علی از طرف بنده گفته دهند که مادر و پدر کسے زنده نمی ماند همین راه در پیش ست
از روزیکه درینجا رسیده ام بخدا که صحت ندارم غلبه ریاح و خفقان زیاده است غذا بے رغبت میخورم
که ضعیف نشوم و گرنه اشتهای کامل نمی شود بخداے لم یزل و سر آن نور چشم شب و روز در تفکر و تردد
و خیال مرگ پیش نظر ست باید دید چه شود عالم تنهائی ست بجز ذات پروردگار که کفیل بے مونس و
یار است کسے نیست اگر موقع و محل بدست می آید برائے یک هفته عزم آنجا دارم لازم ست هر قدر
که قل هو الله احد که برائے اوشان خواهند خواند ثواب عظیم برای روح آن مرحومه و مغفوره طاب
ثراها خواهد شد در کتب معتبره مکرر دیده ام در حق موته بهتر ازین سوره نیست درینولا مزاج سلطان العالم
بصحت ست قریب غسل صحت میفرمایند امروز داروغه ارباب نشاط غلام حیدر خان درینجا پس آمد
میر عابد علی صاحب بسیار یاد میکنند صبحے که پنجشنبه است درانجا خواهیم رفت یقین که تمام جلسه
تاسف کنند درینولا خطوط جلد جلد باید فرستاد بجمیع کسان دعا و سلام رقعه نور چشم عزیز از جان
همه تن سهو سراسر نسیان سلمه الله تعالی پس از دفتر دفتر شکایت غفلت شعاری و سهل انگاری

اصغر باز آمد در ینجا شب باش شد بروز پنجشنبه شیخ مخدوم بخش بیچاره آمده تمام سرگذشت بیان نمودند که آنچه
بر من گذشت بدولت برادر میان اصغر بود که او را ورغلانیده مع اسباب و روپیه بر تهانه برده از من
جدا کرد هر چند که خبر گیری آب و نان او میکردم هیچ خیال نکرد حال میان اصغر باید شنید که از ان
روز بے اطلاع رفتند دیروز که چهارشنبه چهارم شعبان بود قریب شام آمده گفتند که فردا میروم سخت
ناگوار طبیعت شد که گفته بودم برنج وغیره و شمشیر شما که طیار کنانیده ام خواهم فرستاد همه را موقوف داشتم
و گفتند ناحق اینقدر زحمت برائے خاطر مخدوم بخش کشیدم آن وقت البته گفتم که بر مخدوم بخش
احسان چیست فقط باحتیاط برادر خود آمده بود دیدید حالا لازم که میر مراد علی را روانه کرده دهند و مرزا
آغا جان اگر پایجامه تیار کرده باشند بدست میر مراد علی بفرستند و گرنه بکدامی حیله گرفته آنرا درخت
کنانیده روانه کنند چراکه من باو شان فرمایش نکرده بودم بمنت خود گفتند که پایجامه من دهید در
یک روپیه چکن تیار میشود به یکروز حالا بیک ماه رفت و شل نو خریدیم هم فرستاده دهند و یک قطعه
خط اسمی میر محمود صاحب نوشته بودم و مولوی فیض علی صاحب را تاکید بود که زانچه قبلهٔ عالم
که در نوروز نموده اند آنرا جلد فرستاده دهند بست و یکم رجب بود که فرستادم امروز پنجم شعبان ست
صدائے برنخاست به پرسید که چه شد و زبانی اصغر معلوم شد که خواهش چوری زردوزی ست
اگر مطلوب باشد بنویسند که تیار کنانیده بفرستم در بازار بهم نمی رسد و شمشیر شما طیار ست بخدا به بصر یکه
دید تعریف نمود که بے مثل ست هیچ فرخ بیگے لالون دارد برغولا کم بهم میرسد لائق بستن ست بحفاظت
داشتن چراکه شئے خوب مثل اسلحه هر بار بدست نمی آید حالا قرولی و شمشیر هر دو خوب اند در فکر هستم
که اگر قبضه برج دار تحفه دستیاب میشود میفرستم هر چند که قبضه این شمشیر نیز لاجواب ست مگر چسپان
نیست همین شمشیر ست که آهن و زره میتراشد و عزیز من اگر بعد یک ماه هم خط بنویسند بعینه نیست
امروز سه چهار روز کم یکماه است که در لکهنؤ رسیده ام درین مدت یک پرچه آن نور بصر رسید مناسب
نیست هرج یکساعت بیش نیست دیروز ما بجهه دختر نواب صاحب بود که با پسر محسن الدوله منسوب
ست تا هفتهٔ هم نوبت برات وغیره خواهد رسید جلسه قابل دیدن ست دو من برنج و جفت زری دوز
و ظروف گلی یعنے جهجهر آبخوره وغیره موجود ست فقط برآمدن میر مراد علی موقوف ست بجمیع خورد و
کلان بقدر مراتب دعا سلام گفته دهند زیاده دعا رقعه عزیز از جان نور چشم سعادت نشان

مد الله عمره بعد دعاے صحت وسلامت وتمناے دیدار فرحت آثار واضح باد سخت تعجب ست
که بتاریخ چهارم صفر روز پنجشنبه قطعه خط بجواب رقیمه آن قرة العین و قطعه دویم باسمی منشی نولکشور
صاحب روانه نموده ام امروز جمعه ۱۲ صفر رسید چشم براه شام و پگاه ماندم هرچند که درینجا باعث عدم
بارش تلاطم عظیم بود از گرانی غله عجیب پریشانی و سرگردانی رو نمود هرچند داد بیداد خلق سر بفلک
برسانید لیکن دیده ابر تر نشد دیروز که پنجشنبه بود قریب مغرب بارش شد از انسان تا حیوان جان
تازه یافتند حال راقم سخت ابتر بود بارے از عنایت باری صورت زیست بنظر آمد امروز که جمعه
است وقت نماز ابر تیره بود مگر ترشح گردید زیاده نوبت نرسید هنوز ابر موجود ست بجدیکه بروز پنجشنبه دربار
رفته بودم مهاراج بهادر کلمات مضطربانه بر زبان آوردند اگر دو سه روز بارش نمی شد خدا داند که
چه کیفیت بظهور مے آید بیرون شهر در دیهات بے انتظامی رو داده که ده پانزده شخص جمع شده
هرجا که غله یافتند مع دیگر اسباب بغارت بردند پروردگار ارحم الراحمین ست عنایت فرمود از سبب
بارش دو ساعت صورتی دیگر پیدا گشت وگرنه امروز فساد تازه میشد معلوم نگردید که خط رسیدند و نزد
منشی صاحب رسانیدند چراکه بروز دوم خط میرسد نه که امروز یوم نهم ست ضرور جلد حال بنگارند و بجد
منشی صاحب آمد رفت پر ضرور ست که شکل وجواب خود نمیدارند اگر کیفیت معلوم شود بهر کیف خود را
در انجا رسانم چراکه عزم انباله داشتم تهیدستی مانع شد آن نور چشم در انجا رفته زبانی بگویند که اگر بدولت
حضور والدم حاضر شوند بیک کرشمه دو کار ست که مایان مشتاق آمدن اوشان و خود متمنی ملازمت
حضور درین صورت طلبیدن نزد فقیر مصلحت ست که بدولت جناب من هم کامیاب خواهم شد

خاتمه طبع مطبوع هر طبع نتیجه افکار نادره و نگار نامه ترکیبا شاعر غرا خواجه محمد یحیی احیا خلف باشرف مستند الشعرا بقا

حمد حق منشی معالم	انشای سرور طبع سالم	سر دفتر دو جهان کی تعریف	اس نسخه کا ایک مصرعا کالم

بحمدت حضرت رب العزت و خاتم النبوت جل علی و صل علی اردو خواه فارسی گفتگو منشای سرور شایقین
حامد محمود درین انهیمه حسن توفیق آلهی طفیل رسالت پناهی صلے الله علے خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین
الے یوم الدین اما بعد ارباب سخن واصحاب فن پر ظاهر هو اس خوشخبر سے هر اہل هنر ماهر هو که اس هنگام

فرخی فرجام مین جواہر زواہر معانی و مبانی یعنی رقعات بلاغت و فصاحت مرقعات جناب غفران مآب افصح الفصحا ابلغ البلغا میرزا رجب علی بیگ سرور مغفور کی جنکا نثر پردازی این فسون سازی کا ہندوستان ستان فسانہ ہے واقف زمانہ ہے ہر فقرہ مانند فقرہ کہکشان کے ضیا و بہا نشان ہر جملہ مثل جملہ ماہ نور نگاہ یادگار روزگار کبار خواستار ہمت والانہمت ناشر یکتا شاعر غرا صاحب زبان شیوا بیان مجمع و منبع علوم و فہوم عقلی و نقلی عالم سید احمد علی سلمہ اللہ العلی متخلص بسالم مستبنا کستنا اکرس اوستاد ہمہ ایجاد سے بترتیب غریب فراہم ہوئے زیور گوش ہر اہل ہوش عالم ہوئے انشای سرور نام پایا آغنے نشاء سورا بیا الانام آیا ساقیا برخیز و در دہ جام را خاک بر سر کن غم ایام را ۔ نظر بافاضت و افادت خاص و عام ستہام سے کے جناب فضائل اکتساب امیر کبیر بالعز والتوقیر شہیر بین الجمہور منشی نول کشور صاحب رفعہ اللہ باعلی المراتب سے اسکے طبع کا حکم بتاکید تام دیا انصرام محاسن تمام منصرم باکمال لالہ شمشیر دیال ذی مطبع عالم مشہور کانپور مین آغاز سال فرخ فال جنوری ۱۸۷۹ عیسوی کو بحسن الانجام سر انجام دیا

تاریخ طبع ہدیہ ہر اہل طبع ہے ختم خاتمۃ الطبع ہی ولہ زاد فضلہ

حضرت ہین جان جنین زین قبل تھی	آپکی رحلت سے حضرت سرور	والد ماجد کی ہمعصر سلیس	آپکو بخشے خداوند غفور
سالم فرزند خواندہ آپ کے	زندہ و سالم رہین با صد سرور	آپکی سعی سے انھون نے اندنون	اردو کچھ فارسی کچھ ضرور
بعد جمع و طبع کر اسکو کیے	تاکہ ہووے نام نامی ورد و	ایسی مطبع مین چھپی با آب و تاب	جسکا مالک مہر تابان خود وہ نور
	مصرع تاریخ احیا نے لکھا	سبحت جان آج انشای سرور ۱۲۹۶ھ	

قطعہ بدیہہ تخییل نبیل مورخ بیمثال لالہ موہن لال متخلص بہ سرشار رئیس خیر آباد و یار

عجیب نثر جناب سرور اردو مین	جناب سید احمد علی نے کی مجموع	ہوئی وہ مطبع آقای نامدار مین طبع	مبارک اہل جہانکو ہو اسکا حسن شیوع
	تھا فکر مین کہ لکھون سال طبع کی تاریخ	کہا یہ دل نے عبارت سرور کی مطبوع ۱۲۹۶ھ	



